



وَاللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَارْحَمِهِمْ

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ و عادات شریفہ کی خود  
حق سجاوہ و تقدس نے تعریف فرمائی ہے اس لئے حضور اقدس کے  
اخلاق و عادات میں احادیث کی مشہور و معروف کتاب

# شمائل ترمذی

مؤلفہ امام المحدثین الحافظ الحجۃ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی مع اردو ترجیح

# خصائل نبوی

مؤلفہ حضرت مولانا الحاج المولوی محمد زکریا صاحب الحدیث مدرسہ مظاہر علوم مہارنپور  
کو بغرض رفاه عام بندہ ناچیز نصیر الدین ناظم کتب خانہ یحییٰ سہارن پور نے

پہنچان یحییٰ سہارن پور مولانا محمد زکریا صاحب الحدیث



# یحوی کتب خانہ

جو تقریباً تیس برس سے اپنی انوکھی خصوصیات کے ساتھ دینی کتب کی خدمات کر رہا ہو وہ علم دوست حضرات کو  
 معفی نہیں۔ مگر دینی کتب کی بے رغبتی علی مذاق کی بد مزگی نے دینی تجار کے حوصلوں کو جس قدر پست کر دیا ہو وہ بھی  
 ظاہر و روشن ہو یہ بھی وجہ ہو کہ دینی کتب رکھنے والے تیار ایک عرصہ تک پریشانیوں کا شکار رہ کر یا تھک کر تجارت کتب کو  
 خیر باد کہتے ہیں یا دینی کتب کے علاوہ بازاری کتب ناول وغیرہ فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ یحوی  
 کتب خانہ محض حق تعالیٰ شانہ کے فضل و انعام اور بانی نور اللہ مرقدہ کی حسن و نیت کی برکات کی بدولت ان تمام حادثات کو  
 ٹکراتے ہوئے بہستور اشاعت علوم میں مشغول ہو۔ کتب خانہ کا سطح نظر اگرچہ ہمیشہ سے یہی رہا کہ دینی کتب اور مسند  
 علماء کی تالیف کی اشاعت جس طرح ممکن ہو کی جاوے۔ مگر نوید جانفزا یہ ہے کہ چند روز سے کتب خانہ نے کتب  
 حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی ہے۔ چنانچہ تقریباً پانچ سال سے بذل الجہود فی حل ابی داؤد کی جو مقدار طبع ہوتی گئی  
 وہ کتب خانہ کے واسطے سے طالبین تک پہنچتی رہی اس ہی سلسلہ میں رسالہ ہذا کی طباعت ہو جسکو منتظمین کتب خانہ بٹھے  
 موانع کے باوجود طبع کر کرکشا اتقین تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ چونکہ اسکی تالیف فرماتھی تھی اس لئے دو سال تک حضرت مولف  
 دام مجدہم نے اسکی اشاعت کی اجازت نہ دی۔ اس سب کے علاوہ اس وقت خصوصی مسرت انگیز خبر وہ یہ ہے کہ کتب خانہ نے  
 حضرت مولف کی دوسری جدید تالیف او جز المسائل شرح عربی موطا امام مالک کی طباعت کا اہتمام شروع کر دیا اور جلد اول بحمد اللہ  
 زیر طبع ہے جو انشاء اللہ بہت جلد تیار ہونے والی ہے۔ خریداروں کی سہولت کے خیال سے ہر جلد کی تیاری پر اسکی فروغگی  
 شروع کر دی جائے گی۔ اور سونے پر سہاگہ کتب خانہ کی طرف سے اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ جلد اول کی تیاری  
 تک جو حضرات اسکی خریداری میں نام لکھائیں گے ان کو تاجرانہ قیمت یعنی ایک چوتھائی کمیشن پر کتاب دی جائے گی۔ ناخفیتہ  
 البارۃ داراغبین۔ دہل علی الرسل الا البلاغ۔

ضروری امر یہ ہے کہ پیشگی دام کوئی صاحب ارسال نہ فرمائیں۔ صرف خریداروں میں نام لکھانے کی شرط ہے۔  
 کتاب تیاری پر بذریعہ دیوار سال کی حاوے گی۔ خط و کتابت کے لئے مندرجہ ذیل پتہ کافی ہے۔

نصیر الدین

ناظم کتب خانہ یحوی سہارنپور

# فہرست مضامین خصال نبویؐ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	باب حضورؐ کی لنگی کا ذکر۔	۵	مقدمہ
۶۹	باب حضورؐ کی رفتار کا ذکر	۷	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ مبارک کا بیان
۷۰	باب حضورؐ کے سر پر کپڑے کا ذکر	۲۱	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانیت کا ذکر
۷۱	باب حضورؐ کی نشست کا ذکر	۲۳	حضرت سعد کی موت سے عرش جھومنا۔
۷۲	باب حضورؐ کے تکیہ کا ذکر۔	۲۷	باب حضورؐ کے سر کے بالوں کا ذکر
۷۴	باب حضورؐ کا کسی چیز پر ٹیک لگانا۔	۳۰	باب حضورؐ کا بالوں میں کنگھا فرمانا۔
۷۵	باب حضورؐ کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر	۳۲	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آجائیکا ذکر
۷۶	باب حضورؐ کی روٹی کا ذکر	۳۵	باب حضورؐ کے خضاب کا ذکر
۸۰	باب حضورؐ کے سالن کا ذکر	۳۷	باب حضورؐ کے سرمہ ڈالنے کا بیان
۹۶	باب حضورؐ کا کھانے کے وقت وضو فرمانا	۳۹	باب حضورؐ کے لباس کا ذکر۔
۹۷	باب اُن دعاؤں کا ذکر جو حضورؐ کھاتے سے قبل اور کھانے کے بعد پڑھتے تھے۔	۴۶	باب حضورؐ کے گزارہ کا بیان
۹۷	باب اُن دعاؤں کا ذکر جو حضورؐ کھاتے سے قبل اور کھانے کے بعد پڑھتے تھے۔	۴۸	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موزہ کا بیان
۱۰۰	باب حضورؐ کے پیالہ کا ذکر	۴۹	باب حضورؐ کے نعلین شریف یعنی جوتہ کا ذکر
۱۰۱	باب حضورؐ کے پھل نوش فرمانے کا ذکر	۵۰	نعلین مبارک کا نقشہ۔
۱۰۴	باب حضورؐ کے پینے کی چیزوں کا ذکر	۵۳	باب حضورؐ کی انگوٹھی کا ذکر
۱۰۶	باب حضورؐ کے پینے کے طرز کا ذکر	۵۶	باب حضورؐ کے انگوٹھی پہننے کی کیفیت
۱۰۹	باب حضورؐ کی خوشبو کا ذکر	۶۰	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا ذکر۔
۱۱۲	باب حضورؐ کی گفتگو کا ذکر	۶۲	باب حضورؐ کی ذرہ کا ذکر
		۶۳	باب حضورؐ کے ٹوڈ کا بیان۔
		۶۵	باب حضورؐ کے عمامہ کا ذکر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۵	عاشورے کا روزہ اور اس کی خصوصیات	۱۱۵	باب حضور کی ہنسی کا ذکر
۱۶۷	باب حضور کی قرآن کی کیفیت	۱۲۰	باب حضور کے مزاج اور دل لگی فرمائے کا ذکر
	قرآن شریف کا آواز سے اور آہستہ	۱۲۱	حرم مدینہ کا شکار
۱۷۰	دونوں طرح پڑھنا افضل ہے۔	۱۲۴	باب حضور کے اشعار کا ذکر
۱۷۴	باب حضور کے بسترہ کا بیان	۱۲۶	قصہ غزوہ حنین -
۱۷۵	باب حضور کی تواضع کا بیان -	۱۲۸	عمرۃ القضاء
۱۷۶	حضور کا صحابہ کے ساتھ کام میں شریک رہنا۔	۱۳۱	باب حضور کا قصہ گوئی فرمانا
۱۷۸	حضور کے معمولات مکان پر اور باہر مجلس میں۔	۱۳۲	حدیث ام زرع یعنی گیارہ عورتوں کی کہانی
۱۸۰	حضور کی مجالس -	۱۳۷	باب حضور کے آرام فرمائے کا ذکر۔
۱۸۴	باب حضور کی عادات کا ذکر	۱۴۰	باب حضور کی عبادات کا ذکر۔
۱۸۶	حضور کے پسینہ سے زیادہ کوئی خوشبودار چیز نہ تھی	۱۴۱	عبادت کن کن وجہ سے کی جاتی ہے
۱۸۹	حضور کا طرز اپنے اہل مجلس کی ساتھ		حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے {
۱۹۲	حضور کی عادت شریف ہدیہ قبول فرمائے میں	۱۴۷	تراویح کی لغوی صحیح نہیں
۱۹۳	باب حضور کی حیا کا ذکر	۱۴۸	حنفیہ کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں
۱۹۳	باب حضور کا سینگی استعمال فرمانا	۱۵۲	نماز کی سنتوں کا ذکر
۱۹۵	باب حضور کے بعض ناموں کا ذکر	۱۵۵	باب چاشت کی نماز کا بیان
۱۹۷	باب حضور کے گزراوقات کا ذکر		حضور کی چاشت کی نماز میں {
۲۰۲	قصہ سریہ خبط	۱۵۷	مختلف روایات کی تطبیق {
۲۰۶	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر	۱۵۸	زوال کے وقت چار رکعات کی حدیث
۲۰۸	باب حضور کے وصال کا بیان	۱۵۹	باب حضور کا لواغل مکان پر پڑھنا
۲۱۰	حضور کے وصال کے بعد تجسیم تکفین	۱۶۰	باب حضور کے روزوں کا ذکر
۲۱۸	میں حضرت ابو بکرؓ کے عوم		ہر ماہ میں تین روزے کی مختلف
۲۲۷	باب حضور کی میراث کا ذکر	۱۶۳	روایتیں اور ان میں تطبیق
۲۲۸	ختم کتاب اور تقریظیں -	۱۶۴	اعمال کی پیشی میں مختلف روایات اور ان میں تطبیق

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم حامداً ومصلیاً ومسلماً

بندہ ناچیز کو اواخر ۱۳۷۲ھ میں بانتھال حکم حضرت اقدس آقائی حضرت الحاج مولانا خلیل احمد صاحب اداہ اسٹرا  
طلال بکاظم بدلی الجمہود فی حل ابی داؤد کی طباعت کے لئے متفرق طور پر چند روزہ مزدوری کا اتفاق ہوا، وہاں میرے ایک  
کرم فرما جناب محترم محمد عثمان خاں صاحب زادہ مجاہد نے شمالی ترمذی کے مختصر سے ترجمہ کا حکم کیا میں اپنی نااہلیت کا معترف ہرگز بھی اسکا اہل  
نہیں تھا، اور اسی وجہ سے اس سے قبل کسی تحریر یا تقریر کی کہیں توبت بھی نہیں آئی تھی، لیکن مدوح نے اپنے حسن ظن کی بنا پر میری  
کسی معذرت کو بھی قبول نہ کیا، میں اپنے عجز و قصور کی وجہ سے ہرگز بھی انتہال نہ کرتا، مگر چونکہ موصوف کے میرے والد ماجد نور اللہ مرقدہ  
وہ بردمضجع سے خصوصی مراسم تھے اور مقتضائے حدیث (ان من ابوالبر صلا الرجل اهل ودا ابی بعد ان یوتی رواہ مسلم)  
ترجمہ بہترین صلہ رحمی والہ کے بعد اس کے دوستوں کی ساتھ حسن سلوک ہے، اسلئے مجھے اس بچہ چارہ کا رہی نہ ہوا کہ اپنی حیثیت  
کے موافق مختصر سا ترجمہ لکھ کر پیش کروں اور ناظرین سے اپنے اقرار عجز کے بعد عرض کروں کہ ان اوراق کی پریشانی عبارت اور الفاظ  
کی غزابت مضامین کے تشدد سے تسامع فرماتے ہوئے اصل مقصد و آفاق عام بنی اکرم علیہ الف الف صلوات و تحیات کے اخلاق  
و اوصاف عادات و معمولات کی طرف توجہ فرماؤں کہ عقلمند شخص بد مذہب و بد عہد سے حسین چہرہ سے بے توجہی نہیں کرتا۔ اور سمجھدار  
آدمی بد مزہ چھلکے کی وجہ سے لذیذ گوشت کو نہیں پھینکتا۔ ”

آس ترجمہ میں چند امور کا خاص طور سے اہتمام کیا گیا ہے ۔

۱۔ منتخب تراجم مضامین کا برقداء کی کلام سے لئے گئے ہیں اور خود رائی وغیرہ سے احتراز کیا گیا۔

۲۔ منتخب مرجع الوسائل ملا علی قاری حنفی کی مناوی، شیخ عبدالرؤف مصری کی مواہب لدنیہ، شیخ ابراہیم بجوری کی تہذیب التہذیب  
حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رسالہ کا زیادہ تر ماضی ہی ہیں۔

۳۔ منتخب ترجمہ چونکہ عوام کے لئے کیا گیا اسلئے مطلب خیز ترجمہ کیا گیا لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی گئی،

۴۔ منتخب ترجمہ سے زائد امور بطور فائدہ کے ذکر کئے گئے اور ان کے شروع میں فت کا لفظ بھی لکھ دیا۔

۵۔ منتخب اکثر جگہ ترجمہ سے زائد امور جو بطور ربط کے بڑھائے گئے وہ (قوس) میں لکھے گئے۔

۶۔ منتخب احادیث کا اگر لفظ ہر آپس میں تعارض معلوم ہوا تو اسکو مختصر طور سے رفع کیا گیا۔

**منب ۷** اختلاف مذاہب کا بھی مختصر طور پر کہیں کہیں ذکر کیا گیا، مگر مذہب حنفیہ کو اکثر جگہ خاص طور سے ذکر کیا ہے کہ قرب و جوار کے باشندے اکثر حنفی ہیں۔

**منب ۸** حنفیہ کے قول کی دلیل بھی کہیں کہیں حسب ضرورت مختصر طریقہ سے بیان کی گئی۔

**منب ۹** جس جگہ حدیث میں کسی عزوہ یا قصہ کی طرف اشارہ تھا فائدہ میں اس قصہ کو مختصر طور سے ذکر کر دیا گیا۔

**منب ۱۰** جس حدیث کی باب سے مناسبت تھی اُس کو بھی واضح کیا گیا۔

**منب ۱۱** جو مضامین خاص طلبہ کے لئے مفید تھے عوام کو کارآمد نہیں تھے، ان کو عربی حاشیہ میں لکھا گیا یا مخصوص سند حدیث کے متعلق اگر راوی کے نام ضبط کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی یا عربی عبارت میں کسی بخوبی ترکیب کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی۔

**منب ۱۲** جو مضامین اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کئے گئے، اکثر جگہ ان کتب کا حوالہ لکھ دیا جہاں وہ مفصل مل سکتے ہیں۔

**منب ۱۳** ان سب امور میں اختصار کو نہایت مد نظر رکھا گیا کہ پڑھنے والوں کی طہائے طول سے اکتانہ جاویں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور وارو حال دہلی ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۶ھ

## بذل البیہ فی صیسن ابی داؤد

مؤلف

واقف اسرار حقیقت جامع الشریعہ والطریقۃ النفع الحافظ الخیر اس المتکلمین فخر الحائشین حضرت اقدس مولانا الحافظ الحاج غلیل احمد

ناظم مدرسہ عالیہ عربیہ دینیہ مظاہر علوم سہارنپور نوز التدریس مقدمہ واعلیٰ فی الجہات العلویہ درجائے

جس کا سلسلہ طباعت حصہ سے جاری تھا، الحمد للہ اس کی تکمیل ہو گئی اور پانچوں جلدیں طبع ہو گئیں، جلد اول جو تقریباً چار سو صفحات کی

مضامین پر ہے اور ابواب صفتہ صلوٰۃ تک پہنچی ہے وہ تین کاغذ پر طبع ہوئی ہے عمدہ کاغذ سفید ہے (بہ) بادامی (بہ) سپریم سفید ہے (بہ)

جلد دوم جو تقریباً اتنی مضامین پر ہے اور کتاب الزکوٰۃ تک پہنچی ہے دو کاغذوں پر طبع ہوئی ہے عمدہ کاغذ سفید ہے (بہ) بادامی (بہ)

جلد سوم جو کتاب الزکوٰۃ کا دواؤں جلدوں کے ختم تک کی شرح ہے اور تقریباً پچاس صفحات کی مضامین پر طبع ہوئی ہے عمدہ کاغذ سفید ہے (بہ) بادامی کاغذ (بہ)

جلد چہارم جسکی مضامین جلدوں کے برابر ہے عمدہ کاغذ سفید ہے (بہ) بادامی کاغذ ہے (بہ) جلد پنجم سفید ہے (بہ) بادامی (بہ) کھن کے خریدار کے لئے عوامی ہے

یہ ونیز ہر قسم دینی و دنیوی کتب ملنے کا بیج منبر کتب خانہ یحوی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

لہ اختلاف النسخ فی وجود هذه الخطبة فیوجد فی بعضہا ولا یوجد فی بعضہا والا فافہا اذ یوجد فی بعض النسخ فلا یبقی حاجۃ  
 الجواب عن الاشکال المشہور انہ یورد علی هذه الخطبة بعض الایرادات مغل انفرادا لسلام عن الصلوة  
 بضائل لنی علی من ذهب من کرة ۷ ذلك واستقلال السلام بترجمہ شائیں علی غیر الانبیاء ان ارید  
 العموم بعبادۃ الذین

الصلوة وهذا المختصر  
 لا یتمہا - ۷  
 لہ التیغ من کان استنادا  
 کلہ فی فی یحتمل ان یقتصر  
 بہ ولو کان شایا ولا یختص  
 لبس دون من ہو مصلی  
 شاخ لیشیج محل علیہ الملتہ  
 اوصفتہ علی زفة سید  
 فحفف قال المناوی والحافظ  
 فی اصطلاحہم من احاط  
 علیہ ملکہ الفحل یت  
 متنا وسندا وہو احد  
 المراتب الخمسة للحجۃ  
 اولہا الطالب وہو المبتدئ  
 ثم المحدث وہو من تحمل  
 رواۃ ثم الحافظ وقد ذکر  
 ثم الحجة وہو من احاط بملکہ  
 حدیث ثم الحاکم وہو من  
 احاط بحجیم الاحادیث  
 المرویة - ۱۲  
 لہ الترمذی قال لئلا  
 فیہ ثلثة اوجہ کسوال الترویج  
 وهو الشہور فیہ ما فہم الناس  
 وکسوال المیر وقال المناوی  
 الرابع من هذه اللغات  
 خلاف وی بل قدیم  
 بطرت تہر بلعصہ بیحون  
 لہ افہ سمعہای مہر ریجہ  
 انساو الغرض ان ریجہ لخل  
 هذا المحدث بطریق التحدیث  
 لا الاخبار قالہ القاسمی  
 قیل ویحتمل ان الظمیر  
 لمالک وقلیبہ قال المناوی  
 قلت ولكن فیہ بدل ۱۲ -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى قال الشيخ الحافظ ابو عيسى محمد  
 ابن عيسى بن سورة الترمذی  
 باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اخبرنا ابو جعفر قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن ربيعة بن ابي عبد  
 عن ابي بن ماجة عن مالك بن ماجة عن ابي عبد الله عليه السلام قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل  
 باسود  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیم مبارک کا بیان  
 فہ مصنف نے اس باب میں وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیم  
 مبارک کے بارے میں وارد ہوئی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو کما حقہ تعجیر کر دینا  
 یہ ناممکن ہے، اور مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے لیکن اپنی ہمت و وسعت کی موافق حضرات صحابہ  
 رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو ضبط فرمایا جس کا کچھ بیان یہ ہے، باوجودیکہ قرطبی کہتے ہیں کہ حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا اور نہ آدمی حضور کے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے، ع  
 انچہ خوبیاں ہمدردانہ تہاداری نے انہم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا امت پر نہایت ہی بڑا احسان ہے کہ  
 حضور کے کمالات معنوی علوم و معارف کی ساتھ کمالات ظاہری حسن و جمال کی بھی امت تک تبلیغ  
 فرمائی کہ یہ تم خیال یارے کے لئے معین و مددگار ہوتا ہے، نامرد عاشق جب وصال سے محروم ہوتا ہے  
 تو محبوب کے گھر یا ہر خطہ و قال کو یاد کر کے اپنے کو تسلی دیا کرتا ہے اور عادات و حالات ہی سے دل بہلاتا ہے  
 امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چار سو احادیث لیکر اس رسالہ کو مرتب فرمایا اور ان چار سو  
 احادیث کو ۵۵ بابوں میں تقسیم فرمایا اس باب اول میں چودہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں - ۷

منہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لالہ  
 قد تھے نہ پستہ قدر (جس کو ٹھٹھنا کہتے ہیں) بلکہ آپ کا قدر مبارک درمیانہ تھا) اور تیسرے رنگ کے اعتبار



سے نہ بالکل سفید تھے چہ نہ کی طرح نہ بالکل گندم گوں کہ سالوہ پن آجاوے (بلکہ چودھویں رات سے چاند سے زیادہ روشن ہو کر اور کچھ ملاحظہ لئے ہوئے تھے) حضور کے بال نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل پیچدار (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگر یا لہ پن تھا) چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو نبی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے (اس میں کلام ہے جیسا کہ فائدہ میں آتا ہے) اس مدت کے درمیان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھی نازل ہوتی رہی اس کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور پھر ساٹھ سال کی عمر میں حضور نے وصال فرمایا اس وقت آپ کے سر اور آپ کی ڈاڑھی میں بیشاں بال بھی سفید نہ تھے، (اس کا بیان مفصل باب فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آویگا۔۔۔)

**ف**، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا لیکن میاں پن کیسا تھ کسی قدر طول کی طرف کماں چنانچہ ہند بن ابی ہالہ وغیرہ کی روایت میں اس کی تصریح ہے ان دونوں روایتوں پر اس حدیث سے اشکال ہوتا ہے جس میں آیا ہے کہ حضور جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے لیکن یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ معجزہ کے طور پر تھا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمالات معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں صورت ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہوا نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام دس برس اس حدیث میں ذکر ہوا ہے اور اسی بنا پر حضور کی عمر ساٹھ سال کی ذکر کی گئی ہے لیکن جو روایت ان سب روایات کے خلاف ہے جس میں حضور کا قیام تیرہ برس بتلایا گیا ہے اور تریسٹھ سال کی عمر ذکر کی گئی، بعض روایات میں ۶۵ سال کی عمر آئی ہے چنانچہ او آخر کتاب میں تینوں روایتیں آنے والی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تریسٹھ سال کی روایتیں زیادہ ہیں علماء نے ان اہل حدیث میں دو طرح جمع فرمایا ہے، اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور تین سال بعد رسالت ملی، اس کے بعد دس سال مکہ مکرمہ قیام ہوا اس بنا پر اس حدیث میں ان تین سالوں کا ذکر چھوٹ گیا، جو نبوت اور رسالت کے درمیان تھے دوسری وجہ یہ کی جاتی ہے کہ عموماً اعداد میں کسر کو شمار نہیں کیا جاتا۔ اسی بنا پر حضرت انس کی روایت میں ۶۵



البائن ولا بالقصير ولا بالبيض الا متهق ولا بالدم ولا بالجحد القطط ولا  
بالسبط بعث الله تعالى على رأس أربعين سنة فاقام مكة عشر سنين ومالئ  
عشر سنين فتوفاه الله تعالى على رأس ستين سنة وليس في رأسه وحيت  
عشرون شعرة بيضاء حدثنا حميد بن مسعدة البصري ثنا عبد الوهاب  
الثقفى عن حميد بن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ربعة وليس بالطويل ولا بالقصير حسن الجسم وكان شعره ليس بجعد  
ولا سبطا سمرا اللون اذا مشى يتكفأ حل ثنا محمد بن بشار يعني

سہ البائن بالہمزۃ  
دون الباء من بان  
بمعنی ظہر او بمعنی بعد  
وفی تخصیص الطول  
بالبائن دون القصیر  
بمقابلہ اشارۃ الی افہ  
حلیہ لسلہم کان ربعۃ لکنہ  
الی الطول اقرب، ۱۲  
سہ الامہق ای شرب  
البیاض فالنفی راجع  
الی القیل فقط وروایۃ  
المص فی جامعہ امہق  
لیس بابیض مقلوبۃ  
کما ذہب الیہ المحافظ  
او وہم کما قالہ عیاض  
او مؤول بان المہقۃ  
قد یطلق علی المخصوۃ  
ابضا، ۱۲

جگہ دبا بیس ذکر کردی اور کسر کو چھوڑ دیا ایسے ہی ۶۵ سال والی روایت میں سنہ ولادت وروفا  
کو مستقل شمار کیا گیا، غرض سب روایات کا حاصل ایک ہی ہے، اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر  
شریفاً صح قول کے موافق ۶۳ سال کی ہوئی اس لئے باقی روایات کو بھی اس طرف راجع کیا جاویگا  
منہ ۲ دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
درمیانہ قدر تھے نہ زیادہ طویل نہ کچھ ٹھٹھکے، نہایت خوبصورت محترل بدن والے، حضور کے بال نہ  
بالکل پیچھے تھے نہ بالکل سیدھے (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھومنگی بالہن تھا) نیز آپ گندمی  
رنگ تھے جب حضور راستہ چلتے تو آگے کو جھکتے ہوئے چلتے۔۔۔

ف، اس حدیث میں خود حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور کے رنگ مبارک کو گندمی فرماتے ہیں  
پہلی روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تھی اس میں اس کی نفی کی گئی تھی وہاں ترجمہ میں اس  
کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا دو نوٹیں کچھ تغاض نہیں حاصل دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ حضور کا رنگ  
بالکل گندمی نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے روشنی و حسن پر کچھ کمی آوے بلکہ وہ چمک دمک اور خوبروئی تھی  
کہ اپنی ساتھ تھوڑی سی گندمیت بھی ملائے ہوئے تھی، نیز اس حدیث میں حضور کی رفتار کے بارہ  
میں تیکھا کا لفظ واقع ہوا ہے، اس کے ترجمہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض لوگ جلدی چلنے  
کا ترجمہ فرماتے ہیں اور بعض لوگ آگے کو جھکنے کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعض شریح قوت سے قدم اٹھانے کا

العبدی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۂ عن ابی اسحق قال سمعت البراء بن عازب يقول کان رسول الله ﷺ یخرج من روعا البعید ما بین المنکبین عظیم الجمة الی شحمة اذینہ علیہ حلۃ حمراء ما رأیت شیئا قط من منہ حل ثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال ما رأیت من ذی ملۃ فی حلۃ حمراء احسن من رسول الله

علہ العبدی نسبة الی عبد قیس قبیلۃ مشہورۃ من ربیعۃ ۱۲ سۃ لۃ بکسوا للام و تشدید المیم قال القاری الوضوۃ الشعر الی شحمتی ۱۲ ذن واللمۃ دون الجمة سمیت بئذ لک لا حفا المۃ بالمنکبین والجمۃ من شعر الراس واسقط علی المنکبین ۱۲ و سیاقی فی باب شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم شی من البسط ۱۲

ترجمہ کرتے ہیں تینوں ترجمے صحیح ہیں اسلئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تینوں صفوں کے ساتھ متصف ہوتی تھی اور لفظ بھی تینوں معنی کو محتمل ہے حضور والا تیز رفتاری کیساتھ چلتے تھے محبوبین زمانہ کی طرح عورتوں کی پال نہیں چلتے تھے، نیز حضور کی عادت جھک کر چلنے کی تھی مثلاً کہ نہ رفتار سینہ نکال کر نہیں چلتے تھے نیز مردانہ رفتار پاؤں زمین سے اٹھا کر چلتے تھے نہ یہ کہ زمین پر پاؤں گھسٹتے ہوئے چلیں۔

**نمب** حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد میانہ قد تھے (قد سے درازی مائل جیسا کہ پہلے گذر چکا) آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زائد فاصلہ تھا جس سے سینہ مبارک کا چوڑا ہونا بھی محسوس ہو گیا (گنجان بالوں والے تھے جو کان کی لونگ آتے تھے آپ پر ایک سرخ دھاری کا جوڑا بچنے لگی اور چادر تھی میں نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی **ف**، اس حدیث میں رجلاً اور روعا کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ہم کے پیش کی ساتھ مرد کا کیا گیا یہ صحیح ہو سکتا ہے اس قسم کے الفاظ کلام عرب میں ربط کے واسطے آجاتے ہیں لیکن چونکہ اس میں کوئی خاص صفت نہیں ظاہر ہوتی اسلئے بعض محدثین کی رائے ہے کہ یہ لفظ جیم کے زیر کی ساتھ ہے جس کے معنی سیدھے پن اور ٹیڑھے پن کے درمیان کے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں یہ صفت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی ہوگی جیسا کہ پہلے گذر چکا۔ کہ حضور کے بال مبارک کچھ ٹھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے، اس حدیث سے بعض علماء نے سرخ کپڑے کا مرد کے لئے مطلقاً پہننا جائز قرار دیا ہے حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے جو کپڑے کی تعین کے بعد علماء سے تحقیق کی جاسکتی ہے، نمبر ۴ حضرت براء ہی سے یہ بھی روایت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم نہ شعر یضرب منکبہ رعیل ما بین المنکبین لم یکن  
بالقصیر ولا بالطویل حد ثنا محمد بن اسمعیل ثنا ابو نعیم ثنا المسعودی  
عن عثمان بن مسلم بن هرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی بن ابی طالب  
رضی اللہ عنہ قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل ولا بالقصیر شیش  
الکفین والقدر من ضخم الراس ضخم الذکر اذ لیس طویل منسوبة اذ افضله  
تکفأ تکفأ کا نما خط من صہب لم ارقبل ولا بعدہ مثله صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ تکفأ اما بالھمز فیہا  
فیقر المصد ر یضم الفاء  
کتقد مرتقد ما اولاً یمز  
فیقرء بکسر ھو التثنیۃ  
و علی کل فہو مصدر مؤکد  
وقولہ کا نما الخ مبا لغتہ  
فی التکفؤ - ۱۲

کہ میں نے کسی پنچھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا  
حضور کے بال مونڈ ہوں تک آ رہے تھے آپ کے دونوں مونڈ ہوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ  
چوڑہ تھا اور آپ نہ زیادہ لاسبے تھے نہ ٹھنکے، ف، حضور کے بالوں کے بارہ میں یہ روایت پہلی روایت  
سے مخالف ہو گئی، اس لئے کہ اُس میں کان کی لونگ بتلایا تھا لیکن حقیقتہً کوئی اختلاف نہیں سلتے  
کہ بال ایک حالت پر نہیں رہا کرتے کبھی کم ہوتے ہیں کبھی زیادہ اور قصداً بھی کبھی کم کتے جاتے ہیں  
کبھی بڑھاتے جاتے ہیں۔ "۔

نمبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لاسبے تھے  
نہ کوتاہ قدر بتیلیں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اسلئے کہ قوت  
اور شجاعت کی علامت ہیں عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور کا سر مبارک بھی بڑا تھا اور اعصار کے  
جوڑکی ہڈییں بھی بڑی تھیں سینہ سے لیکر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی جب حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے گویا کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا، ف، اس قسم کی عمدت  
سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا مبا لغتہ مقصود یہ ہوا کہ ترابہ اس کے مثل نہ ہو نہیں لیکن  
حضور کے اوصاف میں مبا لغتہ نہیں اسلئے کہ وہاں کمال جمال ہی تعبیر سے باہر ہے مناوی زکریا  
اکبر شخص بہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصاف جلیلہ

۱۱۔ وہو ابن ابی حلیمة  
الضمیر للحسین اوابنہ  
محمّد مختلف عند الشراح  
وکتب الرجال وروید الزول  
ومضہ بہ لان محسن بن

الحسین اباجعفر رجل  
انرا یضانی الرواة کما  
یظهر من کتب الرجال  
وہو ایضاً من ہذا الطبقة  
فنبہ المصنف لیتیض  
۱۲۔ ابراہیم سوابن  
محمد بن الحنفیہ ویری  
امہ لعلہ بن ابی طالب  
من سبی بنی حنیفہ وازادہ  
ہذا لم یسمع من عبطا  
ولن اقال لعلہ فی جامعہ  
بعدر ابراد الحدیث استاد  
لیس یتصل - ۱۲

۱۳۔ المخطیض المہم الاولی و  
فہم الذانیۃ مشددة ویکو  
الغین المعجمة بعد ہما  
طاوہم واصلہ لمخط  
قلبت النون میما وافتت المیم  
والمخطیضین کما فی القاموس  
۱۴۔ المشاش بالصم یجتہین  
بینہما الذبصم مشاشنة  
وہی رؤس العظام ۱۲  
۱۵۔ الخردای غیر الشعر  
وہو من بعمر الشعر سائر  
بدنہ فالخرد خراف  
ولیس لعلہ انہ لم یکن  
علی بدنہ شعر لانہ  
کت اللحية طویل المسیرۃ  
وکان الشعر علی مواضع  
من بدنہ کما ترے  
فالوجودیۃ باعتبار اغلب  
المواضع ۱۲

خبر شمس المندی

خصائل النبی

حل ثنا سفین بن وکیع حدثنی عن المسعودی بہذا الاسناد نحی ۸  
بمعناہ حل ثنا احمد بن عبد اللہ البصری وعلی بن حجر وابو جعفر محمد  
ابن الحسین وهو ابن ابی حلیمة واللعنہ واحد قالوا انہ عیسیٰ بن یوشع عن عمر  
ابن عبد اللہ مولى غفرة قال حدثنی ابراہیم بن محمد من ولد علی بن  
ابی طالب قال کان علی اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یکن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الممتط ولا بالقصید المتروک وكان ربعة من القوم  
ولم یکن بالجد لقطط ولا بالسیط کان جعدا رجلا ولم یکن بالمشہور ولا  
بالمکثم وكان فی وجهہ تد ویرابض مشوب اذ عجز العینین اهدب  
۱۱۔ انشفا رجلیل المشاش والکتل جرد ذوسویہ شیش الکفین والقد مین  
اذا مشی تقلم کما یخط فی صلب واذا التفت التفت معابین کتفہ خاتم النبوة

ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور جیسا نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۵۔ ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ  
فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ جب حضورؐ کے علیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم نہ زیادہ لہبے تھے نہ زیادہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے حضورؐ کے بال نہ بالکل بچر  
تھے نہ بالکل سیدہ بلکہ تھوڑی سی بچیدگی لگے ہوئے تھے نہ آپؐ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ  
کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپؐ کے چہرہ میں تھی (یعنی چہرہ افزہ بالکل گول تھا نہ بالکل لہبہ بلکہ دونوں کے  
درمیان تھا) حضورؐ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا آپؐ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور بالکل دراز بدن  
کے جوڑوں کے طے کی ہڈیاں موٹی تھیں مثلاً کہنیوں اور گھٹنے ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے  
درمیان کیجئے بھی موٹی اور پر گوشت تھی آپؐ کے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے  
یعنی جھل آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن پر بال ہی بال ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بدن پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو پٹیلیں وغیرہ ان کے علاوہ اور کہیں بال نہیں تھے

وہو خاتم النبیین اجداد الناس صلوا اصلہ فی الناس لہجۃ والینہم علیہ  
 واکرمہم عشیۃ من آتہ بدیہۃ ہابہ ومن خالطہ معرفۃ احب یقول فاعتزل  
 ابرقہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو جیسۃ رحمہ اللہ سمعت با جعفر  
 محمد بن الحسن یقول سمعت الامام علیہ السلام یقول فی تفسیر صفۃ النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم المخط ان احب طورا قال وسمعت ابراہیم یقول فی کلامہ تعظم فی نشانیہ  
 ای مدہا من شدید و المتروک الدلخل بعض فی بعض قصہ اوام القسط  
 فالشدید لوجودہ والرجل لندی فی شعورہ جوفۃ ای تثنی قلیل اوام المظہر  
 فالبادن اکثر الحکم والکلم المل والوجہ والمشراب الذی فی بیاضہ حمرة  
 والادعج الشدید سواد العین والحد بل الطویل الشفا والکندر مجتہد للکنفین

آپ کے سینہ سے ناف تک باونکی لکیر تھی آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک ہر گوشت سے جب آپ تشریف لے چکے  
 تو قدموں کو قوت سے اٹھائے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورے  
 بدن کی ساتھ توجہ فرماتے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ  
 اس طرح دوسرے کی ساتھ اپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے۔ بلکہ  
 سینہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے بعض علمائے اسکا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ توجہ  
 فرماتے تو تمام چہرے فرماتے کن انکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے مگر یہ طلب اچھا نہیں) آپ کے  
 دونوں شانوں کے درمیان مہر نہوت تھی، آپ ختم کر نیوالے تھے نبیوں کے، آپ سب سے زیادہ سخی دل والے  
 تھے اور سب سے زیادہ سخی زبان والے سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریف  
 گھرا نیوالے تھے (غرض آپ دل و زبان طبیعت فاضلان اوصاف ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے  
 افضل تھے) آپ کو جو شخص بیکایک دیکھتا مرعوب ہو جاتا تھا (یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول  
 و ہل پس دیکھنے والا رعب کی وجہ سے ہیبت میں آ جاتا تھا) البتہ جو شخص بچا ٹکر میل جول کرتا تھا  
 وہ آپ کے اخلاق کریمہ اوصاف جمیلہ کا گھائل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا آپ کا حالیہ بیان کر نیوالا

لہ عشیۃ علی وزن  
 قبیلۃ ومعناہ و فی بعض  
 التفسیر عشیۃ بکسرا ولہا  
 وسکون قانیہا ای صحبہ  
 و زویدہ ما سینقلہ المص  
 من الجمع و کل العینین  
 صحیح فی حقہ علیہ السلام  
 ان قبیلۃ شرف و محالہ  
 اکرم ۱۲  
 لہ النامت اسم فاعل  
 من نعت اذا وصفہ قال  
 الحافظ ابو موسی النعت  
 وصف الشی ہما فیہ من  
 حسن ما لہ لجل و لا  
 یقال فی المذموم انہ متکبر  
 مکلف فیقول نعت سوء  
 فاما الوصف فغالب فیہ  
 ای فی الحمد و المذموم  
 لہ قال ای از صمم  
 و ہم من زعم ان فاعلہ  
 ابو جعفر و بعد من  
 جو احتمال الرجوع  
 الی المم قالہ القاری  
 و ہن استدل ل  
 لا صمم فیما قالہ قبل ۱۳

اسے عبید بن جریج تصغیر فرمایا  
 طے ما اختارہ الحافظ  
 ابن حجر فی تقریبہ قال  
 القاری ووقع فی نسخ  
 الشماثل بکسر او کذا  
 اور دہ المزنی فی تہذیب  
 والذہبی فی میزانہ ام  
 وکن فی شفاء قاصی  
 عیاض علی ما فی بعض  
 النسخ وکتب فی  
 تہذیب التہذیب  
 فقطع عن بلاد او وکن  
 فی اکثر نسخ الشماثل  
 قال القاری فی مواضع  
 من شرحہ صوبہ عبید  
 ابن اسمہ ہند  
 کاسم ابیہ واسم جدہ  
 فہذا صمدی وواقی اسمہ  
 اسم ابیہ وجدة کن  
 فی الشرح لکن المحققین  
 تکلّموا علی هذا الاستاد  
 ۱۰ قولہ امی اطول عن  
 المربوع الحقیقہ فلا ینافی  
 ما سبق من انه علیہ السلام  
 کان مربوعاً وھذا دلیل  
 علی انہ علیہ السلام کان  
 ماثل الی اطول ۱۲

الکتفین وھو الکاھل والمسرّیۃ ھو الشعر الدقیق الذی کانہ قضیب  
 من الصل الی السورۃ والشش الغلیظ الاصابہ من الکفین والقروین  
 والتقلع ان عیشہ بقوة والصبب الح ورتقول نحد رفا فی صبوب وصبب و  
 قول جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشوة الصبحة والعشیر الصاب  
 والبہمة المفاجاة یقال بدھتہ بامر ای فجئتہ حد ثنا سفین بن وکیم  
 قال ثنا جمیع بن عبد الرحمن الجعفی امارہ علینا من کتابہ قال  
 اخبرنی رجل من بنی قحیم من ولد ابی ہالۃ زوج حد یجتہی ابا عبد اللہ  
 عن ابن ابی ہالۃ عن الحسن بن علی قال سألت خالی ہند بن  
 ابی ہالۃ وکان وصافاً عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشیہ  
 ان یصف لہ من اشیئنا التعلق بہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فحماً مفتحاً یترک لوجہہ فلا لواء القمر لیلۃ البدل اطول من المربوع واقوی  
 ۱۲ مخطا عند الناس ۱۳

صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا باجمال واکمال حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔  
 نمبر ۱ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور کے علیہ مبارک کو بہت ہی کثرت  
 سے بیان کیا کرتے تھے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ سے کچھ میری سامنے بھی ذکر کریں  
 تاکہ میں انکے بیان کو اپنے لئے جملہ اور سند بناؤں اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کر کے اپنے اندر  
 پیدا کرنے کی کوشش کروں (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر حضور کے وصال کی وقت سات  
 سال کی تھی) اس نے حضور کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع  
 نہیں ملا تھا (ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ خود  
 اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے ذی شان تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے ترقولے تھے  
 آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا لہذا قد مبارک بالکل متوسط قولے آئی سے سینہ پور تھا



لہ المشن ب اصلہ الخلة  
الطويلة التي شذب عنها

لہ ازج الرج بزاى

وحيمين دقة الحاجبين

مع طول كما في القموص

أودة الحاجبين مع

سمو غهما كما في الفائق

وأما قال ازج الحواجب

دون مزج الحواجب

لان الرج خلقه والرج

صنعت والخلق اشرف

لہ العرین قال المناوی

بکسر الهملة وسكون الراء

وكسر النون الا ولے

ما صلب من عظم الزلف

او كذا وما تحت مجتمعه

الحاجبين او اولاهما

لہ مقبل بصيغة المفعول

والفج الفراج ما بين

الثنيا والظاهر خصا

الافراج بالثنا او وريد

اضافته الى التثنية

بعض الروايات وفاقا له

الصمام ان يحتمل ان يفج

مطلقا بده ان المقام

مقام المدح وقد صح

جمع من شراح الشفاء

ان الفراج جميع انسان

حبيب - ۱۲

لہ بادن الرواية الى

هر بنا بالنصب ومن هنا

الى اخر الحديث بالرفع

قال القاري عن الحنفى

انه عليه السلام كان سمينا

معتدرا بعضه لم يكن

سمينا لجل او لحيه فا

جل قال البيهقي

من المشن ب عظيم الهامة رجل الشعوان انفرت عقيقته فرق والا فلا  
يجاوز شعرة شحمة اذنيه اذا هو وفرة ازهر اللون واسع الجبين ازج الحواجب  
سواء من غير قون بينهما عروق يد لة الغضب اقنى العرین لہ نور عیالو یحسب  
من لم يتامل اشتمكك اللحية سهل الخدين ضليع الفم صفيح الاسنان دقيق المسنة  
كان عنقه جيد دمية في صفاء الفضة معتدل الخلق بادن متماثل سواء  
البطن والصلد رعييد ما بين منكبين ضخما الكراديسل نور المتجود موصول

لیکن زیادہ لائے قد والے سے پست تھا سر مبارک اعتدال کیسا تھمڑا تھا بال مبارک کیستقد ریل کھا  
ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں انفاقا خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکال لیا کرتا تھا  
نہ فرماتے تھے (یہ شہور ترجمہ ہے اس بناء پر اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ مانگ  
نکالنا روایات سے ثابت ہے اس اشکال کے جواب میں علماء یہ فرماتے ہیں اسکو ابتداء کے زمانہ پر حمل کیا  
جاوے گا اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتہام نہیں تھا لیکن ہندو ناچنے کے نزدیک یہ جواب اسے مشکل ہے  
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے  
مانگ نکالنے کی تھی اس کے بعد پھر مانگ نکالنا اپنی شرف فرمادی اس لئے اچھا ترجمہ کہ بعض علماء نے ترجیح  
دی ہے وہ یہ ہے اگر اگر سہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے اور اگر کسی وجہ سے سہولت نہ نکلتی اور کبھی  
وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے کسی دوسرے وقت جب کبھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے  
جس زمانہ میں حضور کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لوت سے تجاوز ہو جاتے تھے اگر کارنگ  
نہایت چمکارتھا اور پیشانی کشادہ آپ کے ابو محمد ار باریک و رنجان تھے دونوں بروہد اہد تھے ایک  
دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کی وقت بھر جاتی تھی آپ کی ناک  
بلندی مائل تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا ابتداء دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا لیکن غور سے  
معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں آتی اور صریحاً  
پھر لورا اور رنجان بالوں کی تھی آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار ہلکے تھے، گوشت لٹکے



ما بین اللبۃ والسرة بشعر مجری کا خط عاری الفدین والبطن مما سوي ذلك  
 اشعر الذراعین والمنکبین واعالی الصدر طویل الزنن من رجب الراحة شش  
 الکفین القد میں سائل الاطراف او قال سائل الاطراف حصان الخصمین  
 مسمی القد میں ینبوعه الماء اذا زال ال قلعا خطو تکفیا و یحشہ هو ما ذریع المتنبیة  
 اذ احشہ کاغما بخط من صیب واذا التفت التفت جمیعاً خافض اطراف نظره الی

سہ او قال سائل شک  
 من الذراع وسائل الاطراف  
 بالمسلة ای طویلا و سائل  
 بالجمعة قریب منه من  
 شالت المیزان ارتفعت  
 ای کان مرتفع الاطراف  
 بلا انقباض (احل یداب  
 ۱۲ + ۱۲  
 ۱۲ قول خصصان و خصص  
 ۱۲ و خصص من القد و موضع  
 ۱۲ و یصلق بالارض منه عند  
 الوحی و الخصصان الملبا لغ  
 منه ای ان ذلك الموضع  
 من اسفل قد مر شلیل  
 البقاعی عن الارض ۱۲۰  
 مجمع البحار -

ہوئے نہیں تھے آپ کا بدن مبارک معتدل کی ساتھ فرخ تھا یعنی تنگ منہ نہ تھا آپ کے بدن مبارک  
 باریک پدارتھے اور انہیں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا سینہ سے ناف تک بالوں کا  
 ایک باریک خط تھا آپ کی کون مبارک ایسی خوبصورت و باریک تھی جیسا کہ شورتی کی گردن صاف روشنی  
 ہوتی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف و خوبصورت تھی آپ کے سب اعضا نہایت معتدل  
 اور پر گوشت تھے گٹھے ہوئے بدن کے تھے پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فرخ اور چوڑا تھا  
 آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدری زیادہ فصل تھا جوڑو کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھی (جو قوت کی  
 دلیل ہوتی ہے) کپڑا تارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا یا یہ کہ بدن کا وہ حصہ بھی جو کہہ سکتے  
 باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا، پر جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو بندہ کے نزدیک یہ ترجمہ چھاپا ہے  
 ناف و سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی اس لکیر کے علاوہ دونوں  
 چھانیں و پیٹ بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں بازو اور کندھوں و سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے  
 آپ کی کلاسیں دراز تھیں اور بتیلیں فرخ، نیز بتیلیں و دونوں قدم گداز پر گوشت تھے ہاتھ پاؤں کی  
 انگلیاں متناسب کیساتھ انہی تھیں آپ کے تلوسے قد سے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی ان کے صاف  
 ستھر اور ان کی ملاست کی وجہ سے آپ پر نہ تار میں تھا فوراً دھل جاتا تھا جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے  
 اور آگے کو جھک کر ترنہ لپیچا تے قدم زمین پر ہستہ پڑتا ورنہ سے نہیں پڑتا تھا آپ تیز رفتار تھے اور کشادہ  
 قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں،  
 جب سیطرے توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے آپ کی نظر بھی رہتی تھی آپ کی نگاہ بہ نسبت

الأرض أكثر من نظره إلى السماء جل نظره الملاحظة يسوق أصحاب موسى من لقي  
بالسلام محل ثناء موسى محمد بن المثنى ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن سماك  
بن حرب قال سمعت جابر بن سمرة يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ضليع الفم اشكال العين منهوس العقب قال شعبة قلت لسماك ما ضليع الفم  
قال عظيم الفم قلت ما اشكال العين قال طويل شق العين قلت ما منهوس العقب

له يبد من البدنة  
وفي بعض النسخ يبد  
بعض الدال واللام  
المهملتين والمعنى  
مقارب - ۱۲  
هذه التفسير خلقت  
عن كتب اللغة المتأولة  
ومن ثم جعل القاضي  
عباس وعلماء الصواب  
ما تلقى عليه العلماء وجميع  
أصحاب الغريبين المشكلة  
جملة في بياض العين ۱۳

آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی (اس میں) یہ اشکال ہے کہ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عادت شریف تر زمین ہی  
کی طرف نگاہ رکھنے کی تھی لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا اس لئے اس کے انتظار میں نگاہ آسمان  
کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے تھے) آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی غایہ شرم و حیا کی  
وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہ جاتے جس سے  
ملنے اور سلام فرمانے میں حضور کا پیچھے رہ جانا علامت اس کو تواضع پر حمل فرمایا ہے لیکن بنو نضیر  
کے نزدیک اگر یہ حالت سفر پر محمول ہو تو ان سے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی  
کہ سفر میں پس ماندگان اور ضعفاء کی خبر گیری کے لئے آپ پیچھے رہا کرتے تھے یہ حدیث بہت طویل  
حدیث ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ انفاق عادات جملہ انواع مذکور ہیں امام ترمذی نے  
مضامین کی مناسبتوں سے اس کو کئی بابوں میں ذکر کیا ہے چنانچہ اس کا کچھ حصہ حضور کی گفتگو کے باب  
میں اور کچھ حصہ حضور کی تواضع کے ذکر میں آئے گا۔ \*

منہب جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرخ دین تھے آپ کی  
آنکھوں کی سفیدی میں سرخ دوسرے پٹری ہوئے تھے ایڑی مبارک پر گوشت بہت کم تھا اہل عرب  
مرد کے لئے فرخ دینی پسندیدہ سمجھتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرخ دینی سے فصاحت مراد ہے  
آنکھوں کی تعریف میں جو ترجمہ کیا گیا وہ صحیح قول کے موافق لکھا گیا ورنہ اس حدیث کے ترجمہ میں امام  
ترمذی نے اس حدیث کے ایک وی سے فرخ چشم کا ترجمہ نقل کیا ہے وہ اہل لغت کے نزدیک غلط ہے

سہ ہند بتشدیل النون  
 الخیر دال مہملہ والسی  
 بفتح السین مہملہ التشدیل  
 وکسر الراء مہملہ یعلھا  
 یاء مشددة والحد بیت  
 طما قال النساء خطاء  
 واما هو مسند الی البراء  
 ورد بان البخاری صحیح  
 اسنادہ الی البراء وحابر  
 کلہما ۱۲  
 الخفیان بکسر الهمزة  
 وسکون الصاد المجمة  
 وکسر الہاء المہملہ وتخفیف  
 التختانیۃ الخیرہ نون منونہ  
 ای لیلۃ مقمرہ من اولہا  
 الی آخرھا - ۱۳ \*  
 الراء بضم الراء  
 وفتح الهمزة الخیرہ سین  
 مہملہ بعد ھایاء منسوخ  
 لجن رؤاس وہو الحلات  
 ابن کلاب بن ربیعہ وقیل  
 منسوب الی بیع الروس  
 وہو غلط روایۃ ودراية  
 ۱۲ قاری - +  
 المصاحفی قال یجوز  
 بفتح المیم وکسر الحاء نسبة  
 الی المصاحف لعلہ لکتابہ  
 لہا اویبعہ وکان لقیاس  
 ان ینسب الی المفرد  
 وھو مصحف بقلین الثیم

قال قليل لحم العقب حل ثنا أحمد بن السري ثنا عبد بن القسم عن أشعث  
 يعني ابن سوار عن أبي إسحاق عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم في ليلة اخفيا<sup>ع</sup> وعليه حلة حمراء فجعلت انظر اليه والى القمر فلهو عند  
 أحسن من القمر حل ثنا سفيان بن وكيع ثنا حميد بن عبد الرحمن الرواسي  
 عن زهير عن أبي إسحاق قال سأل رجل البراء بن عازب كان وجه رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم مثل لسيف قال لرب مثل القمر حل ثنا أبو داود المصاحفي  
 سليمان بن يسلم ثنا النضر بن شميل عن صالح بن أبي الزناد عن ابن أبي  
 عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أبصر كانما  
 اختلف في اسمه على أربعين قولاً ۱۲

منبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات  
 میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا حضور اُس وقت سُرخ چوڑا زیب تن فرما تو میں کبھی چاند  
 کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو، بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے  
 کہیں زیادہ جمیل و حسین اور نور ہیں۔ +

منبہ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت برائے سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بزرگ کی طرح روشن گولائی لئے ہوئے تھا۔  
 ف تلوار کی تشبیہ میں یہ نقصان تھا کہ اُس سے زیادہ طویل ہو نہ کہ شبہ پید ہو نا تھا نیز اُس کی چمک  
 میں سفیدی غالب ہوتی ہے نورانیت نہیں اس لئے حضرت برابر نے تلوار سے انکار کر کے چاند سے  
 تشبیہ کی، یہ تشبیہات سب تقریبی ہیں، ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاندوں جی حضور قدس  
 علیہ وسلم جیسا نور نہیں ہو سکتا، ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے مدوح کو عجیب ہی لگانا ہے تو  
 اسے چودہویں رات کے چاند سے تشبیہ دیدے اس کے عجیب لگانیکے لئے یہی کافی ہے۔ +

منبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم استقر صاف شفاف حسین  
 و خوبصورت تھے گویا چاندی سے آچکا بدن ڈھالا گیا ہے آپ کے بال مبارک قدرے خمدار گھنگرا لے تھے

صیغہ من فضة رجل لشعر حل ثنا قتیبہ بن سعید نا الفلیث بن سعد عن  
ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ علیہ السلام قال عرض علی  
الانبياء فاذا امرت علیہ السلام ضرب من الرجال كافة من رجال بشنوءة ورايت  
عيسى بن مريم عليه السلام فاذا اقرب من رأيته به شبهة عروة بن مسعود  
ورأيت ابراهيم عليه السلام فاذا اقرب من رأيته به شبهة صاحبكم يعقوب نفسه  
الكرمية ورأيت جبرئيل عليه السلام فاذا اقرب من رأيته به شبهة صاحبكم حل ثنا  
الطبرانی ۱۲

لہ عرض علی فی البیت الموعود  
کما یبذل علیہ مروایة  
للبخاری او فی المنام کما  
یبدل علیہ مروایة الاخری ۱۲  
علہ عروۃ بن مسعود ای  
التقنی لا الهن لی کما توهم  
ولا یخفی علیک ان اقرب  
مبتدل أخبره عروۃ ومن  
موصلة عائذ هاجز وقت

ای اقرب لدی رأیتہ بوجہ  
متعلق بشبهه المنصوب  
علی انه تمیز للنسبة وصلة  
الاقرب لمن وفاة ای الیه  
او منه ۱۲

علہ دحیة کسنة وقد  
تفقوا له معناه فی الاصل  
رئیس الجند صہابی مشہور  
وکان جبرئیل یاتی غالباً  
علی صوته وان عادة الخیر  
قبلاً (السلام) اذا ارسلوا  
رسولاً الی ملک (ای رسولہ)  
الا مثل دحیة فی الجمال  
او الفصاحة فانه لا یارعا  
فی الجمال حتی تصوب به  
الا مثالی قالہ لیسجوری ۱۲

ف، سب سے پہلی روایت ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں بالکل سفید رنگ کی  
نفی کی گئی تھی اس لئے اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ چاندی کی طرح سے بالکل سفید رنگ تھا بلکہ سفیدی  
سرخ مائل تھی۔ اور چمک و حسن غائب تھا۔ ، ،

منہ ۱۲ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یلہ ارشاد نقل فرماتے ہیں، کہ  
مجھ پر سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پیش کئے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو  
میں نے دیکھا تو وہ ایک پتلے ملبے بدن کے آدمی ہیں گو یا کہ قبیلہ شنوءہ کو لوگوں میں سے ہیں اور حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں سے جو میری نظر میں ہیں عروۃ بن مسعود نے زیادہ ملے جلے  
معلوم ہوئے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے ہیں خود ہی ان سے زیادہ  
مشابہ ہوں ایسی ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کیساتھ زیادہ مشابہ ان لوگوں میں سے جو میری  
نظر میں ہیں دحیہ بکلی ہیں ف، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کو دیکھنا یا شبہہ میں ہونا  
یا خواب کی حالت میں ہونا بخاری شریف میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں اور اس اختلاف میں اسکا  
نہیں اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں مرتبہ دیکھا ہو نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہلکے بدن کا بھی  
اپنے نزدیک راجع قول پر کیا۔ ورنہ بعض علماء نے اس کے ترجمہ میں اور بھی اقوال فرمائے ہیں۔ ان میں انبیاء  
کا ذکر اس لئے فرمایا کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں تھے اور حضرت  
ابراہیم علیہ السلام علاوہ ان کے حضور کے اہل عرب ان کو ملتے تھے۔ ، ،

ابو الطفیل عامر بن  
واقف کان من جماعۃ علی  
وصحبیہ وولید عامر الحجۃ  
او عامر بن ومان سنۃ عشر  
ومائۃ علی الصمیم علیہ ما  
قالہ البیہوری فی شرح  
الشمائل واختارہ الحافظ  
فی ترقیبہ فیصحیحین قولہ  
ما بقی علی وجہ الارض  
احمد راۃ غیری ۱۲  
لہ مقصد ابشلیل  
الصلوات المفتوحۃ علی اندام  
مفعول من باب التفعیل  
ای متوسط اقبال رجل  
مقصد ای متوسط کما  
یقال رجل قصداً وسط  
قولہ تعالیٰ علی اللہ قصداً  
السبیل ۱۲  
لہ الخزامی بجاہ مہملۃ  
مکسورۃ وزا ی یحسھا  
الف فیمر نسبتہ الحجة  
خزام فانہ ابراہیم بن  
المنذر بن المغیرۃ بن  
عبد اللہ بن خالد بن  
خزام القوشی ۱۲

محمد بن بشار سفین بن وکیع المعنی واحد قال ان انا زید بن حارون عن  
سعید الجوری قال سمعت ابا الطفیل یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وما بقی علی الارض احد راۃ غیری قلت صفی قال کان ابیض ملیحاً مقصداً  
صلوات اللہ وسلامہ علیہ حل ثناء عبد اللہ بن عبد الرحمن ان ابراہیم بن  
المنذر الخزامی انما عبد العزیز بن ثابت الزہری ثنی اسمعیل بن ابراہیم بن اخی موسیٰ  
بن عقبۃ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم افیم الثنیتین اذا نکلم راۃ کالنور یخرج من یدینہما  
یوفیہ ما بین الثنیا والرباعیات ۱۲

منہ سعید بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا میں نے اُسے کہا کہ مجھ  
حضور کا کچھ علیہ مبارک بیان بکھنکھانوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھو ملاحظ  
کی ساتھ یعنی سرخی مائل و معتدل جسم والے تھے و ابو الطفیل رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں سب سے  
اخیر میں وفات فرمائی ہے اُنکی وفات سلمہ میں ہوئی ہے اسی بنا پر انھوں نے کہا کہ میرے سوا  
کوئی دیکھنے والا نہیں رہا علماء فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان پر حضرت جیسے  
علیہ السلام آپ کے دیکھنے والوں میں موجود تھے ۔ ۱۲

منہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت کچھ کشادہ  
تھے یعنی انہیں کسی قدر کھینچیں گنجان نہ تھے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نکلم فرماتے تو ایک فرسا  
ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا و علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے حضور اقدس صلی  
اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا اسکو نور کی ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن علامہ  
مناوی کی رائے یہ ہے کہ کوئی حسی چیز قی تشبیہ نہیں جو بطور مجرّد کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کے  
درمیان سے نکلتی تھی ان فرض علیہ مبارک میں ہر چیز کمال حسن کو پہنچی ہوئی تھی ۔  
واما نکتہ تنگ وکل حسن تو بسیار ۱۲ کلچیں ہمارے روز و ماں گلہ دارد

## باب ماجاء فی خاتم النبوة

حدیث شافعیہ بن سعید، فلما تم بن اسمعیل عن الجعد بن عبد الرحمن  
 قال سمعت السائب بن یزید یقول ذهبت لی خالقی الی رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابن اختی وجمع ففسخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 راسی وودعالی بالبرکة وتوضاء فشریت من وضوءه وقمت خلف ظهره ففطرت الی

باب ماجاء فی خاتم النبوة  
 سلم خاتم یوقم التواء  
 وکسر ہاوا کسر  
 اشمروا صافقہ للنبوة  
 لکونہ من اياتہا وانما  
 افردہ باب مع انہ  
 من جملة الخلق

۱۲۰۰

۱۲۰۰ راسی خصی لراس  
 بالسم (انہ من البقاء  
 والصحة ومناظر السلام  
 یدور علی سلامة العلم  
 وینہ وینہ لا عضاء  
 الرئيسة انما والاشتر  
 ولا نہ اشرف اعضاء  
 البدن ومن ترسمہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان راسہ لم یزل  
 اسود مع شیب واسود

۱۲۰۰

یعنی جیسے آپ جمال معنوی میں شہسپار تھے، ایسے ہی آپ جمال ظاہری میں بھی انتہا پر تھے

۱۲۰۰ اللهم صل علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہ وجمالہ

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربوت کا بیان

فہم مضمون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ شریف کے ذیل میں داخل ہوئے کیونکہ یہ پہلے باب  
 کا جز ہونا چاہیے تھا، مگر شدت اہتمام کیونکہ اسے اور نیز سو بہت کہ یہ حجرہ اور علامات نبوت سے بھی ہے اسکو  
 علیہ ذکر کیا جاتا ہے، مہربوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر ولادت ہی کے وقت سقوی حبیبنا  
 فتح الباری نے بواسط یعقوب بن حسن حضرت عائشہ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور حضور کی وفات میں جب  
 بعض صحابہ کو شک ہوا تو حضرت اسمان مہربوت کے نویسے وصال پر استدلال کیا اسوقت وہ نہیں لگی  
 تھی چنانچہ منادوی نے اس قصہ کو مفصل نقل کیا اب اس میں اختلاف ہے کہ اس مہربوت پر کچھ لکھا ہوا تھا  
 یا نہیں ابن جبران وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے کہ اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور بعض روایات معلوم  
 ہوتی ہیں کہ اس پر (مہربوت) لکھا ہوا تھا بعض کا بری رائے یہ ہے کہ یہ روایتیں ثبوت کے درجہ کو  
 نہیں پہنچی ہیں اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

منہ السائب بن یزید کہتے ہیں کہ جبکہ میری حالت خالی تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکن اسوقت  
 کہ کہ میرا بھائی میرا بہت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ بھیرا اور میرے لئے دعائے برکت  
 فرمائی بعض علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر ہاتھ بھیرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے سر میں  
 کوئی تکلیف تھی لیکن بناءً ضعیف کے نزدیک اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سر پر



لہذا زرا محلہ بتقدیم الزمر  
المسورة على الزاد المسلة  
المشردة على ماصوب النور  
وقيل بتقدیم الزاد المسلة  
قيل الاول اوفى مظاهر  
الحديث لكن الرواية  
لا تساعد على الاول  
الزاد واحد لا زوا المحلة  
بفتحين وقيل بالضم  
بالكسر مع سكون الجيم  
قبة صغيرة تعلق على السور  
وعلى الثاني الزاد البيض  
والحلة الخائن المعروف  
له الطالقاني بكسر اللام  
وقد تفتح نسبة المطالقان  
بلدة من بلاد قزوین ۱۲  
سنة خذ بضما لمجمة و  
تشديد لال الممسلة  
لحم جلد بين الجلد  
واللحم يتحرك بالتحريك و  
حمراء معناه ما ظلت الى الحمرة  
لغلا ينافي رواية مسلم  
ان كان على لون جسد صلي  
الله عليه وسلم قاله  
۱ لقاری - ۱۲

الخاتم الذي بين كتفيه فاذا هو مثل زرا المحلة حد ثنا سعيد بن يعقوب  
الطالقاني نا ايو ب بن جابر عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأيت  
الخاتم بين كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم خذ حمراء مثل بضمة الحمامة حد ثنا  
هذا التفسير في المقداد في اللون

باتھ پھر ناشفت کسے لئے تھا اسے کہ ۲ میں نے اُنکی ولادت ہی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال  
کی وقت تک بھی اُنکی عمر آٹھ فحال سے زائد کی نہیں تھی اس لئے یہ باتھ پھر ناشفت کا تھا جیسے کہ بزرگوں کا  
معمول ہوتا ہے اور علان کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی پلویا جیسا کہ آج کے آداب یا کوئی  
اور تجویز فرمائی بالخصوص جبکہ بخاری شریف کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے پلوئیں کوئی تکلیف  
تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمائی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کا پانی پیا  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو ممکن ہے کہ اپنی کسی غرض سے ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ اُنکی دوا اور پانی  
پلانے ہی کی غرض سے حضور نے وضو فرمایا میں اتفاقاً یا قصداً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت کھڑا ہوا تو  
میں نے مہزوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی (جو کہ بوتر کے بیضہ کی برابر بیضی شکل میں اس  
پردہ میں لگی ہوئی ہوتی ہے جو مسہری پر لٹکایا جاتا ہے علماء اس لفظ کے ترجمہ میں مختلف ہوئے ہیں جبکہ  
میں نے یہ ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اور طرح سے ترجمہ فرمایا ہے لیکن امام نووی نے جو سلم شریف کے  
مشہور شارح ہیں انھوں نے ان ہی معنی کو ترجیح دی ہے) ف اس حدیث میں اگر وضو کے پانی سے  
وضو کا پچا ہوا پانی مراد ہے تو کوئی اشکال و اختلاف ہی نہیں اور اگر وضو کا وہ پانی مراد ہے جو بدن سے  
دھو کر گرتے جس کو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اسے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے توفصلات تک بھی پاک ہیں پھو و مستعمل کا کیا ذکر ۔

نمبر ۳ جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہزوت کو آپ کی  
دونوں ہونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقداد بن ابی وقاص نے کہہ دیا کہ اُنکے جیسی تھی ۔  
ف مہزوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں کچھ مختلف ہیں قطعی لے انہیں سطح تطبیق دی ہے کہ  
وہ کم و زیادہ بھی ہو جاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی ، بنو قریظہ کے نزدیک دوسری طرح جمع بھی



ابو مصعب المدنی انابوسف بن الماحشول عن ابیہ عن عاصم بن عمر بن قتادة عن جد قریبہ <sup>مغربیہ</sup> قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولواشاه ان قبل الخاتم الذی بین کتفیه من قریہ ففعلت یقول لسعد بن معاذ یوم مات اہل منزله عرش الرحمن حد ثنا احمد بن عبدہ النضبی وعلی بن حجر وغیرہ اہل قالوا انما عیسیٰ بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولی غفوة قال ثنی ابراہیم بن محمد

احمد بن محمد بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولی غفوة قال ثنی ابراہیم بن محمد

وغیرہ ۱۲، ۱۳

سے ولواشاه الخ جملہ معترضہ تین الحال ویر جملہ یقول نحو میں صلحا ویر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغرض منہ بیان قریبہ صلی اللہ علیہ وسلم جد تحقیقا لسماعہا وعبارة بالمضارع اشارۃ الی ان تلك الحال کالاشاہ ثم اعلیٰ یفید ایدل علی بوجاز النظر الی الاجنبیۃ فلا حاجة الی المجواب ولوسلم فیکون یا اول بمنزل انہ کان مخصوصا لہ علیہ السلام ۱۳

مکن ہے کہ حقیقت میں یہ سب تشبیہات ہیں اور تشبیہ ہر شخص کی اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے تو تقریبی حالت ہوتی ہے اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا بندہ کے نزدیک یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے۔

منہ ۱۳۔ حدیث کہتی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون سنا اور میں اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قریب تھی کہ اگر چاہتی تو مہزوت کو چوم لیتی، وہ مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کے حق میں یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اُن کی موت کی وجہ سے حق تعالیٰ جل شانہ کا عرش بھی اُن کی روح کی خوشی میں جھوم گیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ عرش کے حرکت کی کیا وجہ اور کیا معنی مشہور قول یہ ہے جسکے موافق ترجمہ لکھا گیا، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد اہل عرش ہیں بعض کی رائے ہے کہ عرش سے مراد سعد کا اپنا تخت ہے وغیرہ وغیرہ مگر راجح قول اول ہی ہے، یہ حدیث محاذ پر طے لیلیٰ بقدر صحابہ میں ہیں تو اور بھی فضائل کتب حدیث میں آتے ہیں ستر ہزار فرشتے اُن کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تھوڑی دیر کی تنگی انکے لئے بھی بیش آئی، بڑی عمت کی جگہ ہے آدمی کو عذاب قبر سے کی طرح غافل نہیں ہونا چاہیے، ہر وقت اُس سے توبہ کرتے رہنا چاہئے حضرت عثمان جب عذاب قبر کا ذکر کرتا تھا تو اس قدر روتے تھے کہ دھڑکی میرا کرتی ہو جاتی تھی جس کا قصہ کتب حدیث میں مذکور ہے، اللہم حفظنا منہ، امام ترمذی کی غرض اس جگہ سعد کے قصہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں مہزوت کا ذکر کیا اسلئے انھوں نے ذکر فرمایا اور حضرت ریشہ کی غرض مہزوت کے بیان کرنے سے اپنے قریب ہونے کا یہاں ہے کہ میں بہت ہی قریب تھی جبکہ میں نے یہ مضمون سنا سننے میں کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا احتمال نہیں، نمبر ۱۴۔ ابراہیم بن محمد

صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی زمرۃ بل لفظ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا زمرۃ اذن منی اصبغ ظہری فذوبت منہ السنن عن ابی زمرۃ بل لفظ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا زمرۃ اذن منی اصبغ ظہری فذوبت منہ

من ولید علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علی رضی اللہ عنہ اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث بطولہ وقال بین کتفہ خاتم النبوة وخاتم النبیین **حل** شامحمد بن بشار انا ابو عاصم انا عروۃ بن ثابت ثنی علیہما بن احمد ثنی عمرو ابن الانطرب الانصاری قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا زمرۃ اذن منی فاصبغ ظہری فمسحت ظہرہ فوقعت اصابعی علی الخاتم قلت وما الخاتم قال شعرات مجتمعات **حل** تہا ابو عثمان الحسن بن حبیث الخزازی انا اقلی بن حسین بن واقد ثنی ابی ثنی عبد اللہ بن جریر قال سمعت ابی جریر یقول جاء سلمان الفارسی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قد مر المذینۃ بمائلۃ علیہ یأطرب

فمسحت ظہرہ ثم وضعت اصابعی علی خاتم فغیرتہا قلنا لہ ما الخاتم قال شعرات مجتمعات عند کتفہ فقیل یحتمل ان یکون احد الطریقین وهذا وقیل یحتمل ان یکون الحدیث طریقان ورجحہ البیہوری عن المتادری قلت ولكن الراوی عنہ هو الاول فان تحریف ابی زمرۃ الی زمرۃ اقرب کیف واتخاذ السنن لفظ الحدیث یؤیدہ وذكر الفارسی فی جمیع الوسائل حدیث ابی زمرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تو یہ یہ صفتیں بیان کرتے اور حدیث مذکور سابق ذکر کی منظر اس کے یہ بھی کہتے کہ حضور کے رولوں موندھوں کے درمیان مہزوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے یہ حدیث پہلے باب میں مفصل گذر چکی ہے اس لئے یہاں محققہ طور سے اس کی طرف اشارہ کر دیا اور چونکہ اس میں مہزوت کا ذکر تھا اس لئے اس کو خاص طور سے ذکر کر دیا یہ وہی حدیث ہے جو ابابول کے انھوں نے منبر پر گزری ہے۔ **منبر** علیہ السلام ابن احمد کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن انطرب صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ الکریم تہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہنے کے لئے ارشاد فرمایا میں نے حضور کی کمرنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی مہزوت پر لگ گئی، علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے عمرو سے پوچھا کہ مہزوت کیا چیز تھی انھوں نے جواب دیا کہ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔ یہ پہلی روایات کے خلاف نہیں ہوئی اس لئے کہ اس کے اطراف میں بال بھی تھے انھوں نے صرف ان کا ذکر کر دیا۔

بل لفظ ابی زمرۃ، ۱۲ کہ بمائلۃ تھی خوان علیہ طعام والا فہر خوان لامادۃ تھی من الاشیاء انتی تہا لعل سماء بالہنۃ الاوصاف کالبدستان فانه لا ینال لہ حد یقۃ الا اذا کان علیہ جائفۃ ۱۱ علیہ السلام طب الیہ لعل مارواہ احسن والیزار بسنن حید عن سلمان فاصبغ ظہرہ فمسحت بہ طعاما فاقببت ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم ومارواہ الطبرانی فاشتریبہ حوزوید رحمہم طینۃ فجلدہ قصۃ من ثرید فاحتملہا علی عائق الاحتمال تعدد الواقعة وان المذینۃ کانہا مشتملہ علی کما قلت ان لفظ فامن منی من روایات فاقطعہ ہوالفانی ۱۲

**منبر** بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لیکر آئے جس پر تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے دریافت فرمایا کہ سلمان کیسی کھجوریں ہیں انھوں نے

فاحتملہا علی عائق الاحتمال تعدد الواقعة وان المذینۃ کانہا مشتملہ علی کما قلت ان لفظ فامن منی من روایات فاقطعہ ہوالفانی ۱۲

فوضعہا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا سلمان ما هذا فقال  
 صدقة علیک وعلی اصحابک فقال ارفعہا فانما لانا کل الصدقة قال فرفعہا فجاء  
 الغن بمثلہ فوضعہا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما هذا یا سلمان  
 فقال ہدیۃ لک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفعہا بہ ابسطہا ثم نظروا الخاتم  
 علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامن بہ وکان للیہود والنصارا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم بکن او کذا درہما علی ان یغرس لہم نخیل فی عمل سلمان فیہ

عرض کیا کہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ میں کھاتے  
 اسلئے میرے پاس سے اٹھاؤ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے بعض کے نزدیک  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا، اور بعض کے نزدیک جماعت نبیہ  
 مراد ہے اور بعض کے نزدیک حضور اور حضور کے وہ اقارب جنکو زکوۃ کا مال جائز نہیں، وہ مرادیں بندہ خارج کے  
 نزدیک یہ تیسرا احتمال راہِ محبت، اور علامہ مناوی کے اعتراضات جو اس تیسری صورت میں ہیں بارہ  
 توقع نہیں (دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ سلمان کجھور و کا طبق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے سوال پر سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے لئے ہر بہرے حضور نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ  
 بڑھاؤ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی خوش فرمایا چنانچہ پوری نے اس کی تصریح کی جو حضرت  
 سلمان کا مسطر جنہوں نے دل لانا یہ حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قابضانہ امتحان تھا اسلئے  
 کہ سلمان پُرا لے جانے کے علماء میں تھے، اڑھائی سو برس اور بعض کے قول پر سائے تین سو برس کی عمر  
 ہوئی ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب میں پڑھ رکھی تھی یہ بھی دکھاتا تھا  
 کہ وہ صدقہ خوش نہیں فرماتے اور بدیہ قبول فرماتے ہیں اور آپ کے دونوں ہونڈھونڈے درمیان ہر نبوت ہو  
 پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو سلمان  
 ہو گئے (سلمان) اس وقت یہودی قرطبہ کے غلام بنے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خرید لیا۔  
 (مجاہد آخر یہ ایک لفظ سے تعبیر کر دیا وہ حقیقت میں انھوں نے سلمان کو مکاتیب بنایا تھا اور بدل کتابت)

والا ہر وہ سبب اشارۃ  
 الی الفرق بین الصدقة و  
 الہدیۃ بیان المقصود من  
 الصدقة الترحم ومن  
 الہدیۃ الا اکرام  
 لہ ابسطہا قبل یوخذ منہ  
 ان سقبت للہم لہ ان  
 یعطى الخاضعین عما اهل  
 الہد و تالیف یجد یث  
 ضعیف من اھدی لہ  
 ہدیۃ فجلسا لہ سرکائہ  
 والمواہم بالشوکاء السنین  
 بین دھون مجلسہ لاکل  
 من حضور اذ قال لا تروا  
 فی الاصول حکى ان بعض  
 الاولیاء اھدی الیہ ہدیۃ  
 من الدراہم فقال بعض  
 جلسائہ باہول اذا الہدیۃ  
 مشترکہ وظل لا فحسب  
 الرشد ان دخل حالک وقل  
 فخلخا ہا فاجر عن حملہ فامو  
 الشیخ بعض خل مہ فاعاوا  
 وکل نہ اھدی لانی یوسف  
 ہدیۃ من الی اھم واندنا فیر  
 فقال بعض جلسائہ لھو لنا  
 الہدیۃ مشترکہ فقال لا  
 فی الہدیۃ للعرب الیہود  
 ہدیۃ الطعام فلما درھما  
 اذ حمل کل منہا بما ناسب  
 ماعل لکم فی الفضلین من  
 کثیر الغرائب والجمائب  
 سہ فاشترک فی سبب وکثرت  
 الیہود لہم وہا بل لک  
 فقوزنا الشرء وقصدتک بعدہ  
 مشہورۃ وکان کتابتہ علی  
 تسمیۃین کہ او سناد

وہا فاشترک فی سبب وکثرت الیہود لہم وہا بل لک

حتی تطعم فخر رسول الله صلى الله عليه وسلم النخل لا نخلة واحد فخرها عمر  
رضي الله عنه فحملت النخل من عامها ولو تحمل نخلة فقال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم ما شأن هذه النخلة فقال عمر يا رسول الله انا غرستها فزعمها رسول الله  
الله عليه وسلم فخرها فحملت من عامها حل ثنا محمد بن بشارة ان البشير بن اوضح  
انا ابو عقيل بن وريق عن ابي نصر قال سألت ابا سعيد اخذ ربي عن خاتمة  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني خاتمة النبوة فقال في ظهري بضعة فاشترى  
حل ثنا ابوالا شعث احمد بن المقلد عن ابي بصير عن ابي حماد بن زيد  
انا حاصم الراحول عن عبد الله بن سرجس قالت اتيت رسول الله صلى الله  
عليه وسلم وهو في ناس من اصحابه فدرت هكذا من خلفه فعرف الذي اريد  
لعله اشارة الى كيفية الدوران ۱۲

۱۱ عمر قبل ان تصد فخر  
عمر وعلیٰ مصلیٰ عامہا  
غیر منقول الا عند الترمذی  
ولیس فیما سواہ من اخبار  
سلمان ۱۲

۱۳ ابو عقیل یفخر العین  
المہملۃ وکسوف ثانیۃ الدرق  
نسبۃ لدرق یفخر الدرق  
المہملۃ وسکون الواو بلع

۱۴ یفارس ۱۲  
۱۵ اشارۃ الی کیفۃ الدوران ۱۲  
ضاد حجة علی الصیغ  
ضبطہ بمحو حة فہم سلة  
ساکنۃ فقد غلط واسمہ  
المنذرين مالک ۱۲

۱۶ بضعة الخ بالانصب علی  
ان خبر کان واسمہ ضمیر  
الی الخ لم یوثر فی ہذا  
تکسر قطعہ نحو الشافعیۃ  
المرتفعة - ۱۲

۱۷ سرجس کنز جردیل  
کج صرغ علی لصرغ  
للعلمیۃ والحجة قالہ  
ایبجوری ۱۲

بہت سدرائے تم قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمان نے لکھے (تین سو) کھجور کے درخت لگائیں اور ان میں تو کو  
پھل لائے تنگ ان کی خبر گیری کی پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ  
درخت لگائے حضور کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت متعجباً تحقیق ہو معلوم ہوا  
کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ لگایا ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا نہ تھا حضور نے اس کو  
لگایا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا حضور کا وہ معجزہ یہ ہوا کہ یہ تو کم درخت لگایا ہی اسی سال پھل لے  
آیا فاس حدیث میں علماء نے بہت سی علمی تحقیقات فرمائی ہیں مثلاً یہ کہ جب سلمان غلام تھا تو لکھنے پر قادر  
ہو جانے لگا انہیں زبردست اور صدق میں فرق کیا کیا ہیں وغیرہ طویل بحثیں ہوئی وہ سب سے اختصاراً ترک کر دیتیں  
منہج کے لواضع کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی  
کو پوچھا تو انھوں نے بتلایا کہ آپ کی پشت پر ایک گوشت کا بھل ہوا لگا ہوا تھا،

منہج عبد اللہ بن مسرجس کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا  
حضور کے پاس اس وقت جمع تھا میں نے اس طرح حضور کے پس پشت پر لگایا (راوی نے اس جگہ غالباً  
پکارا کہ فعلی صورت بیان کی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا منشا سمجھ گئے اور اپنی پشت مبارک سے پھاڑا تار کی

قال في الراداء عن ظهيرة فرأيت موضع الخاتم على كتفيه مقتل الجمع حولها خيلان  
 كأنها قاتلين فرجعت حتى استقبلته فقلت غفر الله لك يا رسول الله فقال ولك  
 فقال القوم استغفر لك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال نعم ولكم ثم تلا  
 هذه الآية واستغفر لزنبيك وللمؤمنين والمؤمنات  
**باب ماجاء في شجر رسول الله صلى الله عليه وسلم**  
 حدثنا علي بن محمد أنا اسمعيل بن إبراهيم عن حميد عن أنس بن مالك قال  
 كان شجر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى نصف اذنيه حدثنا هناد بن السري  
 أنا عبد الرحمن بن أبي الزناد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها



لہ الجمة الخ بضم الجيم  
وتشديد الميم ما وصل  
من شعر الراي الى  
المنكبين والوفوة ما لم  
يصل اليهما والله ما كان  
شمة الاذن سواء وصل  
الى المنكبين ولا وقيل  
انها بين الجمة والوفوة  
فعلی هذا ترتيبها ونحو  
اي الوفوة ثم اللمة ثم  
الجمة وهذه الثلاثة  
قد اضطرب اقول اهل  
اللغة في تفسيرها واغرب  
ما وقع به ان فيها لغات كما  
يظهر من القاموس المجمع  
وايضا كان فالعرض ان  
شعره كان وسطا لا طويلا  
ولا قصيرا في المحلين دليل  
على جواز فضل المرأة كما  
قال في الثلاثة خلافا للمعادلة  
اذ قالوا لا يجوز فضلها الا ان  
تستعمل عن غير رواية  
نفي عن فضل المرأة ويجب  
عنها بالضعف وان المراد  
بالفضل المستعمل وغير  
ذلك كما بسط في الامم في  
في حل في داود ۱۳  
له البراءة الخ تنقل من غير  
مفضل في الباب الاول  
واعاده هناك مختصرا  
للترجمة فيه ۱۲

قالت كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من انا واحد وكان لشعر  
فوق الجمة ودون الوفوة حل ثنا احمد بن منيع انا ابو قطين نا شعبة عن ابي  
اسحاق عن البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مريضا بعيد  
ما بين المنكبين وكانت جنته تضرب شمة اذنيه حل ثنا احمد بن بشار  
انا وهب بن جرير بن حازم ثنا ابي عن قتادة قال قلت لانس كيف كان شعر رسول الله

ہوا کرتے ہیں ان سے زیادہ تھے اور ان سے کم تھے جو مونڈ ہوں تک جوتے ہیں یعنی نہ زیادہ نہ کم تھے  
نہ چھوٹے بلکہ متوسط درجہ کے تھے اس حدیث سے یہیں معلوم ہوتا کہ ہر دو حضرات شگے نہاتے تھے،  
اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ میں نے حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کا محل ستر  
اور حضور نے میرا محل شرم کبھی نہیں دیکھا، نیز برتن کے ایک ہونیسے اسپر حجہ بھی نہیں اسکی کئی صورتیں  
ایسی ممکن ہیں کہ غسل بھی ہو جائے اور دوسرے کے سامنے نہ لگا بھی نہ ہونا پڑے۔

نیز اس حدیث سے عورت اور مرد کا ایک برتن سے اکٹھے نہانا ثابت ہوتا ہے، علم الکامام نووی کا قول  
کیونکہ اس صورت کے جواز پر اجماع ہے، دوسری صورت یہ کہ مرد پہلے غسل کرے اس کے پچھے ہوئے پانی  
سے عورت غسل کرے یہ بھی بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے تیسری صورت اس کا برعکس کہ عورت  
پہلے نہاؤے مرد اس کے پچھے ہوئے پانی سے نہائے، یہ صورت حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ سب حضرات کثر نزدیک  
جائز ہے، حنا بل اس کو جائز نہیں بتلاتے البتہ اگر عورت نے غسل کی بوقت مرد وہاں موجود ہو تو وہ بھی جائز  
فرماتے ہیں، ان حضرات کا استدلال اور جوہر کی طرف سے اس کا جواب علمی بحث ہوئی وہر سے یہاں سے  
ترک کر دئے گئے، مختصر اعرابی حاشیہ میں ذکر کئے گئے۔

منہ ۳ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم متوسطا القلنتہ تھے آپ کے  
دونوں شانوں کا درمیان وسیع تھا آپ کے بال کانوں کی لونتک ہوتے تھے ف یہ حدیث علیہ  
شریف میں مفصل گزر چکی ہے بالوں کے ذکر کی وجہ سے یہاں پھر اسکو مختصر ذکر کر دیا گیا۔

منہ ۴ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان ینلم شعرة شحمة اذنیہ  
 حل ثنا محمد بن یحیی بن ابی عمر المکی اناسفین بن عیینة عن ابن ابی نجیم  
 عن مجاہد عن <sup>ابن ابی نعیم</sup> ام حنی بنت ابی طالب قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علینا مکة قدمة ولما رجع عبد المطلب حل ثنا سوسد بن یحیی شاعبل اللہ بن المبارک  
 عن معمر عن ثابت عن انس ان شعرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الی  
 انصاف اذنیہ حل ثنا سوسد بن نصر انا عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن  
 یزید عن الزہری انا عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبة بن عبد اللہ عن ابی عباس  
 رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرة وکان المشرکون

کے بال مبارک کیسے تھے، انھوں نے فرمایا نہ بالکن بھیج نہ بالکل کھلے ہوئے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی  
 اور گھنٹرا لہ پن لئے ہوئے تھے جو کانوں کی لوتنگ پہنچتے تھے۔

**منہ ۵** رام ہانی رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مکہ میں  
 مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے بال چار حصہ مینڈے ہوئے کے طور پر ہورہے تھے وہ ہجرت کے بعد مشہور  
 قول کیوافی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ کو تشریف آوری چار مرتبہ ہوئی، اول عمۃ القضا میں  
 جو مکہ میں تھا پھر فتح مکہ میں شہ پہر اسی سفر میں عمۃ البحرانہ کے لئے، پھر تیسرے میں حج کے  
 لئے، یہ تشریف آوری جبکہ اس حدیث شریف میں ذکر ہے یہجوری کے قول کیوافی فتح مکہ کے وقت ہوئی اور  
 یہی مظاہر حق میں لکھا ہے بعض علمائے اور اوقات بھی تحریر فرمائے ہیں مردوں کے لئے عورتوں کی

طرح سے مینڈے مچھیں مکروہ ہیں اس حدیث میں مینڈے نہیں سے وہی مراد لی جاوے جس میں تشبہ نہ ہو۔

**منہ ۶** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک پہنچتے تھے

**منہ ۷** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم والا بالوں کو بغیر  
 مانگ نکالتے ویسے ہی چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس کی وہ یہی تھی کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب  
 نہیں نکالتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً اہل انبیاء میں جن میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اہل کتاب کی



یفرقون رؤسہم وکان اهل الكتاب یسئلون رؤسہم وکان یحب موافقۃ اهل الکتاب  
 فیما لم یؤمر فیہ بشئ لیمفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤسہم حللنا حمل  
 ابن بشار انا عبد الرحمن بن حماد عن ابراہیم بن نافع المکی عن ابن ابی نعیم عن  
 مجاہد عن ام حنان قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ضفاثر اسر بمع  
**باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

حدثنا اسحاق بن موسى الانصاری ثنا معن بن عيسى ثنا مالك بن انس عن  
 هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت كنت ارجل رأس رسول الله  
 صلی اللہ علیہ وسلم وانا لحاض حدثنا يوسف بن عيسى انا وكيع انا الربيع بن  
 صبيح عن يزيد بن ابان هو الزرقاشی عن انس بن مالك قال كان رسول الله  
 صلی اللہ علیہ وسلم یكثر من الاسودت ویریح بجمیته ویكثر انقناعا حتی کان ثوبه

سہ آیان بفقر الہمزۃ و  
 تخفیف الموحدة کسحاب  
 قيل بکسر الاول وتشديد  
 الثاني غیر مصروف عند  
 الکرکثر وصوره بعضهم حتی  
 حال من لم یصوف ابان  
 فهو انان - ۱۲۰  
 سہ ثوب المرادین الٹ  
 الثوب القناع المطلق  
 الثوب فالینافی نظافته  
 صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

مواقت کو پسند فرماتے تھے لیکن اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 مخالفت اہل کتاب فرماتے لگے، **مب** رام ہائی فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار  
 گیسوؤں والا دیکھا وہ بظاہر یہ وہی حدیث ہے جو پہلے گذر چکی ہے،

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں گنگھا کر نیک بیان**  
**ف** بالوں میں گنگھا کر ناستحب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترمیم بھی فرمائی ہے اور اپنے  
 بالوں میں گنگھا غرملنے سے امام ترمذی نے اس باب میں پانچ بھی پیشین ذکر فرمائی ہیں،

**مب** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں گنگھا  
 کرتی تھی، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی، **ف** اس حدیث سے علماء نے مسئلہ ثابت فرمایا ہے کہ حائضہ کو  
 حالت حیض میں مرد کی خدمت نہ کرنا ترجیح سے اس پر کی گئی نہیں فی صحت وغیرہ البتہ ناہانر ہے  
**مب** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک برادر تیل  
 کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی برادر مبارک میں گنگھا کر لیتے تھے اور اپنے مبارک پتہ کے برابر

نوب زیات حل ثنا لھناد بن السری اذا ابوا الحوص عن اشعث بن ابی الشعثا ومن  
ابہ عن مسروق عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ن ککن رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم یحب التیم فی طہورہ اذا تطہروا فی ترجلہ اذا اترجل و فی الغتال اذا انتحل حل ثنا  
محمد بن بشار انابی عن سعید بن ہشام بن حسان عن الحسن البصری عن  
عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل اذا احل ثنا  
الحسن بن عرقہ قال ثنا عبد السلام بن حرب عن یزید بن ابی خالد عن ابی العلاء  
الارودی عن حمید بن عبد الرحمن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یترجل غبا

لہ حسن صبغة مباحة  
من الحسن فیصرف  
ان یؤن حیث یشاء صلیتہ  
فان کان من الحسن  
فوزی صوف للعلمیة و  
زیادة الالف والنون  
ونظیرہ ما قبل لبعض  
ان صوف عقلم قلعون  
لحقوة ان من حدیثی  
ان علی الاول من العقول  
و علی الثاني من عفة  
لہ غبا بمجمة مکسورة  
وموحد تمشیح کا ورو  
الاول لاء یوافو کما یوما  
ثم استعمل فی فعل النبی  
حینلو ترکہ حینا والمراد  
تھی دوام الترویج قبا من  
العربی مواءنة تصنع وک  
ند انس واعیابہ سنة ۱۲  
سہ عن رجل لم یسم بہام  
الصحابی ان یصلو حل الترحل  
واختلف فی اسمہ وقیل  
هو یحکم بن عمرو وقیل  
عبد اللہ بن سوسر وقیل  
عبد اللہ بن مغفل ۱۲

لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیل کا کپڑا ہوا، ف یعنی میں سے چونکہ کپڑے  
خراب ہو جاتے ہیں جو حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافت کے خلاف ہی اس لئے اسکی حفاظت کیلئے حضور  
ایک کپڑا سر پر ڈال لیتے تھے تاکہ عمامہ وغیرہ خراب نہ ہو۔

منہ عن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کر نہیں کنگھی  
کیئے میں جو تہ پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں کو مقدم رکھتے تھے یعنی پہلے دائیں جانب کنگھا کرتے تھے ایک  
جانب ف ان میں چیزوں کی جو حدیث میں ہے کہ گنگھی ہیں کچھ قید نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز  
دائیں سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے اسی وجہ سے ترجمہ میں ہر چیز کا اضافہ کر دیا اور اس کا قاعدہ اصل یہ ہے کہ  
کہ جس چیز کا جو درجہ نیت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم ہونا ہے جیسے کپڑا جو نہ اور کنگھنے میں دایاں  
مقدم اور جس چیز کا جو درجہ نیت نہیں اس کے کنگھنے میں دایاں مقدم کرنا چاہئے جیسے پافانہ بانا کہ اسمیں جاتے  
وقت دایاں پاؤں مقدم ہونا چاہئے اور نکلنے وقت دایاں خلاف مسجد کے کہ اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے  
منہ عن عبد الرحمن بن مغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے پہنچ فرماتے تھے طر  
گلے گلے ف، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ گلے گلے سے مراد تیسرا دل ہے۔

نمبر شامی بن عبد الرحمن ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گلے گلے کنگھی کیا کرتے تھے

**باب ماجاء فی شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
 حدثننا محمد بن بشار انا ابو داود اناهما عن قتادة قال قلت لانس بن مالك  
 هل خضب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لم يبلغ ذلك انما كان شيبا في صدغيه  
 ولكن ابو بكر خضب بالحناء والكتم حدثننا اسحاق بن منصور ويحيى بن موسى قال ثنا  
 عبد الرزاق عن معمر بن ثابت عن انس قال ما حدثت في راس رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم ولحيته الا اربع عشرة شعرة بيضا حدثننا محمد بن المثنى انا ابو داود انا شعبة  
 امامتيزاوتنست من سنة ۱۲

لہ شیبہ نہ ہوا بیضا  
 الشعر المسود كما في الصباح  
 ويطبق على بياض الشعر  
 والشعر الابيض ايضا ۱۲  
 ابو داود الطيالسي و  
 هما مہام مفتوحة ثم ميم  
 مشددة ابن حجر العسقلاني  
 ۱۲ - ۱۲

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال جانے کا ذکر

ف، اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

**منہ** ۱۔ قلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 خضاب کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ حضور کے بالوں کی سفیدی اس مقدار ہی کو نہ پہنچی تھی کہ خضاب  
 کی نوبت آتی سفیدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دونوں کپٹیوں میں تھوڑی سی تھی، البتہ حضرت  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حنا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے ف، کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب  
 کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور ہندی کی ساتھ ملا کر سرخ ہوتا ہے  
 اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے اور ہندی کی ساتھ ملا کر مائل بسیا ہی ہو جاتا ہے اور مائل  
 قاری کہتے ہیں کہ غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر غلبہ کتم کا ہو تا ہے تو خضاب سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر غلبہ ہندی کا ہو تا  
 ہے تو سرخ، الغرض خضاب دونوں سے جائز ہے مگر سیاہ نہیں ہونا چاہیے، اس لئے کہ سیاہ خضاب  
 کی مخالفت احاد میں سے ثابت ہے۔ ،

**منہ** ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو  
 ڈھکی تشریف میں چوہہ سے زائد سفید بال نہیں گنے، ف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال بہت ہی  
 کم تھے لیکن ان کی تعداد میں اختلاف ہے اس روایت سے چوہہ معلوم ہوتے ہیں بعض روایات سے سترہ  
 اٹھارہ اور بعض سے تقریباً بیس معلوم ہوتے ہیں یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں مختلف زمانوں پر بھی محمول ہو سکتی

عن سماك ابن حرب قال سمعت جابر بن سمره يسئل عن شبيب رسول الله  
 ﷺ قال كان اذا ذهبن راسه لم يرف منه شبيب فلذا المريد من رعى  
 منه حل ثنا محمد بن عمرو بن الوليد الكندي الكوفي انا يحيى بن ادم عن شبيب  
 عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال انما كان شبيب رسول الله ﷺ  
 عليه وسلم نحو من عشرين شعرة بيضاء حل ثنا ابو كريب محمد بن العلاء انا معاوية  
 ابن عوف عن ابن عباس بن عمر بن الخطاب عن عكرمة عن ابن عباس قال قال ابو بكر  
 ابن هشام عن شيبان عن ابي اسحاق عن عكرمة عن ابن عباس قال قال ابو بكر  
 يا رسول الله قد شبت قال شيبته هودوا الواقعة والمرسلات وعمر يتساءلون و

لہ دھن قال المناوی  
 عن القسطلانی کن واقع  
 فی اصل سماعنا من  
 الثلاث المجرد وکن قوله  
 لم یمن من وفی بعض النسخ  
 لہن من الاقنعال علی  
 التقديرین یكون راسه  
 منقولاً لکن فی المغرب  
 دھن راسه اذ اخلاره  
 بال لہن وادھن من  
 غایر ذکر المعول وادھن  
 شارب بخطاء اھ واطال  
 الکلام فیہ القاری فجمع  
 الواسع ۱۲  
 لہ لکن ی بکس الکاف  
 نسبة لکن لہ محل بیا لکفة  
 القبيلة کما توهم قالہ  
 الیجوری قلت قل السمعا  
 فی الانساب نسبة الی  
 کند قبيلة مشہورۃ  
 باليمن وعدل منہ ارجالا  
 لیس ہذا منہ ۱۲  
 شیبته النسبة مجازۃ  
 لکونہ لسیما من بلی نبیت  
 الوبیح البقل ۱۳

ہیں اور گنے کے فرق پر بھی محل کی جا سکتی ہیں سفید بالوں کی قلت سب میں مقصود ہے۔  
 نمبر ۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے  
 بارہ میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیل کا استعمال فرماتے تھے تو وہ  
 محسوس نہیں ہوتے تھے ورنہ کچھ سفیدی کہیں محسوس ہوتی تھی وہ تیل کے استعمال کی وقت  
 میں چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اسلئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں غلط ہو جاتی تھی۔  
 نمبر ۴ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال تقریباً بیس تھے  
 ف، یہ پہلے گذر چکا کہ یہ روایت اوروں کے کچھ خلاف نہیں۔  
 نمبر ۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا  
 رسول اللہ آپ بوطے ہو گئے (اس کی کیا وجہ حالانکہ آپ کا اعتدال اس کا مقتضی تھا کہ آپ جوان ہی  
 رہتے یا آپ کی عمر تشریف کا مقتضی یہ تھا کہ آپ اس وقت تک ان ہودہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورہ ہود،  
 سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ عم یسألون، سورہ اذا الشمس ان سورتوں نے بڑھا بنا دیا۔  
 ف، ان سورتوں کی قید نہیں ان کے علاوہ سورہ الحاقہ، سورہ القارعہ، سورہ غاشیہ، وغیرہ کا بھی ذکر  
 آیا ہے مقصود وہ سب سورتیں ہیں جن میں دہشت اثر اور کاد کر ہے، جیسے قیامت، جنم، صوفی لوگوں کا  
 انجام وغیرہ وغیرہ سنی لئے ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لہ اہل تحقیقہ بضم جیم شہاد

مہملہ مصدرا ہو وہب

السوائی صحابی جلیل

عجیب علی را وجعلہ علی بیت

الملل وسماء وہب الخیر

لہ اولاد بکسر الهمزة و تخفیف

المتنۃ الختیمۃ شہد الہامی

ولقیط بقاف کبد میح

لہ تیمم الرباب منصوب

بتقل یا عنی وقال لغاری

مجبور فی اصل سماعنا و آخر

بہن تیمم قریش قبیلۃ

من بکروا الرباب بکسر الراء

وتخفیف الموحد تین

وضبطہ الحافظی شرح

الخاری بفتح الراء و هم

خمس قبائل ذہب و ثور

وعکل وتیمم وعد و عسوا

ایدیم فی دینہ و نقل السمر

وخالقوا علیہ باخضار و اید

واحدۃ - ۱۲

لہ ظریقہ بالبناء للمجہول

ای اذالی و غرق فی بعض

الخاصین رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم و محتمل

ان یکون بالبناء لفاعل

ای ارایت یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

والقول اوجہ - ۱۲

اذا الشمس کورت حل ثنائسین بن وکیع انما محمد بن بشر عن علی بن صالح عن  
ابی اسحاق عن ابی حمیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ قد شبت قال شبت بنی ہود  
وانواتہا حل ثنائی بن حجر قال انما شاعیب بن صفوان عن عبد الملک بن عمیر  
عن ایاد بن لقیط الجلی عن ابی امیۃ التیمی تیمم الرباب قال تیمم النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم ومعی ابن لی قال فاریتہ فقلت لما رأیتہ ہذا انبی اللہ وعلیہ ثوبان  
انضوان ولہ شعرق علاۃ الشیب و شیبہ احمد حل ثنائی محمد بن منیع انما  
ای بلائہ او باخضاب ۱۲

کہ جو مویش جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو ہنسنا بہت ہی کم کر دیتے اور کثرت اوقات روتے رہا کرتے  
حتی کہ پیوں کے پاس جانا بھی چھوڑ دیتے (۱ و کا قال ۲)  
نمبہ الوضیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کچھ ضعف وغیرہ  
اثر پڑھنے کا محسوس ہونے لگا حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۃ ہود جیسی سورتوں نے ضعیف کر دیا  
ف، زنجیری کہتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ ایک شخص شام کی وقت بالکل سیاہ بال  
جوان تھا ایک ہی رات میں بالکل سفید ہو گیا لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے رات قیامت کا  
منظر دیکھا ہے کہ لوگ نے بحیروں سے کیچڑ جہنم میں ڈالے جا رہے ہیں اس کی دہشت مجھ پر کچھ ایسی غالب  
ہوئی کہ اس نے ایک ہی رات میں مجھے اس حالت پر پہنچا لیا اللہ اکبر۔

نمبہ ابو ریشہ تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، لوگوں نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ یہ تشریف فرما ہیں غالباً  
یہ پہلے سے پہچانتے نہ ہوں گے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مجھے معاکسا پڑا کہ واقعی یا اللہ  
کے سچے نبی ہیں اس وقت حضور دو سبز کپڑے پہن رہے تھے (یعنی حضور کی لنگی بھی سبز تھی اور چادر بھی سبز)  
اور آپ کے چند بالوں پر بڑھاپے کے کچھ آثار غالب ہو گئے تھے لیکن وہ بال سرخ تھے ف ہمیں علماء کا اشتباہ  
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب فرمایا یا نہیں بعض خضاب کے قائل ہیں وہ اس سرخی کو خضاب  
پر محمول فرماتے ہیں اور بعض لوگ قائل نہیں وہ فرماتے ہیں کہ بال جب سفید ہوتا ہے تو اکثر مرتبہ اول

سیر بن النعمان انصاری بن سلمۃ بن سماؤ بن عرب قال قیل لکجا بن سمرۃ  
 اما کان فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیب قال لم یکن فی رأس رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم شیب (الشعرات فی مفرق رأسہ اذ اذہن وار اذہن الدہن  
 من المواراة و ہوالا عقار ۱۲)  
**باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
 حدثنا احمد بن منیع انا ہشیم انا عبد الملك بن عثیم عن ایاک بن لقیط قال  
 اخبرنی ابو رمتہ قال ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابن لی فقال

سرخ ہوتا یہ سرخی اصلی تھی خضاب کی نہیں تھی خضاب کا بیان مستقل دوسرے باب میں آئیوالا ہے،  
**منہ** حضرت چارہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمبارک میں سفید  
 بال تھے انھوں نے کہا کہ صرف چند بال مانگ پر تھے جو تیل لگانے کی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے تھے  
 ف یہ روایت بظاہر اس روایت کے کچھ خلاف ہے جو حضرت انس سے شروع باب میں گذری ہو لیکن  
 کوئی ایسا اشکال نہیں اس لئے کہ وہ دو چار بال مانگ میں تھے جو بالوں میں مستور ہو جاتے تھے اور تیل  
 نہ ملنے کے وقت ظاہر ہوتے تھے اس لئے اگر کسی روایت میں انکار کر دیا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب فرمانے کا ذکر**  
 ف اس بارہ میں مختلف روایتیں ہیں امام ترمذی نے ان میں سے چار حدیثیں اس باب میں کر فرمائی  
 ہیں انہی روایات مختلفہ کی بنا پر علماء میں بھی اختلاف پایا کہ حضور نے خضاب فرمایا یا نہیں امام ترمذی کا  
 میلان خضاب نہ کرنے کی طرف ہے حنفیہ بھی اسی طرف مائل ہیں چنانچہ در مختار میں اس کی تصریح کی ہے  
 کہ حضور کا خضاب کرنا زیادہ صحیح ہے اور علامہ شامی نے اس کی یہی وجہ بتلائی ہے کہ حضور کی داڑھی  
 اور سرمبارک میں بخاری وغیرہ کی روایت کے موافق ستروہ بال سفید تھے۔

اور ترمذی شافعی شائع شمائل اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حضور نے کبھی کبھی خضاب فرمایا اور اکثر نہیں کیا  
 مسئلہ علمائے حنفیہ کے نزدیک خضاب مستحب ہے لیکن مشہور قول کہ موافق سیاہ خضاب مکروہ ہے اور علمائے  
 شافعیہ کے نزدیک خضاب سنت ہے مگر سیاہ خضاب حرام ہے نمبر ۱۱ اور متہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس



لہ الظمانہ بصیغۃ الامرای کن شاہد علی اقواری و یحتمل ان یكون بصیغۃ المضارع ای اعترف واقربہ ۱۲۰  
 لہ احسن الخ کثیراً ما یقول المص فی جامعہ ہذا اعم شئ فی الباب ولا یلزم من ہذا العبارة کما قالہ النووی فی الإذکار  
 صحۃ الحدیث فانہ یقول خصائص النبوی  
 ہذا اعم ما فی الباب ۴  
 ہذا اعم ما فی الباب

وان کان ضعیفاً و مرادہ  
 انہ ارجح ما ورد فی الباب  
 لہ ابن یثیری قال لقاری  
 نسبة الی یثرب و ہو من  
 اسماء النخعیۃ للندبۃ  
 والیتی نسبة الی قبیلۃ  
 تیمو و اختلف فیہ فقیل  
 ہکذا و قیل التیمی مبین  
 کما فی التہذیب وغیرہ  
 اختلف فی اسمہ ایضاً  
 علی اقوال - ۱۲

لہ عثمان منسوب الی الحدیث  
 لان عثمان بن عبد اللہ  
 ابن مویب یکسر الہاء و  
 یفتح اقوال العلماء و رجح  
 شراح الشماکل فقہاء ۱۲  
 لہ قال ابو عیسیٰ الخ یعنی  
 ان اباعوانۃ جعل الحدیث  
 من مسانید ام سلمۃ  
 بدل الی ہدیۃ و الغرض  
 بیان الاختلاف بین شویک  
 والی عوانۃ تلمیذ عثمان  
 وحق القاری ان ما وقع  
 فیہ من شویک و ہم و  
 الصواب روایۃ ابی عوانۃ  
 یعنی کونہما من مسانید  
 ام سلمۃ فتاامل - ۱۲

لہ الوجواب بحجیم مفقوۃ  
 فنون کتباب یوچی بن  
 ابی حنیۃ الکلبی کناف  
 الشوری و کتب الرجال  
 فنا فی الشیخ من فیہ غلط

ابنک ہذا افقلت نعم انہ سبہ قال الخفی علیک ولا تجنی علیہ قال و رأیت الشیب  
 احمر قال ابو عیسیٰ ہذا احسن شئ روی فی ہذا الباب و افسرہ لان الروایات  
 الصحیحۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یبلغ الشیب و ابورمۃ اسمہ رفعتہ بن یثیری  
 التیمی حل ثنائس بن وکیع قال انا ابی عدشیرک عن عثمان بن مویب قال  
 سئل ابو ہریرۃ کحل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قال ابو عیسیٰ  
 وروی ابو عوانۃ ہذا الحدیث عن عثمان بن عبد اللہ بن مویب فقال عن اسلمۃ  
 حل ثنائس ابراہیم بن ہرون قال ابانا النضر بن زرارۃ عن ابی جناب عن ایاد بن نطق  
 عن الجہنمۃ امراۃ بشیر بن خصاصیۃ قالت انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال لاریتہ بالتخف و جوز بالتشدید ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک لڑکے کو ساتھ لیکر حاضر ہوا، تو حضور نے فرمایا کہ کیا تیرا بیٹا  
 ہے، انھوں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ میرا بیٹا ہے آپ اس کے گواہ ہیں حضور نے فرمایا کہ اس کی  
 جنایت کا بدلہ تجھ پر نہیں اور تیری جنایت کا بدلہ اس پر نہیں (فائدہ میں اس کی وضاحت آئے گی)  
 ابورمۃ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بالوں کو سرخ دیکھا امام ترمذی  
 کہتے ہیں کہ خصاص کے بارہ میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور واضح ہے ف زمانہ جاہلیت کا ستون  
 تھا کہ بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ ہوتا تھا، ابورمۃ نے اسی قاعدہ کی بناء پر عرض کیا تھا کہ اگر بھی اس  
 امر کی ضرورت پیش آوے تو آپ اس کے گواہ رہیں کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے حضور نے زمانہ جاہلیت کی اس  
 رسم کا رد فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام کا یہ قاعدہ نہیں کہ کوئی کسے اور کوئی بھرسے (تذکرہ زرارۃ)  
 و سائر آخری کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں۔۔۔

نمبر ۳۰ ابو ہریرہؓ سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خصاص کیا انھوں نے کہا کہ ہاں کیا،  
 نمبر ۳۱ جہنمۃ جو بشیر بن خصاص کی بیوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضور نے غسل فرما رکھا تھا اس نے میرا ک  
 کو چھڑا رہے تھے اور آپ کے سر پر حنا کا اثر تھا۔۔۔

یخرج من بیتہ ینفض راسہ وقد اغتسل ویراسہ روح او قال روح من حناء شک  
فی هذا الشیخ حنننا عبد اللہ بن عبد الرحمن انما عمرو بن حاصم فاحمد بن سنان  
انما حمید عن انس قال رأیت شعراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر یأکل حلاوا وانا  
عبد اللہ بن محمد بن عقیل قال رأیت شعراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک یحضر  
**باب ما جاء فی کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
حل شتا محمد بن حمید بن ابراہیم ابنا ابوداؤد الطیالسی عن عیاد بن منصور  
عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال  
اکتھلوا بالارتمیل فانی یجھلوا البصر وینبت الشعر ورحمہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
كانت له مکحلة ینکھل منها کل لیلۃ ثلثۃ فی ہذا وثلثۃ فی ہذا حل شتا عبد اللہ

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب  
کیا ہوا دیکھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب میں مختلف رویتیں ہیں جیسا کہ مفصل  
گزر چکا لیکن اس روایت میں ایک خاص اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے پہلے باب کی سب سے پہلی  
حدیث میں خود حضرت انس سے خضاب کی نفی مذکور ہو چکی ہے لیکن دونوں روایتیں اگر صحیح مان  
لی جاویں تو مختلف اوقات پر محمول ہو سکتی ہیں۔

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمہ کی بیان

ف سرمہ آنکھوں میں ڈالنا مستحب آدمی کو چاہئے کہ ثواب کی نیت سے سرمہ ڈالے کہ اس میں آنکھ کو  
فائدہ پہنچنے کے علاوہ انبیا کا ثواب بھی ہے، امام ترمذی نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،  
**منہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا  
سرمہ آنکھوں میں ڈالو اگر وہ اس لئے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو بھی تیز کرتا ہے اور ٹپکیں بھی زیادہ آگاتا ہے حضرت  
ابن عباس یہ بھی کہتے تھے کہ حضور کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں ستیج تین سلانی ہرات آنکھوں  
میں ڈال کر تے تھے، انہی ایک خاص سرمہ کا نام ہے جو سیاہ مٹرخ مائل ہوتا ہے، بلکہ مشرق میں پیدا ہوتا ہے

ابراہیم فی ہذا اللفظ  
فی ان اسمہ من شیخہ  
النضوب والعین المہملۃ  
او والعین المہملۃ لکن قال  
القسطرانی انفق المحققون  
علی ان الروح بالمجہد غلط  
ہو للوضوح لاضباق اہل  
اللغة علی انہ بالمہملۃ لظہ  
من زعفران ۱۲۰  
سہ محضو ما قال القاری  
قد مر فی الاحادیث الصحیحۃ  
عن انس ان صلی اللہ  
علیہ وسلم لم یخضب فاعلمہ  
اراد بانفی اکثر احوالہ و  
بالاقتبات من حکم عند الاصل  
وبجوز اہل ہما علی تحقیقہ  
والان فی المجاز ۱۲  
سہ لکن بالضم کل ما  
یوضعی فی العین لا یستشفہ  
ویا نفق جعل لکل فی  
العین قال القسطرانی  
المسموع من الرواۃ اھم  
وان کان للفق وجہ بحسب  
۱۲ معنی  
ماہ الرازی نسبة الی  
الری مدینۃ کبیرۃ  
مشہورۃ من بلاد الشام  
وزادہ الرازی فی النسب  
الیریا ۱۲  
سہ اشعر یفتح العین  
لہ زواج و هو الروایۃ  
لہ مکحلۃ لضم الاول و  
الثالث وکان القیاس  
انکسوف من النور ۱۲





ابن بريد عن امر سلمة ولم يذكر

خصائص نبوی

۴۰

ابن ايوب البغدادي ثنا ابو تميلة عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة  
عن امه عن ام سلمة قالت كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص  
قال ابو عيسى هكنا قال زياد بن ايوب في حديثه عن عبد الله بن بريدة عن امه عن  
ام سلمة وهكنا روى غير واحد عن ابى تميلة مثل روايت زياد بن ايوب وابو تميلة يزيين  
في هذا الحديث عن امه وبها صححنا ثنا عبد الله بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن  
هشام ثنى ابى عن بديل العقيلي عن شهر بن حوشب عن اسماء بن يزيد قالت كان كم  
قيص رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرسول صلى الله عليه وسلم ثنا ابو عمار الحسيني بن حريث  
مصحف ١٣

ابن حميل بن و ن ذكر  
 الواسطة و روى عنه زياد  
 بن اليوب الواسطة الزمرو  
 قال زياد اعلى هذا الواسطة  
 خير و اهل قالوا نعم و هو  
 الواسطة في هذا الرواية  
 قال المصنف في جامع  
 سمعت محمد بن اسمعيل  
 قال حدثنا ابن بري  
 عن ابيه عن امر سلمة  
 بن قيس هذا الكرام قال  
 لما سبق و قيل معناه  
 اي ابا تميلة يزيدي و هذا  
 الخ يثبعل قول عن ابيه  
 لفظ و هو اسم فيكون و هو  
 لفظ اسم جين من مفعول  
 يزيدي (اي يكون مجرد تكرر ١٢  
 ته بدل بل يثبعل الماملة  
 مصغرا هو ابن ميسرة  
 كما في نسخة الحقيقه مصغرا  
 نسبة الى عقيل بن كعب  
 ابن عامر ١٢١٠

٣٥ الرسغ يضم الرسغ  
لبسكون السنين أو الصلابة  
لخنان ثم فلين مججمة وهو  
مفصل ما بين الكف والساعد  
والحكمة فيه انه  
ان حاور اليد منع الرسغ  
سوعة الحكمة والبطنش  
ان قهو عن الرسغ تاذي  
الساعل بالحواء البرد ١٢

پسند فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمرے کو زیادہ پسند فرماتے کی وجہ علمائے مختلف تحریر فرمائی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھانکا جاتا ہے بخلاف لنگی وغیرہ کے لسنے وہ پسند نہتھ بعض کہتے ہیں کہ کم قیمت اور بدن پر بوجھ نہیں بخلاف چادر وغیرہ کے، بعض کی رائے ہے کہ اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا، برضائے بعض او کہ پُروں کے بندہ ناچیز کے نزدیک اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ کمرے میں ستر عورت بھی اچھی طرح سے ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تجمل و زینت بھی اچھی ہو جاتی ہے برضائے اور کہ پُروں کے کمرے سے با تجمل میں کمی ہوگی جیسے لنگی، یا ستر عورت میں جیسے چادر، اس باب کی آٹھویں حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے، اُس کی ساتھ تطبیقاً اسی جگہ ذکر کی جائے گی۔۔۔

نمیبیا کی ایسی ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے لئے سب کپڑوں میں سے کترتہ زیادہ پسند تھا۔ ❦

نمبر ۱۰ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتے کرتے آستین پہنچ کر ہوتی تھی یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جس میں آستین لپکھنے سے نیچے ہونا وارد ہوا ہے علمائے ان دونوں روایتوں کو چند طریق سے جمع کیا ہے اور لایا ہے کہ تعداد اوقات پر عمل کیجاوے کہ کبھی ایسی ہوتی تھیں اور کبھی اس طرح، دوم یہ کہ آستین جب وقت میں سکڑی ہوئی تھی تو پہنچے تک اور جس وقت کہ سیدھی ہوئی تھی تو پہنچے سے نیچے تک بھی ہو جاتی تھی بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تخمینہ

انا ابو نعیم انا زید عن عروۃ بن عبد اللہ بن قسیر عن معاویۃ بن قرة عن ابيہ قال  
 آتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ مطلق او قال  
 زر قمیصہ مطلق قال فلا دخلت یدئ فی جیب قمیصہ فمست الخاتم حل ثنائی  
 عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل ان حماد بن سلمۃ عن حبیب بن اثنہیل  
 عن الحسن بن الحسن بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج وہو متکئی علی سائۃ  
 ابن زید علیہ ثوب قطری قد وثق بہ فقصہ بہم وقال عبد بن حمید قال محمد بن  
 الفضل سألنی یحیی بن معین عن محمد بن الحکم بن اہل بیت اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن  
 لمین سلمۃ فقال لو کان من کتابک فقصت اخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال املہ  
 علی فان الخاف ان لا القاف قال فاملیتہ علیہ ثم اخرجت کتابی فقرأت علیہ حل ثنائی

پر حمل فرمایا ہے، اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔ ۱۲  
**منہ** ہر قرة بن اباس فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ  
 کی ایک جماعت کے ساتھ معیت کے لئے حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا نمہ کھلا ہوا  
 تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرکات مہرمت کو چھوا۔ +  
**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ پر سہارا  
 لگائے ہوئے مکان سے تشریف لائے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا جس میں  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لپٹے ہوئے تھے پس حضور نے باہر تشریف لاکر صحابہ کو نماز پڑھائی وہ یہ قصہ  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ہے چنانچہ دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے اسی لئے حضور نے  
 حضرت اسامہؓ پر سہارا لگا رکھا تھا اور غالب یہ ہے کہ مرض ابوفات کا قصہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اس  
 میں پیش آتے ہیں اس حدیث کی سند سے متعلق ایک عجیب قصہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے  
 جس سے حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث کی ساتھ شدت اشتیاق اور دنیا کی بے ثباتی معلوم ہوتی ہے،  
 محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ یحیی بن معین جو علم حدیث کے بڑے جلیل القدر امام ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے لکھا ہے

لہ قسیر یقاف وشین  
 معجۃ مصغراً وکن لک  
 الحسین وخیریت نعیم  
 وزہیر وکلمہ مصغرون  
 وقرة بضم القاف وتشلیل  
 السراۃ - ۱۲

لہ قطری بکسر القاف  
 وسکون الطاء بعد ہا راء  
 ثم یاء النسب نسبة الی  
 القدر وہو نوع من البرود  
 الیمنیۃ یتخل من قطن فیہ  
 حبرۃ واعلامہ مع خشونة  
 او نوع من حلل جیاد من  
 بلل بالبحرین اسمہا قطر  
 بفتح تین فکسوت القاف  
 وسکنت الطاء علی خروف  
 القیاس - ۱۲

لہ یحیی بن معین امام  
 من ائمة التبحر والتعلیل  
 کتب سیدۃ الف الف  
 حدیث - ۱۲  
 لہ املہ بلہ مشددة  
 مفتوحة مع کسر المیم  
 من الاملاہ وہو بمعنى  
 الامراء اولیسکون المیم  
 وکسر اللام مخففة من  
 الاملاء یقال امللت  
 الکتاب واملیت اذ القیۃ  
 علی الکاتب لیکتب واملت  
 حدیث بالاملاء اول  
 قبل ان یجیب بالکتاب فیہ  
 کمال التقریض علی تحصیل  
 العنہ - ۱۲





انا ابو نعیم انا زید عن عروۃ بن عبد اللہ بن قتیب عن معاویۃ بن قرة عن ابیہ قال  
 آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ مطلق او قال  
 زر قمیصہ مطلق قال فلا دخلت یدی فی جیب قمیصہ فمست الخاتم حل ثمناً  
 عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل ان حماد بن سلمۃ عن حبیب بن اثنہ بیل  
 عن الحسن بن الحسن بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج وهو متکئی علی ساقہ  
 ابن زید علیہ ثوب قطری قد توشیحہ فصلہ ہم وقال عبد بن حمید قال محمد بن  
 الفضل سألنی یحیی بن معین عن هذا الحدیث اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن  
 ابن سلمۃ فقال لو کان من کتابک فقلت لا اخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال املہ  
 علی فان اخاف ان لا القاک قال فاملیتہ علیہ ثم اخرجت کتابی فقرأت علیہ حل ثمناً

ابو نعیم زید بن عروۃ بن عبد اللہ بن قتیب عن معاویۃ بن قرة عن ابیہ قال  
 آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ مطلق او قال  
 زر قمیصہ مطلق قال فلا دخلت یدی فی جیب قمیصہ فمست الخاتم حل ثمناً  
 عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل ان حماد بن سلمۃ عن حبیب بن اثنہ بیل  
 عن الحسن بن الحسن بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج وهو متکئی علی ساقہ  
 ابن زید علیہ ثوب قطری قد توشیحہ فصلہ ہم وقال عبد بن حمید قال محمد بن  
 الفضل سألنی یحیی بن معین عن هذا الحدیث اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن  
 ابن سلمۃ فقال لو کان من کتابک فقلت لا اخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال املہ  
 علی فان اخاف ان لا القاک قال فاملیتہ علیہ ثم اخرجت کتابی فقرأت علیہ حل ثمناً

ابو نعیم زید بن عروۃ بن عبد اللہ بن قتیب عن معاویۃ بن قرة عن ابیہ قال  
 آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ مطلق او قال  
 زر قمیصہ مطلق قال فلا دخلت یدی فی جیب قمیصہ فمست الخاتم حل ثمناً  
 عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل ان حماد بن سلمۃ عن حبیب بن اثنہ بیل  
 عن الحسن بن الحسن بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج وهو متکئی علی ساقہ  
 ابن زید علیہ ثوب قطری قد توشیحہ فصلہ ہم وقال عبد بن حمید قال محمد بن  
 الفضل سألنی یحیی بن معین عن هذا الحدیث اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن  
 ابن سلمۃ فقال لو کان من کتابک فقلت لا اخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال املہ  
 علی فان اخاف ان لا القاک قال فاملیتہ علیہ ثم اخرجت کتابی فقرأت علیہ حل ثمناً

پر حمل فرمایا ہے، اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔  
 نمبر ۵۔ مرقۃ بن ابیاس فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ  
 کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا ٹکڑہ کھلا ہوا  
 تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرگاہ منہ زوت کو چھوا۔  
 نمبر ۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ پر سہا  
 لگے یہوئے مکان سے تشریف لائے اسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا جس میں  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لپٹے ہوئے تھے پس حضورؐ نے باہر تشریف لاکر صحابہ کو نماز پڑھائی یہ قصہ  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ہے چنانچہ دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے اسی لئے حضورؐ نے  
 حضرت اسامہؓ پر سہا لگایا تھا اور غالب یہ ہے کہ مرض ابوفات کا قصہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اس  
 میں پیش آتے ہیں اس حدیث کی سند سے متعلق ایک عجیب قصہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے  
 جس سے حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث کی ساتھ شدت انتہیاق اور نیک بے ثباتی معلوم ہوتی ہے،  
 محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ یحیی بن معین جو علم حدیث کے بڑے علیل المقدرام ہیں حتی کہ بعض علمائے لکھا ہے

ابو نعیم زید بن عروۃ بن عبد اللہ بن قتیب عن معاویۃ بن قرة عن ابیہ قال  
 آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من مزینۃ لنبایعہ وان قمیصہ مطلق او قال  
 زر قمیصہ مطلق قال فلا دخلت یدی فی جیب قمیصہ فمست الخاتم حل ثمناً  
 عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل ان حماد بن سلمۃ عن حبیب بن اثنہ بیل  
 عن الحسن بن الحسن بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج وهو متکئی علی ساقہ  
 ابن زید علیہ ثوب قطری قد توشیحہ فصلہ ہم وقال عبد بن حمید قال محمد بن  
 الفضل سألنی یحیی بن معین عن هذا الحدیث اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن  
 ابن سلمۃ فقال لو کان من کتابک فقلت لا اخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال املہ  
 علی فان اخاف ان لا القاک قال فاملیتہ علیہ ثم اخرجت کتابی فقرأت علیہ حل ثمناً

المخالف فاصح الیہ ۱۲

سہ اسجد ای لبس ثوباً  
جلیداً و قوله سماه باسمه  
زاد فی بعض النسخ عمامة  
او قميصا و رداء او غيرها  
ای يقول هن عمامة  
منزلة و تعقب بان كلامه  
عليه السلام تصان عن  
الخنوع عن الفائقة و هذه  
الرافقة فيه واجب بان  
القصد اظهار النعمة او  
يقول كسائي الله هن  
القميص من رقائق الوجة  
عندی انه بیان الضمیر  
کسو تنیه ای يقول فی  
القميص منزلة اللهم لك  
الحمد كما كسوتني هن  
القميص و كن في القميص  
من العمامة و غيره فإنی  
لم اراه فی كلام المشايخ بل كلام  
شراح الشماثل لا يلاحظ  
فتامل ۱۲  
سہ كما كسوتني الكاف  
للتعليل ای لك الحمد علم  
كسوتك لی آية اول للتنبيه  
فی الاختصاص ای الحمد  
مخصص بك كاختصاص  
الكسوة - ۱۲

سويد بن نصر انا عبد الله بن المبارك عن سعيد بن اياس الجعفي عن ابی نصرۃ  
عن ابی سعيد الخدري قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اسجد ثوبا سماه  
باسمه امامة او قميصا و رداء ثم يقول اللهم لك الحمد كما كسوتنيه اسألك خيرة و  
خيرا ما صنعته و اعوذ بك من شره و شر ما صنع له <sup>بكر السمين</sup> <sup>من الفكر و الخيال</sup> <sup>تقريب من العاشرة</sup> <sup>۱۲</sup>  
ابن انا القاسم بن مالك المزني عن الجعفي عن ابی نصرۃ عن ابی سعيد الخدري  
عن ابی نصرۃ عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه حدثنا محمد بن بشار ابنا معاذ بن هشام  
ثني ابی عن قتادة عن انس بن مالك قال كان احب الثياب الى رسول الله صلى الله

ﷺ كمنوع من دس اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے لہی ہیں یحییٰ بن معین نے بیٹھے ہی اس حدیث کو مجھ سے دریافت  
کیا میں نے سنا نہ سنی کیا تو وہ فرمے گئے کہ کاش اپنی کتاب سے سناتے تاکہ زیادہ قابل الطمینان ہوتی، محمد  
بن فضل کہتے ہیں کہ میں کتاب لینے کے لئے نہ جانے لگا تو یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ نے میرے کپڑے پکڑ لیا اور یہ کہنے لگے  
کہ پہلے مجھے لکھا دو موت حیات کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ میں پھر مل سکوں نہ مل سکوں کتاب دیکھ کر  
دوبارہ سنا دینا محمد بن فضل کہتے ہیں کہ بول میں نے حفظ سنا لی اور پھر کتاب رکردہ بارہ دیکھ کر سنا لی اللہ اکبر انکو  
طوفین کی حیات کا اس قدر بھی الطمینان نہیں تھا کہ اندر سے کتاب لائے تک زینت کا یقین ہو،  
نمبہ ۸ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کپڑا پہنتے تو  
اظهار مسرت کے طور پر اس کا نام پڑھتا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ کتبہ رحمت فرمایا ایسی ہی کہ تہ چادر وغیرہ پھر یہ دعا  
پڑھتے، اللهم لك الحمد كما كسوتنيه اسألك خيرة و خيرا ما صنعته و اعوذ بك من شره و  
شر ما صنعته (ترجمہ) یا اللہ تعالیٰ اسے ہی لئے سب تعریفیں ہیں اور اس کپڑے کے پہنانے پر تمھارا  
ہی شکر ہے یا اللہ تم سے ہی اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں (کہ خراب نہ ہو ضائع نہ ہو) اور ان مقاصد کی  
بھلائی اور خوبی چاہتا ہوں چاہئے کہ یہ کپڑا بنایا گیا ہے اور تم ہی سے اس کپڑے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور  
ان چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسکے یہ کپڑا بنایا گیا، \*

نمبہ ۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی منتشر چادر کپڑا نہیں

علیہ وسلم یلبس الحبرة حل تناسخ محمد بن عیسیٰ بن ابی ناعید الرزاق ابنا ناسفین  
 عن عون بن ابی حمیفة عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ  
 حمراء وکلی نظر الی بريق ساقیہ قال سفیان اراہا حبرۃ حل تناسخ علی بن خنیس انما  
 عیسیٰ بن یونس عن اسرئیل عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال ما رأیت  
 احدا من الناس احسن فی حلۃ جبراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان  
 کانت جمیعہ تنصوب قریبا من منکبہ حل تناسخ محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن  
 مہدی ابنا ناعید اللہ بن ایاذ عن ابیہ عن ابی رستم قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ پسندیدہ تھی یہ حدیث بظاہر ہر ایک کی پہلی حدیث کے مخالف ہے جس میں کمرہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ  
 ہونا بیان کیا گیا ہے علمائے اس کی مختلف توجہیں فرمائی ہیں سب سے زیادہ سہل تو یہ کہ ان میں کچھ منافات  
 ہی نہیں وہ بھی زیادہ پسند تھا اور یہ بھی کیا جاوے کہ پہنے کے کپڑوں میں کمرہ زیادہ پسند تھا اور اوڑھنے  
 کے کپڑوں میں چادر بعض لوگوں نے ثبوت کے لحاظ سے اس حدیث کو زائد قوی بتلایا بعض لوگوں نے اس پہلی  
 حدیث کو اقسام لباس چرم کیساتھ کپڑوں کی سب قسموں میں کمرہ زیادہ پسند تھا اور اس حدیث کو اولان  
 پر یعنی رنگ کے لحاظ سے منقش چادر کا رنگ پسند تھا۔

نمبر ۹ ابو حمیفة فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی دونوں پسندیدہ رنگی چمک گویا اب میری سامنے ہر سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں  
 جہالت تک سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا منقش جوڑا تھا، یہ قصہ جہل اوداع کا ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ کی روایت  
 میں بالتصريح موجود ہے، سفیان اس روایت کی مرادیں منقش جوڑا اس لئے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑوں کی نعمت

آئی ہو اسی وجہ سے علماء کا اس میں اختلاف ہو چنانچہ حنفیہ کے بھی اس میں مختلف اقوال ہیں۔  
 نمبر ۱۰ حضرت براہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑی واسے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پٹے حضور کے مونڈھوں کے قریب تک  
 آ رہے تھے یہ حدیث پہلے باب میں گذر چکی ہے یہاں سرخ جوڑی کی وجہ سے مکرر ذکر کی گئی۔

نمبر ۱۱ راوی مذکور کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز پیریں اوڑھتے ہوئے دیکھا،

۱۔ الحبرة بالانصب خیر کان  
 واجب بالرفع اسمہ بالعلی ما  
 صحیح اکثر نسخہ الشما علی  
 و یجوز عکسہ وهو الذی  
 ذکرہ الی محتوی فی الصحیح  
 المصباح والحبرۃ کعبۃ یروى  
 من قطن محلی مزین ولا  
 یعارض ما تقدّم من کون  
 القمیص احب الثیاب لسا  
 الشہر فی مغلہ من ان المراد  
 اذہ من جملة احب الثیاب  
 او ہما باعتبار الوقتین مثلاً  
 کان القمیص احب حین  
 دیکر اعتدل نسائہ والحبرۃ  
 حین یکون بین الصحابہ  
 ۲۔ ابی حمیفة بضم الحاء  
 وفتح حاء مہملہ وسکون یاء  
 وبقاہ ورواہ ابی حمزہ بن قیس  
 فی باب الثلیب - ۱۲  
 ۳۔ خسوف کجعفر بخا و  
 شین عجمتین مصروف ۱۷

وعلیہ بردان انخضان حل ثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم قال انبا نا  
عبد الله بن حسان العنبري عن جدتيه دحية وعليبة عن <sup>ابن ابي عمير</sup> قبلة بنت محرمة  
قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم وعليه اسمال مليتين كاتا بن عفان <sup>بعضه</sup> وقيل نفقت  
وفي الحديث قصة طويلة حل ثنا قتيبة بن سعيد ثنا بشير بن المفضل عن عبد الله

سہ دحیہ بالضم والمشرک  
وقیل بالفتح وعلیبت کنانی  
المنسوبة للصواب بدل صفیة  
لما تحققت الشراحم واما بنتا  
علیبة فالصواب اخراج المص  
فی جامعہ ۱۲  
سہ قصہ طویلہ آخرجھا  
الطبرانی بسند زباس  
یہ مختصر اور آخرجھا ایضاً  
الطبرانی من طریقہ مختص  
بن عمر فی مجملہ الکبیر  
بظہور اقرب من وقتین  
قالہ لقاری ۱۲

نمبر ۱۲ قبلة بنت محرمہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا  
کہ حضور والا پر دو پرانی نیکیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن زعفران کا کوئی اثر نہیں رہا تھا  
اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ بھی ہے ف زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کی حدیث میں ممانعت بھی  
آئی ہے اسی لئے اس حدیث میں اس طرف اشارہ کر دیا کہ اس زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا تاکہ ان حادثہ  
سے اختلاف واقع نہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرانی دو چادریں پہننا تواضع کی وجہ سے تھا اسی وجہ سے  
صوفیائے شکستگی کی حالت کو اختیار فرمایا کہ تواضع کی طرف بیجا نیوالی ہے اور تکبر سے دور کر نیوال ہے، لیکن  
ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہوتا تو شکستگی کی حالت محمود نہیں ہے چہ جائیکہ بجائے اس نفع کا اور ضرر  
حاصل ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے کہ شکستگی کو کمال کا حال بنایا جا رہا ہے چنانچہ ابوالحسن شاذلی  
قدس سرہ جو اکابر صوفیاء میں ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ نہایت عمد لباس میں تھے کسی شکستہ  
حال نے انہیں اعتراض کیا تو اپنے جواب میں یہ شاد فرمایا کہ میری یہ ہیبت حق تعالیٰ شانہ کا مدد و شکر اور گری  
ہ اور تیری یہ حالت صورت سوال بن رہی ہے تو اپنی زبان حال سے لوگوں سے سوال کر رہا ہے العرض  
بہ نسبت تواضع لباس فخر نہ پہننا افضل ہے بشرطیکہ کسی اور حضرت کی طرف نہ پہنچ جاوے اس حدیث  
میں ایک بڑا قصہ ہے جسکو حضور کے لباس سے کوئی تعلق نہیں تھا اسلئے امام ترمذی نے اختصار کی وجہ سے  
ترک کر دیا، قصہ تقریباً دو ورق کا ہے، اسلئے شریح نے بھی اس کو اختصار کا چھوڑ دیا جس میں ابن علیہ کے  
ابتلائے اسلام کا قصہ اور اس کی کیفیت ہر البتہ مشہور روایات میں آتا اور یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم اس پڑنے لباس میں غریبانہ نشست کیساتھ تشریف فرمائے ایک گھوڑی چھٹی حضور اکرم دست  
مبارک میں تھی ایک شخص حاضر ہوا اور حضور کی فیضانہ ہیبت دیکھ کر غیب کی وجہ سے کانپنے لگے، حضور اقدس

ابن عثمان بن حنیف عن سعید بن جابر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسہا احیاء کم وکفوا فیہا موتا کم فانہا من خیار ثیابکم حدثننا محمد بن بشار ابن ابی عبد الرحمن بن عمر بن ابی افا سفین عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شیبہ عن سمرقہ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہا اطہر واظہب وکفوا فیہا موتا کم حدثننا احمد بن منیع ابن ابی شیبہ بن زکریا بن ابی زائدہ انا ابی عمر مصعب ابن شیبہ عن صفیہ بنت شیبہ عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ ختمہ بضم خاء معجمة  
فمثلثة مفتوحة وسکون  
تحتية مصغر تقدم في  
باب الکحل ۱۲۰  
لہ البیاض ای الثیاب  
البيض بولع فیہا فکا نفعها  
نفس البیاض ۱۲۰

لہ صفیہ لہا رواية وحدها  
والنکار الزار قطعی اور اکھا  
برده قصی بخ بخاری بسما  
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ومن ثم جزم فی الفقہ باتہا  
من صغار الصحابة ۱۲۰

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی اس حالت کو خود ملاحظہ فرمایا کسی نے عرض کیا اس پر حضور نے اسے ارشاد فرمایا کہ سکون اختیار کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمایا تھا کہ آپ سے سب خوف وغیرہ جاتا رہا بعض احادیث سے یہ قصہ خود قیلہ ہی کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ امام ترمذی نے حضور کی نسبت کے بیان میں اس کا تھوڑا سا ذکر بھی فرمایا ہے اور قیلہ ہی کی طرف قصہ کی نسبت کی ہے جیسا کہ اپنے باب میں آ رہا ہے۔

نمب ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ سفید کپڑو کو اختیار کیا کرو کہ یہ بہترین لباس میں سے ہے اسی کو زندگی کی حالت میں پہننا چاہئے اور انہی میں مرد و نوکر کو پہننا چاہئے اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید لباس پہننے کا ذکر نہیں اس لئے اس کو شکل میں ذکر کرنا مخفی ہے لیکن یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ جب حضور نے اسکی ترغیب فرمائی ہو تو خود پہننا بھی نکال یا چنانچہ بخاری وغیرہ میں حضور کا سفید لباس زیب تن فرمانا بال تصریح ثابت ہے۔

نمب ۱۴ سمرقہ بن جندب فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے اور اسی میں اپنے مرد و نو کو کفایا کرو و ف زیادہ پاک صاف رہنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر ذرا سا بھی دھبہ کسی چیز کا پڑ جائے تو فوراً محسوس ہو جاتا ہے بخلاف گرین کپڑے کے کہ اُس میں تھوڑا سا دھبہ کم محسوس ہوتا ہے۔

نمب ۱۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو



ذات غلظۃ وعلیہ مرط من شعرا سو دخل ثنا یوسف بن عیسیٰ انا وکیعہ نا یونس بن  
ابی اسحاق عن ابیہ عن النشعی عن عروۃ بن المغیرۃ بن شعبۃ عن ابیہ ان النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین ۔ +  
**باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
حد ثنا قتیبۃ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ابی یوب عن محمد بن سید بن قال  
کنا عند ابی ہریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فیتخط فی احدھما فقال یخرج

لہ مرط بکسو فسکون و  
الحجۃ حلیۃ ترو کساء  
لھون و اسمہ من خرا صوف  
اوشعرو لفظ من شعرا ثبات  
من وفی بعض النسخ لعمیۃ  
مرط شعرا بالاضافۃ و یخرج  
الی الاولی ایضا لان  
الاضافۃ بیانیۃ ۔ ۱۲  
۱۳ النشعی ہونسیۃ شعب  
کفلس بطن من ہمدان  
لبسکون المیم ہو عامر بن  
شہر الحیل والنشعی بالضم  
ہو معاویۃ بن حفص  
والنشعی بالکسر و علی اللہ  
بن مظفر و کلہم محل تون  
فتیمز ۔ ۱۴  
۱۵ عیش ہو الحیات  
وما یكون بہ الحیات وفی  
القاموس ہو الحیات وما  
یعاش بہما والخبز  
۱۶ ممشقان بتشدید  
الشین المعجمۃ المفتوحۃ  
ای مضبوطان بالمشق بالکسر  
وہو الطین الاحمر وقیل  
المغرة ۔ ۱۷  
۱۸ یخرج یسکون اخرۃ  
فیہما وقیل بکسر غیر منون  
فیہما فی ملغات اخر کلمۃ  
تقال عند الرضاء ما نشی  
والفرد لتفخیم الامر  
وتعظیہم وقل نستعمل  
لانکار کما ہمنا ۔ ۱۹

مکان سے باہر تشریف لائے ، تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی ۔ +

**منہ ۱۴** مغیرۃ بن شعبہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رومی جیسے زیب تن فرمایا  
تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں و یہ قصہ غزوۃ تبوک کا ہے علمائے ایسی ہی احادیث سے استنباط فرمایا  
ہے کہ کفار کی بنائی چیزیں ناپاک نہیں ہوتی جیتک کہ کسی خارجی طریقہ سے اُنکے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو  
اس لئے کہ رو میں اسوقت تک لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے بتے ہوئے کپڑے حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے زیب تن فرمائے ہیں ۔ +

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گزارہ کے بیان میں

فہ باب شامل کے موجودہ نسخوں میں دو جگہ ملتاحت ایک یہاں دوسرے اور آخر کتاب میں ۔ لیکن  
دو جگہ مذکور ہونے کی کوئی خاص وجہ نہیں سی لئے بعض نسخوں میں ہر دو باب کی احادیث کو ایک ہی جگہ  
جمع کر دیا ہے تاہم چونکہ اکثر نسخوں میں دو جگہ پایا جاتا ہے اسلئے یہ توضیح کی جا سکتی ہو کہ امام ترمذی کا مقصود  
اس جگہ صرف نفس تنگی کو بیان کرنا ہے اور اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی کی حالتیں جو جو  
چیزیں نوش فرمائی ہیں انکو ذکر مقصود ہے اسی وجہ سے یہاں صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں اور اس جگہ  
زیادہ پس الفاظ ترجمہ کے اگر ہر ایک میں لیکن مقصود علیحدہ ہے امام ترمذی نے اس باب میں حدیثیں ذکر فرمائی ہیں  
منہ ۱۵ ابن میر بن کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہر ایک لنگی اور ایک  
چادر تھی وہ دونوں کتان کی تھیں اور گہری رنگ میں رنگی ہوئی تھیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

یہ نخط ابو ہریرہؓ فی الکتاب، لقد رأیتنی وانی لاخبر فیما بین منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحوۃ عائشہؓ مغشیا علی فحی الجائی فیضع رجلہ علی عنقی یریان بلعنوا واما یحییٰ وما هو الا الجوع حل ثنا قیس بنہ ثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن مالک بن دینار قال ما شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیر قط ولا کلم الا علی ضفف قال مالک سألت رجلا من اهل البادية ما الضفف فقال ان يتناول مع الناس

الضبعی یضم الضاد  
المجتمعة وفقر الموحل وکسر  
العين المهملة نسبة  
لقبيلة بنی ضبعة ۳

کے مالک بن دینار تابعی

جلیل فالحديث مرسل

وقيل معضل لروى سمعه

عن الحسن البصري وروى

سأل عن الاعمال معنى

قول الصحابي على ضفف

وهو بفتح الضاد المجتمعة

والفائين او لامهما مفتوحة

وفي الفائق روى خفف

وشظف والتثنية في

معنى ضيق المعيشة

وقلة ما يعنى لم يشبع الا

والحال خلاف الخصب

والرخا و قيل معناه كثر

الايدى و اجتماع

الاکلین کما هو فی الحديث

ان میں سے ایک سے مالک صاف کی پھر تعجب کئے گئے کہ اللہ اللہ ج ابو ہریرہؓ لکھان کے پیر و ستارہ مالک صاف کرتا ہے اور ایک وہ زمانہ تھا کہ جب میں منبر نبویؐ اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے درمیان شدت بھوک کیوجہ سے بیہوش ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجھ کو مجھو سیر میری گردن کو پاؤں سے دبا لے تھے اور حقیقتہً مجھ کو جنون وغیرہ کچھ نہیں تھا بلکہ صرف شدت بھوک کیوجہ سے یہ حالت ہو جاتی تھی، وف کا بابا تالیف کر اس زمانہ میں مجنون کی گردن پاؤں سے علا جا رہا جانی تھی تاکہ فاقہ پاوے اس حدیث کو حضور کے حالات میں اسلئے ذکر کیا کہ ابو ہریرہؓ جیسے خواص فدام کا جب یہ حال تھا تو اس سے کبھی تنگی کا حال خود معلوم ہو گیا۔

منبر ۲ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضفف پر مالک کہتے ہیں کہ میں نے ایک بدوی سے ضفف کے لئے چھپوچھے تو اس نے لوگوں کے ساتھ کھانے کے لئے بتلائے، وف ضفف کے لئے چھپوچھے اب بھی اہل لغت اس میں مختلف ہیں: سیو جہ سے مالک نے ایک بدوی سے دریافت کیا ہے، اجتماعی حالت میں ہیٹ بھر کر کھانے کا مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ اگر کسی جگہ دعوت وغیرہ ہو تو بت آتی تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے ویسے کبھی نوبت نہ آتی تھی اس پر بعض علما نے بڑے زور سے رد فرمایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے امر کی نسبت کرنا جس کو اگر آج کسی کی طرف نسبت کیا جائے تو سخت ناگوار ہو نہایت بے ادبی ہے مگر مبرا ناچیز کے نزدیک اس مطلب میں کوئی مانع نہیں اس لئے کہ اس زمانہ میں اگر کسی کی طرف اس امر کی نسبت کی جاتی ہو کہ اپنے گھر پیٹ بھر کر نہیں کھاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص کھیل ہے اور اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کرنا اس

اخرجه ابو داود والترمذی  
وابن ماجہ قالہ القاری  
ابن بربیع ہوعبد اللہ  
وقبض النعمان بربیع  
قال القسطنطینی هو غلط  
فاحش قال القاری وقد  
یوجہ بان، کنیتہ اھ  
قلت لکن اھل الرجال  
ذکر وکنیتہ اباسمہل، ۱۲  
ابن الجاشی کسر اولہ افع  
من فتح وتشدید لیاہ  
افصح من تخفیفہ وتشدید  
الحجیم خطا قالہ البیجوری  
والقاری لقب ملوک  
الحبشہ کالتبع لیم وکسر  
للغرس وقصہ للروا وهو حق  
لشام و فرعون مصر القاب  
جاءلیہ واسمھن المملک  
احصیہ وقد رسل علی اللہ  
علیہ وسلم الی عمر بن  
امیہ یدعوہ الی الاسلام  
فاسلم ومات سنة تسع  
من الهجرة وعلیہ لیلی  
صلی اللہ علیہ وسلم  
بالمدینۃ کما هو المشہور  
فی کتب الحدیث قالہ  
القاری ۱۲

## باب ماجاء فی خوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثننا ہناد بن السری ثنا وکیع عن دالہم بن صباح عن حجاج بن عبد اللہ عن  
ابن بربیع عن ابیہ ان الجاشی اھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خفین اسود

کا یہاں نہیں ہے اس لئے کہ اس وقت کی تنگ حالی معلوم ہے، اور وہی مقصود ہے بالجملہ جن علماء نے  
اس مطلب کو نا پسند فرمایا ہے وہ حدیث کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت میں  
میں شکم سیر ہو کر نوش فرماتے تھے، اسی طرح کیساتھ جلد نہ اٹھا جاساں اور بھوکے رہیں نیز اس وقت جب کہ آپ کی یہاں  
کوئی نہ تھا تو اس کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود موجود نہ ہونے کے بھی فکر فرما کر مہیا فرماتے  
تھے، اور ہو سکتا ہے کہ مجمع کی ساتھ کھا نا امر ہو، عام ہے کہ اپنے گھر ہو یا کسی دوسری جگہ اسکی وجہ یہ ہے کہ  
جس مجمع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کھینچ لیں  
کے بعد مجمع کا ہاتھ کھینچ لینا بدیہی ہے تنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم سیر ہونا جس جس جگہ وارد  
ہوا ہے ان سب مواضع میں وہی دروہمانی پیٹ بھر کر نوش فرما تاں امر ہے کہ یہ حالت بھی حالت مہمانی میں  
ہوتی تھی ورنہ بالکل شکم سیر ہونا کسی وقت نہیں ہوتا تھا نہ حالت مہمانی میں نہ حالت تنہائی میں۔

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موزہ کے بیان میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قسم کے موزے استعمال فرماتے ہیں موزہ کے آداب میں سے  
دایاں موزہ پہلے پہنا ہے نیز موزہ کا پہننے سے قبل جھاڑ لینا ہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ محجرات میں طہرائی کی  
ایک روایت موزہ کے بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک مرتبہ جنگل میں ایک موزہ پہنا اور دوسرے پہننے کا قصد فرما رہے تھے کہ ایک کوا اگر وہ دوسرے موزہ اٹھا کر  
لے گیا، اور اوپر لپکا کر اس کو پھینک دیا اس میں ایک سانپ گھسا ہوا تھا جو اس کو گرنے کی چوٹ سے باہر  
لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کیا اور آداب موزہ سے ایک قانون فرما دیا کہ  
ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے امام ترمذی نے اس  
باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، نمبر ۱۰ پر یہ کہتے ہیں کہ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس

ساذجین فلبسہما تم توضع وسم علیہما حل ثنا قتیبة بن سعید انہ یحیی بن زکریا بن ابی زائد عن الحسن بن عیاش عن ابی اسحاق عن الشعبی قال قال المغيرة بن شعبہ اھدی دحیة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خفین فلبسہما و قال اسرائیل عن جابر عن عامر وجبة فلبسہما حتی تحرقا لایدری اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذکی ہما ام لا قال ابو عیسیٰ عن ابی اسحاق الشیبانی واسمہ سلیمان ای مذہب اصحابنا ام لا ۱۲

**باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

دوسیا دسادہ مونہ کے بدیہ بیچے تھے حضور نے انکو پہنا اور وضو کے بعد ان پر مسح بھی فرمایا۔

**ف** بخاشی حبشہ کے موش کا لقمہ ہوتا تھا جبکہ شریف نے ان کے کاتب توریان بخاشی کا نام صحیح تھا یہ مسلمان نہ تھے تھے

**م** مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہیہ گلی نے دو مونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کئے تھے ایک دوسری روایت میں مذکوروں کے ساتھ جبہ کے پیش کرینہ کا بھی ذکر آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تحقیق میں فرمایا کہ وہ مذہب کا ہال کے ٹھکے یا غیمہ مذہب کا اس اخیر لفظ سے حنیفہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ دعاغت کے بعد مذہب اور غیر مذہب کی کھال دونوں استعمال کرنی جائز ہیں بعض ائمہ کا اس میں اختلاف ہے جس کی بحث کتب فقہ سے تعلق رکھتی ہے۔

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین (جوتہ) شریف کے ذکر میں**

**ف** اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتہ کی ہیئت اور اس کے پہننے اور نکالنے کا طریقہ ذکر فرمایا ہے نعل شریف کا نقشہ اور اس کے برکات و فضائل حضرت حکیم الامتہ مولانا شرف علی صدیقی صاحب دہلوی کے رسالہ زاد السعید کے اختیارات مذکور ہیں حسب تفصیل مقصود ہے اس میں دیکھ لے محقر یہ ہے کہ اس کے خواص بے انتہا ہیں غلے بار بار پتھر سے گئے ہیں حضور کی زیارت میسر ہوتی ہے ظالموں کی خات حاصل ہوتی ہے ہر اعزہ ہنری میسر ہوتی ہے غرض ہر مقصد میں اس کے توسل سے کامیابی ہوتی ہے طریق توسل بھی اسی میں مذکور ہے امام ترمذی نے اس باب میں گیارہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

لہ دحیة بکسر اول عند الجہور وقیل لقمہ صحابی مشہور ذوجہا لحق کان بان جبریل فی صورتہ کثیراً ووجہہ لقمہ ۱۲

۱۲ وقال اسرائیل هو من کلام الترمذی فان کان من قبل نفسه فهو معلق وان کان من قتیبة فلا۔ ۱۲

۱۲ الشیبانی بمعجمۃ وحتیة و موحدة نسبة الی شیبان قبيلة معروفة فی بکر بن وائل ہوشیہ بن جمیل بن ثعلبة قالہ السمعانی والغرض ان ابی اسحاق هذا الیس یسبغہ کما یوہمہ کون اسرائیل الراوی من ولد۔ ۱۲

۱۲ اس رسالہ کی قیمت ۲ روپے ۲۰ پیسے تھانہ بخاشی سہارنپور سے طلب کیجئے



لا يتبرأ مني أبى يلبسها بعد

الوضوء ورجلا و رطبтан كما

في الجسم والمشاركة التووي  
وقبل يتضاءل الحال في

النعل اختاره البحوري ١٢٤

١٤ التوأمة كالد حرجة

يقوم مائة وسكون وواو

ويعلم سميرة بنى امية لها  
حكمة سميت بذلك لانها

كانت مع اخت في بطن ١٣

السدي بمرحلة

مَصْرُومَةٌ فَهِيَ مَمْلُوكَةٌ  
مَكْسُومَةٌ لَيْسَ بِهَا الْمَالُ الْمَسْكُونَةُ

وَيُؤْتِيهِمُ الْيُسْرَىٰ وَإِلَيْهَا

اسماعيل بن عبد الرحمن

البيعه الملقاة برباب مسجد

اللوقة وهو السلي الكبير  
محفوظ في السلي

١٢ - الصغير

من مع والقسطنطين

لم أر التصريح باسمه

عطاء بن السائب ١٢٠  
هو قتيبة بن قيس هذا

السند مرسل ومنقطع

اسقاط الاعرج و ابى هوية

فَلَمْ يَلْمِ الْوَلَدَ لِمَا فَعَلَ  
فَلَمْ يَلْمِ الْوَلَدَ لِمَا فَعَلَ

لیسنہ نحوہ کہا ہوا المتعارف

عند المحدثين والفرق

بين الروايتين ان في

التأيب حصل لقييه  
العلم ١١

سورة التين

٥٠

110

11

Page 10

رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس النعل التي ليس فيها شعرون ويتوضأ بها فانا  
احب ان البسه احل ثنا اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق عن معمر عن ابن ابي  
ذئب عن صالح مولى التؤمة عن ابي هريرة قال كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم  
عليه وسلم قبل ان حل ثنا احمد بن منيع ثنا ابو احمد اناسفان عن السدوسي  
حل ثني من سمع عمرو بن حريث يقول رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس  
في غلغلين مخصوفتين حل ثنا اسحق بن موسى الانصاري انا ما لك عن  
ابي الزناد عن الازهرج عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يمشين  
احدكم في نعل واحد لينعلهما جميعا ولا يحفرهما جميعا حل ثنا قتيبة عن  
مالك بن ابي الزناد نحوه حل ثنا اسحاق بن موسى انا ما لك عن ابي الزبير

نمبر ابوہریرہؓ بھی یہی نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیں شریف کے دو قسم تھے  
نمبر ۱۔ عموں حریمت فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جو توئیں غاڑ پڑھتے  
ہوئے دیکھا ہے جن میں دوسرا حجاز اسلا ہوا تھا ف یعنی اسکی تکی دوہری تھی اور پیچھے دو تہ چڑ کی تھی، یا یہ  
مطلب ہے کہ ٹوٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے چترہ کا پیوند لگے ہوئے تھے اس کو کسی نے شعر میں لکھا ہے ۔  
سمجھ لو نام ہے مضاف اُس کا ۔ سلا ہو جس میں باہم جرم دوہرا ۔

نمیبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتہ پہنکر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلے یا دونوں نکال دے۔ اس حدیث کو متعاملین میں ذکر کرنے سے بھی یہ ہی مقصود ہے کہ حضور کی عادت شریفہ ایک جوتہ پہننے کی نہیں تھی، سنا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو منع فرماتے ہیں تو خود ایسا کامیہ کو کرتے بظاہر اس حدیث میں مخالفت سے مقصود عادت ایسا کرنا ہے لہذا اگر کسی عارض کہو جہ سے ٹھوڑی بہت دیر ایسے چلے مثلاً جوتہ لوٹ جاوے یا کوئی اور عارض پیش آجائے تو کچھ مسائقہ نہیں اس میں ہمیشہ کے ذیاء میں علمائے ایک موزہ اور ایک استین پہن کر بھی داخل فرمایا ہے، غرض معتاد طریقہ ہر چیز کو پہننا چاہئے، تکلف اور بے تمیزی سے استرازا چاہئے۔۔



عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ان یأکل یعنی الرجل بشمالہ او یمشی فی  
لعل واحد حل ثنا قتیبہ عن مالک وانا اسحاق بن موسی انا معن انا مالک  
عن ابی الزناد عن الاعمرج عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا  
انتعل حل کمر فلیبد بالیمین واذ انزع فلیبد بالشمال فلتکن الیمنی اولہما  
تتعل وانزعہما فتزع حل ثنا ابو موسی محمد بن المنفی انا محمد بن جعفر انا  
شعبۃ ثنا اشعث وھو ابن ابی الشعثا عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ  
عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الیمین ما استطاع فی تجل وتعلہ  
وطہرۃ حل ثنا محمد بن مرزوق ابو عبد اللہ ثنا عبد الرحمن بن قیس ابو معاویۃ ثناء  
ھما عن محمد بن عن ابی ہریرۃ قال لعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان  
والی بکر عمر رضی اللہ عنہما واول من عقد عقد واحد عثمان رضی اللہ عنہ  
۱۰۰ جعل قبل الا واول ۱۰۰

لہ یعنی نداد تظلیعی ابو  
الزبیر او من دونہ منسینا  
اللفظ الشیم والرجل  
لیس بلعقل عن المرأة  
بل المراد الشخص بطریق  
العموم ۱۲

لہ ابو موسی ھو محمد  
ابن المنفی انا کورفانی  
بعض النسخ من لفظ نا  
وینہا غلط ۱۲

لہ وھو ابن الخ الغرض  
ان شعبۃ اقتصر علی لفظ  
اشعث فقط فزاد بعض

من دونہ نسبة ۱۲  
لعل فی تجل ذکر الثنتی لیس  
للحصول للامشارة الی انہ  
کان یراعی الیمین من  
الفرق الی القدم فی باب  
العبادات والحداد ۱۰

نمب ۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا  
ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھلے یا ایک ہوتہ پہنے۔ ۱۰  
نمب ۹ ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص  
تم میں سے ہوتہ پہنے تو دائیں سے ابتدا کرنی چاہئے اور جب نکلے تو بائیں سے پہلے نکلے واپس پاؤں  
پہننے میں مقدم ہونا چاہئے اور نکلنے میں موخر و چونکہ ہوتہ پاؤں کے لئے زینت ہے اسلئے بزرگ  
پاؤں میں رہنا چاہئے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ہی ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت ہو اس کے پہننے میں  
دائیں کو مقدم کرے اور نکلنے میں بائیں کو جیسے کرتہ یا جامد چکن وغیرہ۔ ۱۰  
نمب ۱۰ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپے نکلی کرتے میں اور ہوتہ پہننے  
میں وراعتہ و ضرکے وہو نے میں حتی الوسع دائیں سے ابتدا فرمایا کرتے تھے و ابن تین کی تخصیص  
نہیں بلکہ ہر چیز کا یہی حکم ہے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا۔ ۱۰  
نمب ۱۱ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے

## باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا قتیبہ بن سعید وغیرہ واحد عن عبد اللہ بن وہب عن یونس بن عبد شہاب عن انس بن مالک قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ورق وکان قصہ حبشیا حدیثنا قتیبہ أنا ابو عوانہ عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> <sup>بجلیث اولہ ہوا مائش فیہ لاسم ۱۲۰</sup> اخذ خاتما من فضة کان یختتم بہ ولا یلبسہ قال ابو عیسیٰ الباقی

۱۔ ذکر کردہ لفظ ذکر للنبیہ  
۲۔ تہنہ من الترحیمہ من  
الترجمۃ المتقدمۃ فان  
المراد فی الاولی فی البضعة  
۳۔ الناشرة عند الکشف  
والمراۃ عند الطابع الذی  
یختتم بہ الکتاب فی لفظ  
الخاتم خمس لغات وقیل  
ختموا لا یضم کسوا التاء ۴

تھے ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہما کے ہوتے ہیں بھی دوسرا تسمہ تھا، ایک تسمہ کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے فغالبا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کیا تاکہ دوسروں کا ہونا ضروری نہ خیال کر لیا جائے۔

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر

ف اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا ٹیکہ حبشی تھا ف چاندی کی انگوٹھی جمہور کے نزدیک ہائز ہے باقی جہیل بوجہ وغیرہ کی حنفیہ کے نزدیک ہائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً انگوٹھی نہیں بنوائی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ سلاطین عجم بغیر مہر کے خطوط کی قدر نہیں کرتے اور یہی خطوط سلاطین کے پاس ارسال کرتے شروع فرماتے تو مسیحاؑ میں مہر بنوائی اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں کہ انگوٹھی کا کیا حکم ہے بعض علمائے مطلقا سنت فرمایا ہے بعض علماء نے غیر سلطان اور قاضی کے لئے مکروہ بتلایا ہے علماء حنفیہ کثر اللہ تعالیٰ جمعہ ہوں و شکر سب سے ہر تحقیق شامی کے قول کی موافق یہ ہے کہ بادشاہ قاضی متولی وغیرہ فرض جنہ مہر کی ضرورت پڑتی ہو انکے لئے سنت ہے اور انکے غیر کے لئے مہل ہے مگر ترک افضل ہے۔

**منہ** حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اس سے خطوط وغیرہ مہر فرماتے تھے پینتے نہیں تھے ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی کو پہننا روایات متعدده سے ثابت ہے اسلئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث

تھناک نومی

اسمہ جعفر بن ابی وحشیہ حل ثنا محمود بن غیران انا حفص بن عمر بن  
عبید هو الطناقی انا زہید عن حمید عن انس قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم من فضة فصہ من حل ثنا اسحاق بن منصور انا معاذ بن ہشام ثنی ابی  
عن قتادة عن انس بن مالک قال لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتب بالیوم  
قیل لہ ان العجم لا یقبلون الا کتابا علیہ خاتم فاصطنع خاتما فکان انظر الی بیاضہ  
فی کفہ حل ثنا حمید بن یحیی انا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی ابی عن ثمامہ  
عن انس بن مالک قال کان نقش خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد سطر

لہ الطناقی سببہ الخافض  
جمعہ طنفستہ لضم اولہ  
وقالہ کسرہما کسر الاول  
وقم الثالث بساط لضم  
ای ویرسب الیہا لا نہ  
کان یعملہا ویرسبہا ۱۲  
لہ فاصطنع من باب قولہم  
بنی الامیر المذینہ والصابغ  
کان یعملہ بن اُمیہ ۱۳  
لہ ثمامہ بضم المثلثۃ  
وتخفیف میمہ هو عمر  
عبد اللہ الراوی ۱۴

کی علمائے چند تو جہات فرمائی ہیں بعض نے یہ تو جیہ کی ہے کہ مقصود استمرار ہے کہ ہمیشہ نہیں پہنتے تھے  
بعض کی رائے ہے کہ حضور کی دو انگوٹھیں تھیں ایک یہ مہروالی اس کو مہر کے کام میں لاتے تھے اور دوسری  
نہیں تھے دوسری پہننے کے استعمال میں لائے ایسے ہی اور بھی مختلف طریق سے جمع کیا گیا۔  
نمبر ۳۳ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی  
اُسی کا تھا، ف یہ حدیث بظاہر اُس روایت کے خلاف ہے جس میں نگینہ وارد ہو ہے جو لوگ انگوٹھیں  
قائل ہوئے ہیں وہ خود اس حدیث کو بھی دوہونے پر قریب نہ تھے ہیں چنانچہ بیعتی وغیرہ کی یہی رائے ہے  
اُنکے نزدیک تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جو حضرات ایک انگوٹھی کے قائل ہیں وہ ان دونوں میں سطر جمع  
فرماتے ہیں کہ ہشتی ہو نیکیے معصیہ ہیں کہ ہشتی رنگ یا ہشتی طریقہ کا تھا یا اس کا بنام اولا ہشتی تھا۔

نمبر ۳۴ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل عجم کو تبلیغی خطوط  
لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ چھ ملا مہروائے خط کو قبول نہیں کرتے اسلئے حضور نے انگوٹھی بولائی  
جسکی سفیدی گویا اب میری نظر دیکھنے سے پھر رہی ہے ف اس باخیر جملہ سے اس قصہ کے خوب یاد رہنے  
کی طرف اشارہ ہے، اور سفیدی سے اُس کے چاندی کی ہونے پر اشارہ ہے۔

نمبر ۳۵ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ  
تھا، اس طرح کہ محمد ایک سطر میں تھا رسول دو سطر میں لفظ اللہ تیسری سطر میں۔

ورسول سطر واللہ سطر حمل ثنائہ بن علی الجہضمی ابو عمرو انبانا زحر بن قیس  
 عن خالد بن قیس عن قتادة عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتب لی کسری  
 وقصور النجاشی فقیل لہ المہم لا یقبل ان کتابا الا بخاتمہ فصاغر رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم خاتمہ حلقہ فضیة ونقش فیہ محمد رسول اللہ حمل ثنائہ اسحاق بن  
 منصور انبانا سعید بن عامر والحاج بن مہال عن ہمام عن ابن جریر عن الزہری  
 عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ

سہ الجہضمی بفتح الجیم  
 وسکون الہا وفتح الضاد  
 المہمة فی اخرہ مہم  
 للجہضمہ محلة بالبعوۃ  
 وتلك المحلة تنسب الی  
 الجہضمہ بطن من الازد

۱۲ - ۱۳

۱۵ ابن جریر کلمہ  
 ابو داؤد علی هذا الحدیث  
 وقال حدیث الحدیث منکر  
 والوہم فیہ من ہمام ولم  
 یروہ الا ہمام وقال لمص  
 فی جامعہ حسن صحیح غریب  
 وقال الحاکم فی مستدرک  
 صحیح علی شرط الشیخین  
 وصحیح ابن حبان قالہ  
 القاری قلت وانشأخ  
 الحدیث فی الکلام علی  
 هذا الحدیث تقاریر  
 بسیطة لا یسعہا هذا  
 المختصر ویسطر شیئا حضور  
 الشیخ فی بذل المجہود محل  
 ابی داؤد فارجع الیہ

۱۴

نمب ۱۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری اور قیصر اور  
 نجاشی کے پاس تبلیغی خطوط لکھنے کا قصد فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بدرون مہر و خطوط  
 کو قبول نہیں کرتے اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہربوئی جس کا حلقہ چاندی کا تھا  
 اُس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا ف کسری ملک فارس کے بادشاہ کا لقب اور قیصر ملک روم  
 کے اور نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا کسری شاہ فارس کے پاس حضور نے اپنا والا نامہ عبد اللہ بن  
 حذافہ سہمی کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا کسری نے آپ کے والا نامہ مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حضور نے مشکر  
 فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ اُس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، شاہ روم  
 کے پاس وحیہ کلی کے ہاتھ لکھی نامہ اقدس ارسال ہوا وہ باوجود تین نبوۃ کے ایمان نہیں لایا نجاشی شاہ  
 حبشہ کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ خط لکھا جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، یہ وہ  
 نجاشی نہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جب حضور نے صلوة الجنازہ پڑھی، یہ اور نجاشی ہیں۔ ان کے  
 اسلام کا حال جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے معلوم نہیں ہوا۔

نمب ۱۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت النخلا  
 تشریف لیجائے تو اپنی انگوٹھی نکال کر تشریف لیجاتے ف چونکہ اُس میں اللہ جل جلالہ تم نوٹہ کا اسم تشریف  
 لکھا ہوا تھا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہنے ہوئے استنجے نہ جاتے تھے اسی بنا پر علمائے  
 اُس انگوٹھی کو پہنے ہوئے پاخانہ جانیکو مکروہ لکھا ہے جس میں کوئی متبرک نام یا عبارت ہو۔



ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس خاتمه فی یمینہ حل ثناء محمد بن یحییٰ  
 انا احمد بن صالح ثناء عبد اللہ بن وہب عن سلیمان بن بلال عن شریک بن عبد اللہ  
 بن ابی ذر نحو حدیث ثناء احمد بن منیع انا یزید بن ہرون عن حماد بن سلمة  
 قال رأیت ابن ابی رافع یختتم فی یمینہ فسألت عن ذلك فقال رأیت عبد اللہ بن  
 جعفر یختتم فی یمینہ وقال عبد اللہ بن جعفر کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یختتم فی  
 یمینہ حل ثناء یحییٰ بن موسیٰ انا عبد اللہ بن نمیر انا ابراہیم بن الفضل عن  
 عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن عبد اللہ بن جعفر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان

یلبس یحییٰ بن موسیٰ کذا  
 فی المکتوبۃ والثناء للفقہ  
 الثلثۃ وهو الصواب فما  
 فی النسۃ لہند یتعمد  
 بن یحییٰ خلط لیس فی روات  
 الصحاح احادیث سمع موسیٰ  
 بن یحییٰ فتامل ۱۲، ۱۷

ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے اس بارہ میں روایات  
 مختلفہ وارد ہوئی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے یا بائیں میں بعض علماء  
 محدثین اس میں ترجیح کی طرف مائل ہوتے ہیں چنانچہ امام بخاری و امام ترمذی وغیرہ کی رائے یہی ہے  
 کہ دائیں ہاتھ میں پہنتے کی روایات راجع ہیں بعض علمائے اسطرح جمع کیا ہے کہ کثرت اسے دست مبارک  
 میں پہنتے اور گاہے گاہے بائیں میں بھی پہنتے تھے علماء کے درمیان میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ انگوٹھی  
 کوئے ہاتھ میں پہنا افضل ہے، خود علماء حنفیہ میں بھی اختلاف ہے بعض نے بائیں ہاتھ میں پہننے کو افضل  
 بتلایا ہے اور بعض نے دونوں مساوی بتلایا ہے شامی نے یہی رد قول لکھے ہیں ماعلیٰ قاری نے حقیقہ کا  
 ایک قول دائیں کے افضل ہونے کا لکھا ہے لیکن مذہب کے لحاظ سے راجح وہی قول ہے جو علامہ شامی کی  
 تحقیق ہے، امام نووی نے دونوں میں بلا کر بہت جائز ہونے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے، مالکیہ نے بائیں ہاتھ میں  
 پہننے کو افضل بتلایا ہے الغرض، عادیث کئی دونوں فضائل ہیں اور علماء بھی ترجیح کے اعتبار سے دونوں طرح کے  
 نمبر ۲ حدیثیں مسلمہ کہیں کہیں نے عبد اللہ بن ابی رافع کو دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا  
 میں نے اسے اس کی ہر پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر کو دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا اور یہ  
 کہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے،

نمبر ۳ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم



یتختم فی یمینہ حل ثنا ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ انا عبد اللہ بن میمون عن جعفر ابن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حل ثنا محمد بن حمید الرازی ثنا جریر عن محمد بن اسحاق عن الصلت ابن عبد اللہ قال کان ابن عباس یتختم فی یمینہ ولا اخالہ الا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی یمینہ حل ثنا ابن ابی عمرونا سفیان عن ایوب بن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحن خاتما من فضة وجعل فصہ مما علی کفہ ونقش فیہ محمد رسول اللہ ونحی ان ینقش احد علیہ وهو الذی سقط من معقیب فی بدر اریس حل ثنا قتیبة بن سعید قال انا

سہ اخالہ ہو یکسہ المہمزة  
افصح من فقہا ای لا افنہ  
والظاہر ان مقولہ الصلت  
سہ علیہ ای علی وفی هذا  
النقش لئلا یلتبس ختمہ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
یتختم الخیر وما قبل ان نقش  
خاتمہ معاذ کان حکم الجمل  
علی قبل الذی او علی بصل  
وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہذا کلمہ علی تقدیر ثبوتہ  
والا فہو لم یثبت عند  
المحدثین صحیحہ الیہور

داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ “

**منبر ۱** رابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ “

**منبر ۲** رابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور مجھے جانتا تھا کہ یہ کہہ کر تے تھے کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی دائرہ ہاتھ میں پہنتے تھے۔ “

**منبر ۳** رابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پانڈی کی انگوٹھی بنوائی اسکا ٹیٹہ پہل کی جاسا تھا اس میں محمد رسول اللہ کنہہ کہایا تھا اور لوگو کو منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر یہ کنہہ نہ کرائے یہ وہی انگوٹھی تھی جو معقیب حضرت عثمان کے زمانہ میں اریس میں لگائی تھی حضور نے اور لوگوں سے منع فرمایا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کمال اتباع میں اگر یہی کنہہ کرا لیتے تو حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر و سروں کی مہر کے ساتھ مخلوط ہو جاتی، معقیب ایک صحابی تھے جو حضور و روکائات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے انگوٹھی کے محافظ تھے حضور کے زمانہ میں بھی جن اوقات میں کہ حضور انگوٹھی پہنے ہوئے نہیں ہوتے تھے اُس وقت میں معقیب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہتی تھی ایسی ہی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دہ میں رہا، اور ایسی ہی حضرت عمر فاروق

لہ کان الحسن لعل غرض المص

ترجمہ مسائل نبوی: بایرادھن الاخر علی خلاف

ترجمہ اشارۃ الی مشن مذکور

حاتم بن اسمعیل عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال کان الحسن والحسین رضی اللہ عنہما یتماثلان فی یسارہما حدیثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انما محمد بن جیسو و  
ابن الطہا عن شاعباد بن العوام عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن انس  
بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تختم فی یمینہ

رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت میں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی صورت تھی، اسی دو راغبین کے تہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا، اس سے یہ کہہ کر اس حالت میں انگوٹھی گری اور کنوئیں میں جا پڑی، اس میں روایات مختلف ہیں کہ وہ حضرت عثمان کے پاس سے گری۔ یا حضرت حقیقہ کے پاس سے علمائے یہی صورت جمع کی توجیز فرمائی ہے جو اوپر لکھی گئی، اس صورت میں دو قول روایتیں صحیح ہیں اس لئے کہ جب درمیان میں گری تو اس کی نسبت ہر ایک کی طرف صحیح ہے، **منہ** کے نام مہر باقر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے یہ حدیث امام ترمذی کے ترجمہ الباب کے خلاف ہو گئی اس لئے کہ باب راستہ ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا مستحق فرمایا تھا، اس کی توجیز یہ کی جا سکتی ہے کہ مقصود اس قسم کی روایات سے ہے کہ اس باب میں بہت سی روایات اس کے خلاف ہیں اشارہ اس کے ضعف کی طرف ہے جو ناچیز کے نزدیک باب میں راستہ ہاتھ کی قدیم بیان، فضیلت کے لئے ہے اور اس نوع کی روایات بیان جواز کے واسطے،

بعض اکابر نے یہ بھی توجیز فرمائی ہے کہ ترجمہ میں حسب علت محدثین کا نام فی یسارہ محذوف ہو چکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے یا بائیں میں تو جیسے کوئی روایت ترجمہ کے غیر مطابق ہوگی **منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم راستہ ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے امام ترمذی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں صحیح نہیں۔

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا روایات متعدد سے ثابت ہے، راستہ ہاتھ کی روایات اس باب میں گزر چکی ہیں اور بائیں ہاتھ کی روایات بھی ابوداؤد

اولی ان ہذا موقوف  
والروایات المرفوعہ عنہما  
باللبس فی الیمین قال اللہ  
قلت لکن یفعل علیہ فی  
المصنف ہذا الحدیث  
فی جامعہ قال ابو عبد اللہ  
فی فرض المصنفان ہذا  
الحدیث روای موقوف  
یفعل ہما، فوفاً بلط کات  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم و ابو بکر و عمر و علی  
والحسن والحسین یفعلون  
بالیسار الخرجہ الیہ فی  
الادب ابوالشیخ فی الاخلاق  
فغرض المصنف ہذا کہ ہذا  
الموقف ترجمہ علی المرفوع  
واللہ اعلم و ہذا کلام  
علی تقیید الترجمة الیہ  
واما علی الطریق فلا حاجة  
لہ کہما تقدّم ہذا الاثر  
منقطع لان محمد الباقر  
لم یکن الحسن والحسین  
قالہ القاری وبتعلیلنا  
وقیل مرسل باقتبال الحسن  
ویکن الاتصال باعتبار  
الحسین فتامل - ۳ -  
سہ الطباع بتقدیر الحدیث  
ای الحاکم ونفاش  
الحاکم قالہ القاری - ۱۲ -

ولیس یضاعت احد  
من الشیام الثلاثة کما  
یظهر من کلامهم الا انهم  
تفاوتوا عن جامع المصنف  
وعرضه کما یظهر من کلام  
القاری ان حدیث الشیر  
فی المختوم فی الیمین والمختوم  
فی الیسار لا یصح من هذا  
الطریق والا فقل صح من  
طریق اخری المختوم فی یمین  
وقد اخرج مسلم وطریق  
حماد بن سلمة عن  
ثابت عن انس قال کان  
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم  
فی هذه وأشار الی المختوم  
الیسوی انقی قلت وما  
یخطر فی البال ان عرض  
المصنف علیہ اخرجہ  
بالترجمہ فی روایات انس  
فی هذا الباب فان الذین  
رواؤا هذا الحدیث عن  
انس مختلفون متفقون ثابت  
البنانی وتمامہ وحمید  
وشربک وحماد بن  
صہیب کما ذکرھا العیفی  
فی شرح البخاری ۱۲

قال ابو عیسیٰ عن احد یث غریب لا نعرف من حدیث سعید بن ابی عروبة  
عن قتادة عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو هذا الا من هذا الوجه روى  
بعض اصحاب قتادة عن قتادة عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تخطم فی سارہ  
وهو حدیث لا یصح ایضاً حدیثنا محمد بن عبد المجاری ثنا عبد الرحمن بن ابی  
حازم عن موسی بن عقبہ عن ناظم عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم خاتماً من ذهب فکان یلبس فی یمینہ فاتخذ الناس خواتم من ذهب  
فطرحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کالبسک ابد فطرح الناس خواتمہم  
**باب ما جاء فی صفة سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

و مسلم وغیرہ میں موجود ہیں چنانچہ نووی نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح بتلایا ہے لیکن محدثین کا قلعہ یہ  
ہوتا ہے کہ باوجود مثن حدیث کے صحیح ہونے کے اگر کوئی سند قواعد محدثین کے موافق نہیں ہوتی تو  
اس خاص سند پر کلام فرماتے ہیں یہی مقصود امام ترمذی کا اس جگہ ہے۔۔۔  
**منہ** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سوئی انگوٹھی  
بنوائی جب کو اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے صحابہ نے بھی اتباعاً سونے کی انگوٹھیں بنوائیں حضور  
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے بعد وہ انگوٹھی پھینک دی اور یہ فرمایا کہ میں اسکو کبھی نہیں پہنوں گا۔  
ف سونا ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر مردوں کے لئے حرام ہو گیا اُسکی حرمت نہ جہور کا اتفاق ہی امام  
نووی نے اُسکی حرمت پر عمل نقل کیا ہے فقہی بحث اس مسئلہ میں طویل ہے جسکایہ محل نہیں۔۔۔

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا بیان**  
ف علماء کہتے ہیں کہ امام ترمذی نے انگوٹھی کے بعد اسنے ذکر کیا کہ حقیقت اس سے ایک خاص نظام  
اعمل اور دستور السلطنت کی طرف اشارہ ہے کہ ان سلیخی خطوط سلطین کے پاس رسال کی جاویں  
اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو منافع دیں اور دنیوی کے مالک ہیں ہی ورنہ پھر وہ اور تلوار حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند تلواریں ہیں انکے خاص خاص نام تھے سب سے پہلی تلوار انگوٹھی کی وراثت

۱۰۰۰ قبیعة نفقہ القاف وکسوا المومنین ما علی راس مقبض السیف من فضہ او حد یلے علیہ ما قالہ الجوهري وقيل غیر ذلک انما قالہ  
 ۱۰۰۰ سعید بن ابی الحسن ہوا نحو الحسن البصری تابعی فالحدیث مرسل ۲۰۰ حدیث ابن ابی ہریرہ کہ کفران ہو محمد  
 ترجمہ شامل ترمذی بن ابی ہریرہ بن حدیث مرسل ۱۰۰۰ منسوب الی حدیث ۱۰۰۰

۱۰۰۰ حدیث ثناء محمد بن بشار انا وھب بن جریر انبا نا ابی عن قتادة عن انس قال  
 ۱۰۰۰ کان قبیعة سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضة حد ثناء محمد بن بشار  
 ۱۰۰۰ انا معاذ بن ہشام فقی ابی عن قتادة عن سعید بن ابی الحسن قال كانت قبیعة  
 ۱۰۰۰ سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضة حد ثناء ابو جعفر محمد بن  
 ۱۰۰۰ صدران البصری انا طالب بن حجر عن یحییٰ بن عبد اللہ بن سعید  
 ۱۰۰۰ عن جدہ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکة یوم الفتح وعلی سیفہ  
 ۱۰۰۰ ذهب فضة قال طالب فسالتہ عن الفضة فقال كانت قبیعة السیف فضة  
 ۱۰۰۰ حد ثناء محمد بن شجاع البغدادی انا ابو عیدہ الحدیث عن عثمان بن سعد  
 ۱۰۰۰ عن ابن سیرین قال صنعت سیفی علی سیف سمرة بن جندب وزعم سمرة  
 ۱۰۰۰ قال القاری الا یحارص  
 ۱۰۰۰ ما تقر من حرمة بالذهب  
 ۱۰۰۰ لان حدیث الحدیث ضعیف  
 ۱۰۰۰ وادعیہ الجواب بان حدیث  
 ۱۰۰۰ قبل ورودہ انہی عن حدیث  
 ۱۰۰۰ الذهب لان تجویہ کان  
 ۱۰۰۰ قبل الفتح علی ما نقلہ  
 ۱۰۰۰ قلت (احاجة الی الجواب بعد  
 ۱۰۰۰ ان قال فیہ بن القطان  
 ۱۰۰۰ ضعیف (احسن) وقال  
 ۱۰۰۰ ابو حاتم منکر قال فی المیزان  
 ۱۰۰۰ صدق ابن القطان  
 ۱۰۰۰ وھذا منکر وقال ابو یوسف  
 ۱۰۰۰ ھذا حدیث الثوری  
 ۱۰۰۰ بحجة و ذکر ابن عبد البر  
 ۱۰۰۰ فی استیعابہ انہ لیس  
 ۱۰۰۰ بقوی ۱۲

حدیث ثناء محمد بن بشار انا وھب بن جریر انبا نا ابی عن قتادة عن انس قال  
 کان قبیعة سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضة حد ثناء محمد بن بشار  
 انا معاذ بن ہشام فقی ابی عن قتادة عن سعید بن ابی الحسن قال كانت قبیعة  
 سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضة حد ثناء ابو جعفر محمد بن  
 صدران البصری انا طالب بن حجر عن یحییٰ بن عبد اللہ بن سعید  
 عن جدہ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکة یوم الفتح وعلی سیفہ  
 ذهب فضة قال طالب فسالتہ عن الفضة فقال كانت قبیعة السیف فضة  
 حد ثناء محمد بن شجاع البغدادی انا ابو عیدہ الحدیث عن عثمان بن سعد  
 عن ابن سیرین قال صنعت سیفی علی سیف سمرة بن جندب وزعم سمرة

میں آپ نے اپنے والد سے پانی پتھی ایک کانام قضیب ورا یک کا قاضی ایک کاتب الایکاد و الفقار وغیرہ  
 وغیرہ تھا امام ترمذی نے اس باب میں چار حدیثیں نقل فرمائی ہیں ۔۔۔

منہ ۱۰۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ  
 کی ٹوپی چاندی کی تھی و علامہ بخاری نے لکھا ہے کہ یہ ذوالفقار کا کر ہے فتح مکہ میں حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے پاس یہی تلوار تھی ۔۔۔

منہ ۲۰۰ سعید بن ابی الحسن نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس کی قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی ۔۔۔  
 نمبر ۳۰۰ مزید جو ہو سکے مانا ہیں کہ یہ تلوار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے  
 تو حضور کی تلوار پر پونا اور چاندی تھا، طالب جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے  
 استاد سے پوچھا کہ چاندی کس جگہ تھی انھوں نے فرمایا کہ قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی و تلوار میں نالگانا  
 جوہر کے نزدیک جائز نہیں اور اس حدیث سے اسنے استدلال نہیں ہو سکتا کہ حدیث نے اسکی تضعیف  
 فرمائی تھی کہ ابو حاتم وغیرہ منکر بتلایا ہے البتہ چاندی کی ٹوپی وغیرہ جیسا کہ پہلی روایت میں آیا جائز ہے،  
 نمبر ۴۰۰ ابن سیرین کہتے تھے کہ میں نے اپنی تلوار سے قتل تلوار کے موافق بنوائی اور وہ کہتے تھے کہ

انہ صنع سیفہ علی سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان حنفیا حل ثلثا عقبہ  
 بن مکرم البصوی ثنا محمد بن بکر عن عثمان بن سعد بن ابراہیم بن الاسناد نخوع  
**باب واجاء فی صفة درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
 حد ثنا ابو سعید عبد اللہ بن سعید الاشجری قال یونس بن بکر اننا سمعنا ابن اسحاق  
 عن یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن اجدہ عبد اللہ بن الزبیر عن الزبیر  
 ابن العوام قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد رعان فی الصفۃ فلم یستطع  
 فاقعد طلحۃ تحتہ فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی استوی علی الصفۃ قال فسمعت  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحۃ حد ثنا ابن ابی عمر ثنا سفین بن  
 ای الخیرۃ ۱۲  
 یحییٰ بن یحییٰ ۱۳

لہو وکان حنفیا مقولہ  
 ابن سیرین علی ارسال  
 او مقولہ سمعہ عن اذ  
 ارجع الضمیر الی سیفہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ویمثل ان  
 یكون المراد بہ سیف سمۃ  
 فیکون من کلہ ابن سیرین  
 لا غیر ۱۰ ۱۲

لہ مکرم ببناء المجهول من  
 الاکرام قالہ القاری قال  
 المناوی وروہم من جعلہ  
 ببناء الفاعل ۱۱ ۱۲

لہ صفة درع مجذوف  
 المضاف ای صفة لبسہ  
 ہویدل مہملہ مکسورۃ  
 فراء ساکنۃ جتہ من حدیث  
 تصنع حلقات حلقات لبس  
 للحرب ۱۰ ۱۲

ان کی تلوار حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ڈھنگ پر بنوائی گئی ہے اور وہ قبیلہ بنو حنیفلہ کی تلواروں  
 کے طریق پر تھی و بنو حنیفلہ ایک قبیلہ ہے عرب کا بنو تلواروں کے عمدہ بنائے میں مشہور ہے، یہ سب لوگ  
 یکے بعد دیگرے حضور کے اتباع میں ویسی ہی تلوار بناتے رہے۔

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ کا بیان

و حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات ذرہ تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں، ذات الفضول  
 اپنی وسعت کی وجہ سے اس نام کے ساتھ مشہور تھی اور یہ ہی وہ ذرہ ہے جس کا قصہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے  
 جو ابوالشعم یہودی کے پاس رہیں تھی اور باقی چھ کے نام یہ ہیں، ذات الخواشی، ذات الوشلح، فضہ، سخرہ  
 بترہ، خرقہ۔ اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

**مبدا** حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر ا حد  
 کی لڑائی میں دو ذرہ تھیں (ایک ذات الفضول دوسری فضہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
 چٹان کے اوپر چڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر وہ اونچی تھی اور دو ذرہ ہوں گا ورنہ نیز غزوہ احد میں وہ تکلیفیں  
 جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں تھیں کہ جن کی وجہ سے چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا۔ غرض  
 ان وجہ سے حضور اُس چٹان پر نہ چڑھ سکے اسلئے حضرت طلحہ کو بھیجے بھاگ ان کے ذریعہ سے اُس چٹان پر

عیسینہ عن یزید بن خصیفہ عن السائب بن یزید ان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کان علیہ یوم احل درہان قد ظاہر بینہما  
**باب ماجاء فی صفة مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
 حد ثنا قتیبہ بن سعید ثنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن النبی بن مالک  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل ہیکۃ وعلیہ مغفر فقیل لہ ہذا ابن خطل متعلق  
 عنہما ۱۲

چڑھے، زہیر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے جنت و واجب  
 کر لیا ف جنگ اہل اسی کی حالت نہایت خطرناک تھی حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وہمہ  
 بعض لوگوں کو ہو گیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس و بچی جگہ اس لئے تشریف لے گئے تھے تاکہ سب  
 صحابہ حضور کو دیکھ کر مطمئن ہو جاویں اور بعض کا برے لکھا ہے کہ کفار کے لئے چڑھتے تھے حضرت طلحہ  
 رضی اللہ عنہ نے اُس دن کمال شجاعت سے حضور کا ساتھ دیا تھا حتیٰ کہ صحابہ نجیب غزوہ احد کا ذکر فرماتے تو  
 کہتے تھے کہ یہ دن تمام طلحہ کا ہے حضرت طلحہ نے اپنے آپ کو حضور کی ڈھال بنا رکھا تھا اسی سے زائد  
 زخم اُنکے بدن پر آئے اور حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا حتیٰ کہ اُنکا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔

**منہ** سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر جنگ احد  
 میں دو زخموں تھیں، جنکو تو توہین رکھا تھا ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزہ پہننا یہ حضور کے کمال  
 توکل کے منافی نہیں اس لئے کہ اول تو کمال سلوک خود صوفیہ کے یہاں بھی رجوع الی البدایت ہو دوسرے  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بیان تعلیم کے لئے تھا اور نیز بامنتال مرغزو اذکر کم کے لئے تھا۔

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کا ذکر،

ف، خود کو ہے کی ہنی، ہوئی ٹوپی ہوئی ہے جو لڑائی کے وقت سر کی حفاظت کے لئے اوڑھی جاتی ہے،  
 مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب  
 شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود قمی (حضور جب غوراً تارچکے اور اطمینان ہو گیا) تو کسی نے اگر غرض کیا

۱۲ خصیفہ بن عیسیٰ  
 وصاد مہملۃ مصغرا و  
 یزید بن عبد اللہ بن  
 خصیفہ منسوب لیزید  
 ۱۳ السائب بن یزید  
 مرسل فان سائباً ما یکن  
 فی احل وقل غوجہ  
 ابوداؤد عن رجل  
 ۱۴ ظاہر ای البساحۃ  
 فوق الاخری فیہ تعلیم  
 وانشاء جان التوقی من  
 الاعلاء (امینانی التوکل  
 والرضا والتسلیم) ۱۵  
 ۱۶ ابن خطل بمعجمۃ  
 فہمملۃ مفتوحۃ کان  
 اسمہ عبد العزی وکفی  
 مجد فاسلم فسمی عبد  
 وکتب لوی ۱۷ اسرا تذل  
 والعیاذ باللہ و قتل  
 مسلمہ و اتخذ جاریعین  
 تغنیان یجھان علیہما  
 والسرار فاحل ۱۸



باستار الکعبۃ فقال قتلوا حد ثنا عیسیٰ بن احمد ثنا عبد اللہ بن وہب ثنی  
مالک بن انس عن ابن شہاب عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
دخل مکة عام الفتح وعلی راسہ المغفر قال فلما نزع مجاء رجل فقال ابن خط

کہ یا رسول اللہ ابن خطل کعبہ پر پردہ پکڑے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اُس کو قتل کر دو حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں تو اہل مکہ پر ایک ایسی دہشت اور گھبراہٹ سوار تھی۔  
جس کی کوئی انتہا نہ تھی، نہ جہاں سے جہاں سے نہ بے رقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت اور نرمی  
کی وہ بہت یہ فرمادیا تھا کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو جاوے وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جاوے  
وہ مامون ہے وغیرہ وغیرہ، البتہ گیارہ مرد اور چھ عورتیں ایسی تھیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسو بہت  
کہ اُن کے جہیز نام قابل عفو تھے ان کے خون ہر کر دئے تھے انھیں سے بھی سات مرد اور دو عورتیں مسلمان ہو کر  
معا فی میں آگئے، باقی پانچ مرد اور پانچ عورتیں قتل کی گئیں، ہنجلہ اُن آٹھ کے ابن خطل تھا۔ یہ شخص اول مدینہ  
حاضر بکر مسلمان ہوا اور عبد اللہ نام رکھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قبیلہ کی نکوۃ لینے کے لئے  
اُسکو بھیجا اُس نے اپنے ایک مسلمان غلام کو اس جہیز میں جان سوار لاکر اُس نے کھانہ پکانے میں کچھ برکری  
تھی اور خود اس خوف سے کہ مدینہ منورہ لوٹا تو قصاصاً قتل کر دیا جان کا مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا آیا تھا وہاں پہونچ کر  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پہونچ کر تھا اور دو باندیاں کانیا لیں خریدیں جو حضور کے جوئے اشاعت اُسکو  
خوش کیا کرتی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنجلہ اُن آٹھ کے اسکا بھی خون ہر کر دیا تھا اسی کی یاد وجود  
بیت اللہ میں داخل ہوئی کہ اُسکو قتل کر دیا گیا، اسکے قاتل میں محدثین کے بہت سے اقوال ہیں کہ کس نے  
قتل کیا اس مدینہ میں ایک فقہی بحث بھی ہے کہ حدود قصاص حرم میں قائم ہو سکتی ہیں یا نہیں، مسئلہ  
تفصیل طلب ہے اور عام ضرورت بھی اس سے متعلق نہیں اسلئے اختصاراً ترک کر دیا گیا لیکن رسالہ چونکہ  
عام افراد کے لحاظ سے لکھا گیا کسی خاص جماعت کی تخصیص نہیں اسلئے ایسے موقع پر اسکو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ اگر  
علم دوست حضرات یا طلبہ میں سے کوئی دیکھے تو وہ اس تنبیہ کے بعد مراجعت مشائخ سے تحقیق کر لے۔

سہ رجل قال الحافظ لم  
اقف علی تسمیۃ وزعم  
الفاکھی فی شروح العمدة  
انہ فضیلۃ بن عبید بن  
بردة از سلمی قال المناوی

منہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں



ن المدنی

لہ الوراق بتشدید  
الرواہ بالقرۃ الورق اوصافہ  
او منسوب الی ورق الشجر  
قالہ القاری وقال السعفی  
اسم لمن یکتب الخفف  
وکتب الحدیث وغیرہا  
وینال من یمیم الورق  
بغیر ا د ۱۲  
عبداللہ بن عمر  
نسبۃ الی جدہ فانہ  
عبداللہ بن عبد اللہ  
ابن عمر ۱۲

تثنا سفیان عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حریث عن ابيه قال ایت  
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامۃ سوداء حل ثنا محمود بن غیلان و  
یوسف بن عیسیٰ قال ثنا وکیع عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حریث  
عن ابيه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس وعلیہ عمامۃ سوداء حل ثنا  
خرو بن اسحاق التمیمی انی ثنا یحییٰ بن محمد المدنی عن عبد الغزیز بن محمد  
عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اذا اعتم سدا لعمامتہ بین کتفیه قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذلک قال  
عبید اللہ ورایت القاسم بن محمد وسألتما یفعلان ذلک حل ثنا یوسف بن عیسیٰ

کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خود پر عمامہ ہونے میں کوئی بعز نہیں دونوں روایتیں بہو ملت جمع ہو سکتی ہیں  
نمبر ۲ عمر بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا ۔

نمبر ۳ عمر بن حریث رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک مرتبہ خطبہ پڑھا اور حضور کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا ف مشہور قول کے موافق یہ خطبہ فتح مکہ کا  
خطبہ ہے جو کعبہ کی چوکت پر کھڑے ہو کر حضور نے فرمایا تھا، لیکن بعض لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس قصہ  
میں بعض جگہ منبر کا لفظ آیا ہے اور فتح مکہ کا وہ خطبہ منبر پر نہیں تھا اس لئے مدینہ منورہ کا کوئی اور خطبہ  
جمعہ وغیرہ کا مراد لیا ہے ۔

نمبر ۴ کا بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کے  
شعلہ کو اپنے دونوں ہونڈھوں کے درمیان پچلی جانب ڈال لیتے تھے نافع یہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی کرتے دیکھا، عبید اللہ جو نافع کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانہ میں حضرت  
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ۔  
ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تشریف شعلہ کے بارہ مختلف رہی ہے، گلابی بے شعلہ چھوڑے

سہ ابن الغسیل منسوب الی حدیث

ابیہ ان عبد الرحمن ہذا اھو

ابن سلیمان بن عبد اللہ

ابن خطیۃ الغسیل

خطیۃ وانما القبط بہ لانہ

استشہد یوم احد جنبا

لکونہ لما سمع النفر لسم

یصل الغسیل فلما استشهد

رؤی الملائکۃ تغسلہ

عصاۃ وفی روایۃ

عمامۃ والعصاۃ ہی العصاۃ

والسماۃ بقیۃ الال لہم لہ

وسکون السایر لہم لہم

السوداء کما فی النسخۃ وقیل

السماء المظلمۃ باناسم

لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان

یکثر وہن شعرہ فصاۃ بہا

السموۃ من الشعر ۱۲

سہ الوردۃ کما فی النسخۃ

بالموجۃ والراء فمما فی بعض

النسخ من لفظ ابی ہریرۃ

غلط تغیر لوجہ فی بعض النسخ

بعلا ابی بردۃ لفظ ابیہ

وہو ابو موسی الاشعری

ولیس فی اکثر النسخ المکتوبۃ

والمطبوعۃ الا انہ جنم بہ

انما وی فی اصلہ والصواب

حدیث لان ما بردۃ وان شئت

روایتہ عن ابیہ وغالیثۃ

کلہما ما کن ہذا الحدیث

انخرج المصنف فی جامعہ

بحد السنن بعینہ بوداؤ

فی اللباس والنجاری فیہ

وفی الجہاد واخطیب فی

المشکوۃ وغیرہم ولیس عند

احد ہم لفظ عن ابیہ ۱۲

تثنا وکیع ثنا ابو سلیمان ورو عبد الرحمن بن الغسیل عن عکرمۃ عن ابن عباس

رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس وعلیہ عصاۃ وثیابا

**باب ماجاء فی صفۃ ازار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

حدیثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراہیم ثنا ابیوب عن حمیل بن یحیی

عن ابی بردۃ قال خرجت نینا عائشۃ رضی اللہ عنہا کساء ملبس اوامرا سدا

بھی عمامہ پہنتے تھے اور کبھی آگے دایکس ہا جانب کبھی پیچھے دونوں مونہ ہوں کے درمیان شملہ چھوڑتے تھے

کبھی عمامہ کے دونوں سرے شملہ کے طریقہ پر چھوڑ دیتے تھے ۔ ۱۰

**منہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ

پڑھا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ لٹکایا پکنی پٹی تھی یہ قسم حضور کے مرض الوقات کا ہے اُس

وقت حضور کے سر میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے پٹی باندھنا بھی موزع نہ ہو سکتا تھا اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے سر مبارک پر تیس کی زیادہ ماش ہوتی تھی جیسا کہ آئندہ آئے ہوا ہے اسلئے اُس پٹی کا پکنا ہونا

بھی قریب قیاس ہے اور سیاہ عمامہ تو ظاہر ہے اُس میں کسی قسم کا بے نین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت

شریفہ تھی ہی غرض علما اسکے مطلب میں دونوں طرف گزریں اور دونوں صحیح ہیں ۔ ۱۱

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنگی کا ذکر**

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تنگی باندھنے کی تھی یا جامہ پہننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف

فیہ ہے علامہ بخاری کی تحقیق کے موافق راجع قول چنتہ کا عدم ثبوت ہے البتہ یہ محقق کہ حضور کے پاس ہمچہ بود تھا

حتی کہ کہا گیا ہے کہ وصال کے بعد زمر میں بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر چار ذراع لانبی اور اڑھائی ذراع

اور ایک قول کہ موافق چہ فی ذراع لانبی اور تین ذراع اور ایک بانشت چوڑی بتانی جاتی ہے اور حضور کی تنگی چار ذراع

اور ایک بانشت لانبی اور دو ذراع چوڑی لکھتے ہیں اس باب میں مصنف نے چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

**منہ** ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک تنگی

تنگی دھلائی اور یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریفہ تنگیوں میں قبض کی گئی ف مواتہا کراؤضع

علیظاً فقال قبض روح رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذين حدثنك  
ابن عمارون أنا أبو داود عن شعبة عن الأشعث بن سليم قال سمعت عمي  
حدثني عن أبيه قال بينما أنا أمشي بالمدينة إذا النساء خلفي يقولن رفع الزمارك فإنه  
أتقوا بقي قالت فقلت فإذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله إنما  
هي بدرة ملحاء قال مالك بن أسوة فظنرت فإذا الزارز إلى نصف ساقه حدثنك  
ابن نصر بن شاذان عن أبيه عن المبرك عن موسى بن عبيدة عن أيأس بن سلمة بن

وسكون الراء بنت الاسود  
ابن خالد بن أبي القريب  
وقيل بنت الاسود بن خطلة  
لہ عمہا ای ۴۴ عمتہ شخص

ابن سلیم و اسمہ عیسیٰ بن  
خالد الحارثی سکن الکوفة  
واما ما قال الصمام ان  
الاعوامانی بعض النسخ  
ایہا ای عمر بن الخططہ  
فقد صحیح معرکہ لیس صحیحاً  
فی النسخ نعم ذکر مبرک شاة

نجدت

انہ وقع فی کتاب تہذیب  
الکمال عن عمر بن الخططہ  
المجوز الی الأشعث ولا  
یغنی ان عمر عمتہ النسخ  
عمر ایہ قالہ القاری قلت  
وایما کان فالمراد بعبید  
ابن خالد الحارثی ۱۲

لہ ملحاء بفتح المیم والحاء  
المہملہ وسکون الراء المراد  
بدرة سوداء فیہ لخطوط بعض  
یلبسہا الاعراب لیس تک  
الشیاب الفاخرة وکان لاراد  
ہذا ثوب مہنۃ لا ثوب زینۃ  
۱۲ ۱۲

لہ ایاس بکسر الهمزة  
وتخفيف الیاء ابن سلمة  
ابن عمرو بن الزکوع  
فسلمۃ منسوب الی جلہ  
صحابی معروف بفتح الجاء ۱۲

اور انکسار کی طرف لیجا تلے اور باریک عمد لباس بسا اوقات عجب تکملہ و خوبی پیدا کرتا ہے مجھ سے میری محترم  
بزرگ مولانا مولوی حکیم جمیل الدین صاحب گینوی ثم الدہلوی نے حضرت اقدس فخر الحقین مولانا گنگوہی نور اللہ  
مرقدہ کا عجیب غریب قصہ نقل فرمایا کہ حضرت اقدس جب حج کو تشریف لینگے تو طواف کے کنا پر ایک نابینا بزرگ  
تشریف فرما تھے جب حضرت طواف میں اس طرف گذرتے تو وہ (لبس لباس اصالحین) ملکی آواز کرتے  
اور جب طواف فراغت پر اس طرف تشریف لینگے تو انھوں نے خوشن خوشن فرمایا جس سے تنبیہ مقصود تھی  
کہ صلحہ کا لباس مونا کپڑا ہے ۔ ، ،

منہ ۲ عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ جا رہا تھا کہ میں نے  
ایک شخص کو اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا کہ لنگی اوپر کواٹھاؤ کہ اس سے (جاست ظاہری اور باطنی تکبر وغیرہ سے)  
نفاقت بھی زیادہ حاصل رہتی ہے اور کپڑا (زمین پر گھسٹ کر ترابا وریلا ہو نیسے) محفوظ رہتا ہے میں نے کہنے  
والے کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے غرض کیا حضور یہ ایک  
معمولی سی پدربہ ہے اس میں کیا تکبر ہو سکتا ہے اور کیا اسکی حفاظت کی ضرورت ہے حضور نے فرمایا اگر کوئی  
مصلحت تیرے نزدیک نہیں تو کم از کم میرا تعلق تو کہیں گیا ہی نہیں میں نے حضور کے ارشاد پر حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم کی لنگی کو دیکھا تو نصف ساق تک تھی ف لنگی پا پامہ وغیرہ کا ٹخنوں سے نیچے ہو نیکی بہت سخت و عیدیں  
آتی ہیں، ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر کپڑا لٹکتا ہے وہ آگ میں جلایا جاوے گا اسلئے اسکی طرف خاص طور سے  
توجہ چاہئے اسکے بالعکس ہمارے اس زمانہ میں خاص طور سے کپڑا نیچے لٹکایا جاتا ہے، فالی الشراشتکی،

سہ وقال الظاهر فاعله عثمان  
لكن قال القاري الظاهر ان

من كلام سلمة وقاله اباس  
والغرض انه كن اكان

فعله صلى الله عليه وسلم  
وكن افضل عثمان فهذه  
سنة مستمرة اذ قلت  
ولم اجل الحسن في  
السنن والمسائيل الا ما  
ذكره صاحب كنز العمال  
عن الشمايل هذه وابن  
ابي شيبة بهذا اللفظ  
بعينه فلم يترجم عندي  
احد من الثقاتين بعد  
له اربعة بكرة اوله اسم  
لهيئة الارزاق ۱۲  
نذر يربون وذال  
مصغرا وقبل مكبرا ۱۳  
له بعضه كطخة او حبة  
كل عصب له لحم بكثرة  
والمراد هنا اللحم مجتمع  
اسفل من الركبة وهو خر  
الساق ولفظ اوساق  
كن بالشك عند المصو  
ابن ماجه وانما يشك  
من دون حديثه كيف  
وهو صان القصة مع ان  
البهقي اخرج عبدون  
الشك بلفظ ساق والمعنى  
الشك انه اخذ بعضه صلى  
حديثه وبعضه ساق  
نفس الشبهة ۱۲  
له مشية بالكسر وكسلة  
والاعتدال الانسان من المشية  
وقيل هيئة المشية قال النووي  
له ابو الحسن علي بن المكي  
الكنية في الرجال خمسة نفر  
والمراد هنا المسلم بن حبيب  
مولي البصرة ۱۲

الاكوع عن ابيه قال كان عثمان يا تورا الى انصاف ساقيه وقال هكمن اكانت  
ازارة صاحبى يعنى النبى صلى الله عليه وسلم حدثنا قتيبة انا ابو الاروص عن ابى  
اسحاق عن مسلم بن نذر بن يحيى عن حماد بن ايمان قال اخذ رسول الله صلى  
الله عليه وسلم بعضه ساقى اوساقه فقال هذا موضع الارزاق ان بيت فاسفل فان  
ابيت فلاحق الارزاق في الكعبين

باب ما جاء في مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم  
حدثنا قتيبة بن سعيد نا ابن لهيعة عن ابى يونس عن ابى هريرة قال ما  
رأيت شيئا احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كان الشمس تجري في وجهه  
وما رأيت احدا اسرع في مشيته من رسول الله صلى الله عليه وسلم كانما الارض

منه سلمة بن الاكوع كتهیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لنگی نصف ساق تک رکھتے تھے اور  
فرماتے تھے کہ یہ ہی ہیئت تھی میرے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی کی ۔۔

منه رفد یفرن البیان کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہڈی کے یا اپنی پٹلی  
کے گوشت کا حصہ پکڑ کر یہ فرمایا کہ یہ حد لنگی کی اگر تجھے اس پر قناعت نہ ہو تو اس سے کچھ بھی سی اگر اسپر بھی  
قناعت نہ ہو تو لنگی کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں لہذا ٹخنوں تک نہیں پہنچنا چاہئے ف ٹخنوں سے نیچے لنگی یا  
پاجامہ وغیرہ کا ٹکانا حرام ہے لیکن علمائے ضرورت کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے ٹخنے میں  
پھنسی ہو جس سے مکھی وغیرہ بیٹھتی ہے تو ایسے شخص کو اس کی حفاظت کے لئے لنگی یا پاجامہ لٹکانا جائز ہے  
جب تک کہ زخم اچھا ہو ۔۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا ذکر  
ف حلیہ شریف کی روایات میں بھی حضور کی رفتار کا ذکر بتا کر رکھا ہے اس باب میں صرف رفتاری کیفیت  
کو مستقلاً بیان کرنا مقصود ہے اس باب میں تین روایتیں مصنف نے ذکر کر دی ہیں

منه ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی



سہ مکرث الا کثرات  
المبارک والحق ان علیہ السلام  
غیر مصر عجبت تلحقه مشقة

خصائل نبوی

۷۰

ترجمہ شمائل ندوی

۱۷ غیر واحد ۴۲۴ احمد  
ابو عبد اللہ و محمد بن الحسین  
کما تقدّم ذکرهما فی اول  
الکتاب وھذا الحدیث بخبر  
منہ فوق المصنف فی الوضو  
لمناسبة الترجمة ۱۲  
۱۷ غفرۃ بضو المجمة  
فسكون فاء تقدّم فی اول  
الکتاب ۱۳  
۱۷ تقدّم هور فم الرجل  
من الارض بقوة -  
۱۷ المسعودی و عبد الرحمن  
ابن عبد اللہ بن عقبہ  
ابن عبد اللہ بن مسعود  
والحدیث تقدّم فی الباب  
الاول من الشمائل بروایة  
ابی نعیم عن المسعودی  
وھذا المختصر منہ ۱۲  
۱۷ التقصیر ہوا لقاء القناع  
على الراس وھو بکسر القاف  
خوقة تلتقى على الراس ثم  
جعله بابا مع ان حدیثہ  
سبق فی باب الترجل لعلہ  
التنبیہ علیہ خاصۃ لئلا یماہم  
صلی اللہ علیہ وسلم ایامہ ۱۲  
۱۷ الربیع بن صبیح بالتکبیر  
فیہا وھذا الحدیث مکرر  
تقدّم بہن السنن بعینہ  
وھذا المتن مفصلا فی  
باب الترجل ۱۲۰

تطوی لانا الفجھد انفسنا وانہ غیر مکرث حد ثنا علی بن حجر و غیر واحد قالوا  
ثنا عیسیٰ بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرۃ ثنی ابراہیم بن محمد  
من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علی اذا وصف النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم قال ذامشی تقلم کما یخط فی صبیح حد ثنا سفین بن وکیع قال نا ابی  
عن المسعودی عن عثمان بن مسلم بن کھزم عن نافع بن جابر بن مضعر عن علی بن ابی  
طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قصہ تکلفا تکفوا کالملا یخط من صبیح  
**باب ما جاء فی تقنیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
حد ثنا یوسف بن عیسیٰ و انا وکیع انا الربیع بن صبیح عن یزید بن ابان

نہیں دیکھا چمک در روشنی گویا کہ کتاب آپ ہی کے چہرہ میں چمک رہا ہے میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی نہیں  
دیکھا زمین گویا بٹی جاتی تھی کہ ابھی چند منٹ ہوئے وہاں تھے اور ابھی یہاں ہم لوگ آپ کی ساتھ چلے ہیں  
مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپ گویا اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے و بینی آپ کی معمولی رفتار  
کی ساتھ بھی ہم لوگ ہتمام سے ساتھ رہ سکتے تھے ۔ ”

**منہ ۲** ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ کا ذکر فرماتے تو یہ فرماتے کہ جب آپ  
آچلتے تھے تو سمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے عورتوں کی طرح سے پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے  
چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اونچائی سے اتر رہے ہیں یہ حدیث  
پہلے عامہ شریف میں مفصل گذر چکی ہے ۔ ”

**منہ ۳** حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے چلتے تو  
کچھ جھک کر چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں یہ مضمون بھی گذشتہ احادیث میں چند جگہ آچکا ہے

### باب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا ذکر

ف، قنل وہ کہہ کر اسکا نام ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عامہ سنیچے رکھتے تھے تاکہ تسلی کی وجہ سے  
عامہ خراب نہ ہو اسکے علاوہ اور بھی چند منافع علمائے تحریر فرماتے ہیں اس باب میں ایک ہی حدیث ذکر کی گئی

عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکنز القناع کان ثوبہ ثوب زیات  
**باب ما جاء فی جلوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
 حدثنا عبد بن حمید انبا نافع بن مسلم ان عبد اللہ بن حسان عن  
 جلد تیسہ عن قیلۃ بن مخزومۃ انہا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وهو  
 قاعداً القرفصاء قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتخشم فی الجلوسۃ  
 ارعدت من الفزع <sup>بجمع فاعوضها</sup> حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیرہ احدث قائلوا  
 اناسفین عن الزہری عن عباد بن تمیم عن عبد اللہ بن ابی النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الآخری حدثنا سلمۃ

۱۔ جلد تیسہ تقدیم بعض  
 الحدیث فی باب اللباس  
 ذکر المصنوعات اسم جنس  
 دحبیبہ وعلیہ وقل  
 ان الصواب صفیہ ورجیہ  
 بنقی علیہ ۱۲

۳۔ القرفصاء بضم قاف  
 وسکون زاء وضم فاء  
 وصاد مہملۃ یم ولقصی  
 جلوسۃ یتخلف فی تصویرھا  
 ۴۔ عبد بن مسلم المہملۃ  
 وتشدید الموحش کشد  
 وعمہ ہو عبد اللہ بن زید  
 ابن عاصم اخو تمیم  
 بیہ اولامہ ۱۲

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کپڑا کٹھ  
 رکھا کرتے تھے اور حضور کا یہ کپڑا چکنٹا کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔  
**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر**

**ف** یعنی حضور کے بیٹھنے کی کیا ہیئتیں واردہ ہوتی ہیں اس باب میں اتنی احادیث روایت فرمائی ہیں  
**منہ** ۲۔ قیلۃ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت  
 میں کوٹ مارے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی ف قرفصاء کی تصویر میں علمائے اختلاف  
 کیلئے مشہور قول یہ ہے کہ دونوں رائیں کھڑی کر کے دونوں ہاتھوں سے اُن کا احاطہ کرے اور سر پر  
 بیٹھے اسی کو کوٹ مار کر بیٹھنا بھی کہتے ہیں رعب کی وجہ سے ظاہر یہ تھی کہ یہ حالت فکر و رنج کی تھی اور حضور  
 کو فکر کسی معمولی بات سے ہو نہیں سکتا تھا اس لئے انکو یہ خوف ہوا کہ مبادا امت پر کوئی عذاب تو نہیں آ رہا  
 اس لئے کہ حضور کو امت کا فکر زیادہ رہتا تھا، یہ بظاہر وہی حدیث ہے جو حضور کے لباس کے بارہویں نمبر  
 پر حضور ہی سے گزر چکی ہے وہاں بھی اس کی طرف تھوڑا سا اشارہ کر دیا تھا۔

**منہ** ۲۔ عبد اللہ بن زید عمار کے چچا کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چپ  
 لیٹے ہوئے دیکھا اُس وقت حضور اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھے ہوئے تھے ف مسلم شریف

ابن شیبہ نے بیاناً عبد اللہ بن ابی ابراہیم المدنی انا اسماعیل بن محمد بن انصاری  
عن ربیع بن عبد الرحمن بن ابی سعید عن ابیہ عن جدہ ابی سعید الخدری  
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس فی المسجد اجتبی بید ید  
باب ما جاء فی تکاثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن شیبہ بقیۃ الحجۃ  
وکسر الموحدة الاولى  
کطیب - ۱۲  
تہذیب براد مہملہ فوجدہ  
فہام مہملہ مصغر ۱۲  
تہذیب الی الخالف ماورد  
من النہی عن الاحتیاج  
الجمعة والا مہملہ مخطوب  
لا زل الخی جالب النہی و  
الافضاء الی انتفاض لوضو  
اعلی احداث الاحتباء  
کما مال الیہ لظہار فیما  
محمول علی غیر انتظار الصلوة  
بل محمول علی بعض اوقات  
لما فی البی زاد بر و اذہ جابرہ  
کان اذا صلی الفجر جلس متربع  
وکن ایضاً روایات اخری من  
کل محمول علی اختلاف  
الاقوات والتوسع ۱۲  
تکاثر بضم اول کلمة  
ما یتکاء علیہ من وسادة  
وغیرھا اصلھا وکذا ابدلت  
الواو واو والمداد بہنا ان  
ما اعد لک فخرج الالف  
منہ فلا تکتفی علیہ ایسے  
تکاثر - ۱۲

کی روایت میں اس طرح بیٹے کی مخالفت وارد ہوئی ہے علمائے دونوں کے درمیان میں مختلف  
طریقوں سے جمع فرمایا ہے واضح توجہ یہ ہے کہ یہ دونوں حالتیں علیحدہ علیحدہ صورت میں ہیں اگر ایک  
قدم دوسرے قدم پر رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہ صورت اس حدیث کا مصداق ہے اور اگر ایک قدم  
دوسرے پاؤں کا گھٹنا کھڑکے اس پر رکھے تو یہ روایت مسلم کا مصداق ہے اور مخالفت کی وجہ یہ ہے  
کہ عرب میں عامۃً لنگی باندھنے کا دستور تھا لنگی باندھ کر اس طرح بیٹھے سے ستر بھلیا نیکاح احتمال قوی ہے  
اسلئے حضور نے منع فرمایا۔ اس جگہ بھی اشکال کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ہیئت نشست سے کوئی  
خاص تعلق نہیں علمائے اس کی مختلف وجوہ بتلائی ہیں، پہلے یہ کہ باب میں بیٹھے سے مرد عام  
لیا جاوی بیٹھے اور بیٹھے کو، اگرچہ بیٹھے کی بعض روایات سونیکے بیان میں بھی آئیں گی یہی ممکن ہے جو ان  
مخبر نے لکھی ہے کہ جب اس قسم کا بیٹھا رہا جو دیکر روایت میں اس کی مخالفت آئی ہی مسجد میں جائز  
ہے تو بیٹھنا ہر قسم سے جائز ہوا۔ \*

نمبہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف  
رکھتے تھے تو گوشت مار کر یعنی دونوں ہاتھ گھٹنوں کو پسینہ تشریف رکھتے تھے، یہ ہیئت تواضع اور مسکنہ  
کی نشست ہے اسلئے حضور بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی، لیکن یہ  
مقصود نہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے اسلئے اب ابوداؤد اس روایت سے کچھ خلاف نہیں  
رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں چار زانو تشریف رکھتے تھے  
ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی خلاف نہیں رہا جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کا ذکر

حل ثنا عباس بن محمد الدوری البغدادی نا اسحاق بن منصور عن اسریل  
عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم  
متکئاً علی وسادة علی يساره حل ثنا حمید بن مسعدة نا بشیر بن المفضل نا  
الجوری نا عبد الرحمن بن ابی بکر عن ابيه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم  
اذا احدکم ما کبر الکبائر قالوا بلی یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الاشرک  
بالله وعقوق الوالدین قال وجلس رسول الله صلی الله علیه وسلم وكان یتکئ  
قال وشهادة الزور او قول الزور قال فما زال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقولها  
حتى قلنا لیته سکت حل ثنا قتیبة بن سعید ثنا شریک عن علی بن افرح

ف، مصنف نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

منبر ۱۔ جابر بن سمرة فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ پر بائیں  
جانب ٹیک لگتے ہوئے دیکھا ف تکیہ دائیں اور بائیں دونوں جانب میں جائز ہے لیکن قواعد حدیث  
کے لحاظ سے بائیں کا لفظ یہاں مشہور روایات میں نہیں اس لئے امام ترمذی نے اسے ختم پر اس نظر پر کلام کیا ہے  
منبر ۲۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو سب سے  
بڑا اور سب سے سخت تر توں گناہ بتاؤں، صحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں حضور نے فرمایا  
کہ اللہ جل جلالہ کی ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات راوی کو شک  
ہے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات فرمائی، اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ پر ٹیک لگتے  
ہوئے تشریف فرما تھے اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کیوجہ سے پیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے،  
حتی کہ ہم لوگ تمنّا کرنے لگے کہ کاش اب حضور زیادہ مرتبہ ارشاد نہ فرمائیں ف حضور کے بار بار ارشاد  
فرماتے سے یہ خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کو غصہ آجائے اور کوئی لفظ ایسا ارشاد فرماویں جو امت  
کے لئے باعث خسران بنجائے، جن لوگوں کو کسی دینی یا دنیوی دربار کی محاسری میسر ہوتی ہے۔ وہ  
اس حالت سے غوب واقف ہوتے ہیں۔

۱۔ الدوری بضم الد وری  
قال لیجوری نسبة للمحلی  
ببغداد وقال صاحب المغنی  
قویۃ بعراق ۱۲

۲۔ الجوری بضم الج وری  
وفی الماد الاولی فتحیۃ  
ساکنة یوسعید بن ابی اس  
الجوری ۱۲

۳۔ ابیہ ہو ابو بکر لغنیع  
ابن الحارث صحابی مشہور  
کے صاحب الکبائر استھکلی

۴۔ ان اکبر الکبائر لیکون لا یحضر  
فکیف حدیث ہما اضعاف  
باجوبہ شقی ہما ان المراد

الکبیر یعنی الکبیرۃ علی  
ایضاً معنی الکبیرۃ علی  
اوال کثیرۃ معنی المظہورۃ  
سمی اشو ح الخاری ۱۲

۵۔ او قال لزور شک من  
الراوی وروایۃ البخاری  
بدون الشک بلغة او قول

الزور وشهادة الزور من  
عطف الخاص علی العام ۱۲

ولم يجعل فيهما راعين ۝

١٢٥ سبعين وهو الثوري  
 ولعل المصنف حكى هذا السند  
 لتقوية الرواية فان شربكا  
 سبغ المحفظ عن ١٢  
 ١٢٦ قال ابو عيسى لم أغرض  
 لهم ان زيادة لفظ يسارة  
 غريب تفرد به اسحاق بن  
 منصور المتفق م روايته  
 في اول الباب ١٢  
 ١٢٧ انه قال بعض النحاة  
 ان الغرض من الباب السابق  
 بيان تكنت علي السلام وفي  
 هذا بيان ان الكاء لمصدر  
 فالغرض بينهما بالفتح المصدر  
 وبيان ما انتهى عليه لئلا  
 يخلو البعض الس روايات  
 المتقدمة في الترجمة الشاذة  
 الاولى ذكره في الباب الاتي  
 والوجه عندى في بيان  
 الفرق في الترجمتين  
 ان في الاولى كان ذكر  
 الوسادة المعروفة اعم من  
 ياتها وبيان الكاء عليها  
 وفي هذه الترجمة بيان  
 لا يستل على غير الوسادة  
 من الانسان وغيره كما  
 ظهر من ملاحظة الروايات  
 فتأمل لم رأيت القارى  
 وغيره ما لو اذا ذاك التوجيه  
 فليذكر الحمد والمنة ١٢٨  
 ١٢٩ شاكنا الى مريضاً والظاهر  
 ان كان مريضاً فانه عليه اصوله  
 والسلام والمحديث تقدم في  
 اللباس يروى محمد بن  
 الفضل عن حماد ١٣

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کے علاوہ کسی اور چیز پر ٹیک

فتاویٰ کا ذکر پہلے باب میں گذر چکا ہے اسکے علاوہ حضور کا آدمیو پنہواری کی حالت میں سہارا اور ٹیک لگانا بھی ثابت ہوا اس لئے مصنف نے ان روایات کو اس باب میں ذکر کیا اس باب میں دو روایتیں ہیں ۔

نمبر ۱۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز تھی

فخرج يتوكأ على أسامة وعليه ثوب قطري قد توشح به فضله بمحمد تنعبد الله  
 بن عبد الرحمن أن أم محمد بن المبارك تناعطا <sup>ابن محمد بن المبارك</sup> بن مسعود الخفاف الحلبی انا  
 جعفر بن برقان عن عطاء بن ابی رباح عن الفضل بن عباس قال دخلت  
 على رسول الله صلى الله عليه وسلم في موضب الذي توفي فيه وعلی رأسه  
 عصاة صفراء فسلمت فقال يا فضل قلت لبيك يا رسول الله قال شد برهة  
 العصابة راسي قال ففعلت ثم قعد فوضع كف يمينه في عنقه <sup>في عنقه</sup> وقام ودخل في المسجد في الحن يشقصة  
 باب ما جاء في صفة اكل رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 حل ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن سعد

بن عيينة ۱۲

اس نے حجرہ شریف سے حضرت اسامہ پر سہارا کئے ہوئے تشریف لائے اور صحابہ کو نماز پڑھائی، حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک بینی منقش چادر میں لپیٹے ہوئے تھے یہ حدیث حضور کے  
 لباس کے بیان میں منسلک پر گزری ہے۔

منہ ۲ فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی خدمت میں آپ کے مرض الوفا کی حالت میں حاضر ہوا حضور اقدس کے سر مبارک پر اس وقت  
 زرد پٹی بندھ رہی تھی میں نے سلام کیا حضور نے جواب کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے فضل اس پٹی سے  
 میرے سر کو خوب زور سے باندھ دو، پس میں نے تعمیل ارشاد کی پھر حضور بیٹھے اور میرے مونہ پر ٹیک  
 لگا کر کھڑے ہوئے اور مسجد کو تشریف لے گئے اس حدیث میں مفصل قصہ ہے ف یہ قصہ مرض الوفا  
 کے بیان میں مفصل آئے گا حضور نے سر مبارک کو در کیوبہ سے پٹی باندھ رکھی تھی بعض علماء نے بجائے  
 پٹی کے عمامہ کا ترجمہ کیا ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف رنگ کے عمامہ باندھنا ثابت کیا ہے  
 منجملہ ان کے زرد عمامہ کا اس حدیث سے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمائیے کا ذکر  
 ف یعنی کھانا تناول فرمائیے بعض آداب کلیان اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

۱۱ الخفاف بقشدید  
 الفاء الاولى صانغ الخف  
 او يانعه قاله القاري و  
 السمعاني في ادساب الاول  
 كان رجلا صالحا من كنية  
 فكان يحذرت باللفظ فتوا  
 كثيرا - ، +

۱۲ قصه نبوی نہ سعد  
 المنبر و امر بنو الناس  
 محمد بن الله واشق عليه الخ  
 قاله الماوي ۱۲، ۱۳

۱۳ الاكل بفتح الهمزة  
 ادخال طعام خاص من  
 الفعل الى البطن وقيل  
 ادخال شيء من الفم الى  
 البطن بقصد الاعتناء

والاول اولی ۱۰  
 ۱۱ سعد بن ابی حذیفہ  
 ہوا الصواب فمائی بعض  
 سعید بن ابی ابراہیم ہوا  
 من الکاتب قاله القاري  
 قلت وليس في الروا احد  
 اسم سعید بن ابی حذیفہ  
 فهو سعد بن ابی حذیفہ بن  
 عبد الرحمن بن عوف  
 الزهري ۱۲، ۱۳



۱۵ ابن الکعب مختلف فی اسمہ فقیل عبد اللہ وقیل عبد الرحمن قال القاری جاء فی رواية بالشک بينهما قال یزید

والصواب عبد الله ۱۲

قال ابو عیسیٰ لم یعمل

عن ابن المبرور ان لفظ یلعق

اصابعه الثلث محض غلطون

اصابعه ثلثا وثلثا وایده

برواية انس الایمة وسانی

روایت من بشار قریبا قال

القاری الظاهر ما قاله یزید

من ان التقدير ثلثا من

الاصابع لیوا فی رواية

اصابعه الثلث وهو محتمل

قیل لیلعق وزعم ان معناه

کل واحد من اصابعه

ثلث مرات فقد ابدل من

المراة فانه لم یات التصريح

فی رواية انه لیلعق اصابعه

ثلث مرات ووقع التصريح

بلعق اصابعه الثلث وکثیر

من الطرق انتهى ۱۲

سکون یزید بالیاء فی اوله فضا

فی بعض النسخ بدون الیاء

بلفظ زید وهو من النسخ

قالها القاری والصدای

بضم الصاد لم یملأ نسبة

المصدا بالمد اسم قبيلة ۱۲

سکون محمد بن بشار الخنقی

هذا الحديث حسن السنن فی

باب تکاة رسول الله صلی الله

علیه وسلم وکرره هنا

لختلاف وجه الباب وقال

البیجوری فی الفرق بین

هذه الرواية ورواية الحسين

المنقذ من ان الحدیث

فی هذا الطريق مرسل اه

قلت وهو محتمل وقال القاری

ظاهره انه موقوف ومحتمل

رصداه ووجه ما قبله ۱۲

ابن ابراهیم عن ابن الکعب بن مالک عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يلعب اصابعه ثلثا قال ابو عیسیٰ وروی غیر محمد بن بشار هذ الحدیث قال کان یلعق اصابعه الثلث حل ثنا الحسن بن علی الخنقی ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعه الثلث حل ثنا الحسن بن علی بن یزید الصدای البغدادی ثنا یعقوب بن اسحاق یعنی الحنفی انا شعبة عن سفیان الثوری عن علی بن الاقمر عن ابی حمیفة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اما انا فلا اکل متکئا حل ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي ثنا سفيان عن علی بن الاقمر نحوه حل ثنا اهورن بن اسحاق المرسل فی ثنا عبد بن سلیمان عن هشام بن عروة عن ابن الکعب بن مالک عن ابيه قال کان رسول الله صلی الله

منبأ ۱ کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے ف کھانیکے بعد ہاتھ دھوئے پہلے انگلیاں چاٹ لینا مستحب ہے البتہ اس روایت کی بنا پر جس کے نزدیک تین مرتبہ مستحب ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ تین مرتبہ مرد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مرد ہے کیسا دوسری روایت میں تاہر چنانچہ اسی باب میں خود کعب بن مالک شہابی کی روایت آگے آ رہی ہے ۔

منبأ ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے ف حضور کی عادت شریفہ تین ہی انگلیوں سے کھانا نوش فرمانے کی تھی۔ اگرچہ بعض روایات سے پانچوں انگلیوں سے کھانا بھی معلوم ہوتا ہے لیکن تین انگلیاں جن میں انگوٹھا مسجد اور وسطی اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے ۔

منبأ ۳ ابو حمیفة کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ف یہ حدیث ایک باب پہلے گزر چکی ہے ۔

منبأ ۴ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ

عليه وسلم يأكل بأصابعه الثلاث ويلعقهم من أحد ثنا أحمد بن منيع ثنا الفضل  
بن دكين ثنا مصعب بن سليم قال سمعت النس بن مالك يقول أتى  
رسول الله صلى الله عليه وسلم بمرفوعة يأكل وهو مغمض <sup>أي مستغشى</sup> من أنجو <sup>أي ذراع</sup> \*  
باب ما جاء في صفة خبز رسول الله صلى الله عليه وسلم  
حدثنا محمد بن المثنى ومحمد بن بشار قالنا أحمد بن جعفر ثنا شعبه عن  
أبي إسحاق قال سمعت عبد الرحمن بن يزيد عن جابر بن عبد الله عن أنس بن مالك  
عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم  
من خبز الشعير <sup>أي من الخبز الذي يصنع من الشعير</sup> لو ماين <sup>أي ما يخبز من الشعير</sup> من متابعين حتى قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا

تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور انگوچاٹ بھی لیا کرتے تھے۔۔۔

منہ ۵۔ اس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو کھجوریں لائی گئیں تو حضور انکو نوش فرما رہے تھے، دریاں جا لیکر چوک کیو بہ سے اپنی سہاریت تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اگر دیکھ کر کسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے تھے ف کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھانے کی اجازت نہ دیا کرتے تھے آئی ہو لیکن اس جگہ پر چونکہ ضعف کے عذر سے تھا اس لئے نہ اس روایت پر وزن اس حدیث کے خلاف کا اشکال ہو سکتا ہے جو جنہیں ممانعت آئی ہے نہ اس روایت سے بلکہ عذر ٹیک لگا کر کھانے کی اجازت ثابت ہو سکتی ہے

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کا ذکر

ف، اس باب میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

نمبر ۱۰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کے اہل و عیال نے مسلسل دودن کبھی بھوکے روئے سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا یعنی بھوکے سے اگر وہ اسکی نوبت آگئی ہو لیکن روئے سے کبھی نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دودن کھانے کی ہو لیکن اس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ روایات تو ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مدینہ نکالنے کا نفقہ مرحمت فرما دیا کرتے تھے اب ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے علماء نے اسکی مختلف وجہیں

له مقع عليه صا الظاهر  
 ربه فقاء الكلب ولد  
 البجورى في حاشيته  
 فقال وليس له امر  
 بالاقواء هناك النوع المسود  
 في الجلاس بين السجدين  
 وهو ان يجلس على عقبيه  
 ويبسط ساقيه ليس المراد  
 النوع المذكور في الصلوة  
 وهو ان يجلس على اليتيم  
 فاصباخذ به اقل اقل  
 اى جانس على وركيه  
 وهو الرقبة ١٢٠  
 من الجوز يشكل  
 عليه ماورد في روايات  
 النبى عن الوصال من قوله  
 صلى الله عليه وسلم انى  
 انيت يطمنه راسى  
 وحجم يدهما الوجه ١٢٠

عباس بن محمد الدوری ثنا یحییٰ بن ابی بکر ثنا یزید بن عثمان عن سلیم بن عامر قال سمعت ابا امامۃ الباہلی یقول ما کان یفضل عن اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الشعر حد ثنا عبد اللہ بن معاویۃ النخعی ثنا ثابت بن زبیر عن ہلال بن خباب عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یبیت الیالی المتتابعۃ طویا ویاھو ویاھلہ (یعنی) یجدون عشاء وکان اکثر خیرھم خیر الشعر حد ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ثنا عبد اللہ بن عیینہ الحدیث الخفی ثنا عبد الرحمن وہو ابن عبد اللہ بن دینار ثنا ابو حازم عن سہیل بن سعد

۱۱ الدوری بعض الدال  
المہملۃ وسکون الواو بعد  
راء مہملۃ نسبتۃ الی مواضع  
والدوری محلیۃ وقریۃ ایضاً  
بیغل د - ۱۲

۱۳ النخعی بعض المجیم و  
فقہ المیم نسبتۃ بضم جیل  
بنی غیر قال المناوی عن  
القاموس وقال فی الاثنین  
للمعانی نسبتۃ الی بنی  
جھو قال صاحب المغنی  
ہو جھو بن عمرو - ۱۴  
۱۵ عشاء بالفہم ہو طعام  
العشاء بالکسور ہو اخر النمل  
۱۶ الخفی نسبتۃ لنبی حنیفۃ  
قیل عن ربیعۃ - ۱۷

فرمائی ہیں منجملہ اُنکے یہ بھی ہر کس حدیث میں اہل کلفظ زائد ہوا اور خود سرور کائنات صلی اللہ وسلم کی ذات باریکات ہر اور اپنے لئے ذریعہ ثابت نہیں چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت باب کو اخیر میں اسی مضمون کی آہری ہے بعض نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ ذخیرہ کو حضور جلالہ فرما دیا کرتے تھے لیکن ازواج مطہرات بھی شوق خواب میں سب صدقہ فرمادیتیں تھیں بندہ ناچیز کے نزدیک اُنکے علاوہ دو توبہ ہیں اور ممکن ہیں لیکن چونکہ کسی بڑے کی کلام سے منقول نہیں اسلئے جھو نہیں تاہم محفل ضروریوں اول یہ کہ سال بھر کا نقد اسی حساب سے ہولہ مسلسل دون کی روٹی کا حساب نہ بیٹھتا ہو بلکہ کسی روٹی کبھی کبھور بھی فاقہ دوسری توجیہ یہ کہ وہ نقد کیا عجیب ہے کہ کبھور پیسوں اس حدیث میں اسکی نفی نہیں بلکہ روٹی کی نفی ہے۔

منہ ۲ البوامۃ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی ف یعنی جو کی روٹی اگر کبھی بچتی تھی تو وہ مقدار میں اتنی ہوتی ہی نہیں تھی کہ بچتی ہے۔

منہ ۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات پہلے در پہ بھوکے گزار دیتے تھے کہ رات کو کھانیکے لئے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا اور اکثری غذا آپ کی جو کی روٹی ہوتی تھی گو کبھی کبھی گیسوں کی روٹی بھی مل جاتی تھی ف حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اگرچہ بعض لوگ ایسے تھے جو اہل ثروت تھے لیکن حضور کے غایت اخلاص و تحریر عن السؤال کیوجہ سے انکو علم نہیں ہوتا تھا ایسے ہی اہل و عیال بھی اخفا کرتے تھے منہ ۴ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ

لہ اکل استفہام مجنون حرفہ وہی ثابتہ فی نسخۃ قال المناوی ۱۲۷۷ الحواری مدرجہ من الراوی فی تفسیر اللفظ ہو نصیم الحواء  
المہملۃ وتشید لواء و فخر الراوی فی آخرہ الف مقصورۃ مملوۃ من الدقیق بخلاف ما را ۱۲۷۸ سہل بالسین المہملۃ ای ابن سہل  
خصائل نبوی (المنکون فی بعض النسخ) ۷۹ بلفظ مہل تصحیف ۱۲۷۹ ترجمہ شامی ترمذی

فید کسر المحمۃ و یحذف ضمہا  
و یوالمائلۃ ما المرکب علیہ  
طعام و یطلق فی المتعارف علی  
مالہ و ارجل و یکون مرتفعاً  
عن الارض استعمالہ من  
صمیم المترفین لکن لا یفقط  
الی یخصن لراس عند الاکل  
قال اکل علی سیدۃ انتھی  
قلت بل فیہ تشبیہ بالنصار

ایضاً ۱۲۷۸  
ہے سکرچۃ نصیم السین  
المہملۃ و الکاف و الراء  
المشددۃ المہملۃ و قیل  
الصبوب فموران اناہ صغیر  
یوکل فیہ الشقی القلیل ۱۲۷۹  
لہ یونس لما المرکب عند  
المطیونس عند الراحن  
الحل یثا لواحد منہ علیہ  
لیتقر عن غیرہ سیمایونس  
ابن عبید البصوی احد  
الثقات المکثرین فان  
طبقۃ کلیہا علی ما قالہ  
الحافظ فی القیم و اکل فنقل  
عن شیخہ محمد بن بشار  
ان یونس لدی روی عن  
قتادۃ فی حدیث الاسکاف ای برابی  
الفرات و الاسکاف لقبہ  
و ہو صالح الخفاف الاحقر  
وفی القاموس الاسکف  
الاسکاف و الاسکوف الاسکا  
والسکف الخفاف ۱۲۸۰  
کہ المہملی بتشید اللام  
المقنوتہ نسبتہ الی المہمل  
بن ابی صغیر احد جدادہ

انہ قبل لہ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی یعنی الخمر اری فقال سہل  
ما را ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی حتی لقی اللہ تعالیٰ فقیل لہ کھل کانت لکم  
من اکل علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کانت لنا من اکل فقیل کیف  
کنتم تصنعون بالشعیر قال کنا ننفع فی طیر من عطار ثم یجئہ حل ثنا محمد بن  
بشار انا معاذ بن ہشام قال ثقی ابی عن یونس عن قتادۃ عن انس بن مالک  
قال اکل نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان و فی سکرچۃ و لا یخبر لہ مرق قال  
فقلت لقتادۃ فعلہ ما کانا یاکون قال علی حدیث الاسکاف محمد بن بشار  
یونس هذا الذی روی عن قتادۃ ہو یونس الاسکاف حل ثنا احمد بن منیع  
ثنا عباد بن عباد المہملی عن مجاہد عن الشعبي عن مسروق قال دخلت علی  
عائشۃ فدخلت علی بطعام و قالت ما اشبع من طعام فاشاء ان اکی الا بکیت قال

کے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میوہ کی روٹی بھی کھائی انھوں نے جواب  
دیا کہ حضور کے سامنے اخیر عمر تک کبھی میوہ آیا بھی نہیں ہو گا پھر سائل نے پوچھا کیا حضور کے زمانہ میں تم  
لوگوں کے یہاں چمکینیں تھیں انھوں نے فرمایا کہ نہیں تھیں سائل نے پوچھا پھر جو کی روٹی کو کیسے پکاتے  
تھے (ہونکہ اس میں شکر وغیرہ زیادہ ہوتے ہیں) سہل نے فرمایا کہ اُسکے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے  
تھے جو موٹے موٹے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے باقی گوندہ لیتے تھے۔ اللہ الصمد۔

منہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ وسلم نے کبھی ہیز پر کھانا تناول  
نہیں فرمایا نہ چھوٹی پیالی اور تشتیر لوں میں نوش فرمایا نہ آپ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی یونس کہتے  
ہیں کہ میں نے قتادہ سے پوچھا کہ پھر کھا اس ہیز پر کھکوش فرماتی تھے انھوں نے جواب دیا کہ یہی چڑھ کے  
دست خوان پر ف یونس اور قتادہ حکاذکر ترجمہ میں آیا ہے وہ اس حدیث کی سند میں درواری ہیں  
منہ مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انھوں نے میرے لئے  
کھانا نگایا اور یہ فرماتے لگیں کہ میں کبھی بیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتی مگر مجھے رونا آجاتا و پس رونے

قلت لم قالت اذكر الحال التي فارق عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم الدنيا والله ما شبع من خبز ولا لحم مرتين في يوم واحد حتى شتا محمود بن عمار بن ثنا ابو داود قال حدثنا شعبة عن ابي اسحاق قال سمعت عبد الرحمن بن يزيد بن جندب عن انس بن مالك عن الاسود بن يزيد عن عائشة قالت ما شبع رسول الله صلى الله عليه وسلم من خبز شعير يومين متتابعين حتى قبض حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنا عبد الله بن عمرو ابو معمر ثنا عبد الوارث عن سعيد بن ابى عروب عن قتادة عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم على نحو ان لا اكل خبزاً مرة واحدة ما شبع

**باب ما جاء في اداء رسول الله صلى الله عليه وسلم**

ن يقبض

له ابو معمر عطف بيان لعبد الله بن عمرو ما وقع في بعض النسخ ابو داود المروي الى انهم راووا ان سمعون الكاتب قالما لقاري وهو عبد الله بن عمرو بن ابى الحجاج المنقري المقصد البصري ۱۲- له باب الخبز في التجمعة في بعض النسخ رواه اكل من الاولان ۱۲-

لگتی ہوں، مسروق نے پوچھا کہ کیوں رونا آتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور کی وہ حالت یاد آتی ہے جس پر ہم سے مفارقت فرمائی کہ کبھی ایک دن میں دو مرتبہ گوشت روٹی کھانے کی نوبت نہیں آتی۔

**نمبر ۸** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے کبھی اخیر تک میری روٹی سے دو دن پہلے درپے پیٹا نہیں بھرا، یہ وہی حدیث ہے جو شریف باب میں گذر چکی اتنا فرق ہے کہ وہاں سب گھر والوں کا ذکر تھا یہاں خود حضور کی ذات والاصفات کا ذکر ہے۔

**نمبر ۸** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے کبھی اخیر تک میری کھانا تناول نہیں فرمایا اور نہ کبھی چپانی نوش فرمائی، یہ حدیث بھی اسی باب کے نمبر ۵ پر گذر چکی ہے۔

روایات حدیث سے یہ بات تو تصریحاً ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کی حالت خود پسند فرمائی تھی اور جب کسی فرشتہ کی زبانی حضور کے فقر و فاقہ اور ثروت و ریاست کے درمیان ترجیح پوچھی جاتی تو حضور پہلی ہی قسم کو پسند فرماتے چنانچہ متعدد احادیث اس مضمون کی وارد ہیں لیکن ہمیں علم رکھنا کہ وہاں حضور کے پسند فرماتے کی وجہ سے میری اتنا ہوتا تھا جس کا وہ پر ذکر ہوا یا باوجود میری وجہ سے حضور تواضعاً تناول نہیں فرماتے تھے اور تقسیم فرمادیتے تھے۔

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر**

حد ثنا محمد بن سہل بن عسکرو عبد اللہ بن عبد الرحمن قال ثنا یحییٰ بن  
حسان ثنا سلیمان بن بزل عن ہشام بن عروہ عن ابی جحش عا لشیہ رضی اللہ  
عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم الزاد ام الخجل قال عبد اللہ بن  
عبد الرحمن فی حدیثہ نعم الزاد ام الخجل حد ثنا قتیبہ ثنا ابو الاحوص عن سماک  
ابن حرب قال سمعت المنعم بن بشیر یقول الستم فی طعام وشرب ما ستمت لقد رأیت  
نبیکم وما یجد من الدقل ما یملاہ بطنہ حد ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن الخزاعی  
ثنا معاویہ بن ہشام عن سفین عن محارب بن دثار عن جابر بن عبد اللہ  
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الزاد ام الخجل حد ثنا ہناد ثنا وکیع  
عن سفین عن ایوب عن ابی قلابہ عن زہد م الجرمی قال کنا عند ابي

ف اس باب میں تیس سے زائد حدیثیں ہیں، بعض نسخوں میں اس باب میں ایک مضمون اور بھی ذکر  
کیا ہے وہ یہ کہ سالن اور مختلف اشیا کا ذکر جو حضور نے تناول فرمایا نہیں۔

منہب ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سرکہ بھی کیسا اچھا  
سالن ہے ف اس لحاظ سے کہ اس میں دقت و محنت زیادہ نہیں ہوتی اور روٹی بے تکلف کھائی جاتی  
ہے ہر وقت میسر آجاتا ہے نیز تکلفات سے بعید ہے اور دنیوی گذران میں اختصار ہی مقصود ہے۔

منہب ۲ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ تم لوگ کھانے پینے کی خاطر خواہ نعمتوں میں نہیں ہو، حالانکہ  
میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ردی کھجور نکلی بھی اتنی مقدار نہ ہوتی تھی کہ جس سے شکم  
سیری ہو سکے ف صحابی کا مقصود غریب دینی ہے حضور کے ابتداء اور دنیا کی مختصر گیری پر اور حدیث  
میں جب شکم سیر کھجوروں کی نفی ہوگئی تو روٹی سالن کا کیا ذکر، لہذا ترجمہ الباب کو مناسبت بھی ظاہر ہوگئی

منہب ۳ حضرت جابر بھی نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ سرکہ  
بھی کیسا ہی اچھا سالن ہے۔

منہب ۴ زہد کہتے ہیں کہ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا انکے پاس مرغی

لہ نعم الزاد الخ قال  
قال المختار ولا زاد لم یطعم  
بہ الخبز الا الخاطبہ بخل  
وزیت الخ قال حدیث موافق  
لمسک الفقہاء ۱۲۰  
لہ قال عبد اللہ حد بیان  
الفرق فی الفاظ شیخہ محمد  
وعبد اللہ بان روایۃ  
محمد حازمہ وروایۃ  
عبد اللہ بلفظ الشک  
والمال واحد ۱۳  
لہ نبیکم اضافة النبی الیہم  
الزام الہم وتکلیفاً وحثاً  
علی الناس ببقی الاعراض  
عن الدنیاء ولذاتہا والا  
فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کما  
انہ فی الخاطبین نبی  
للقائل ایضاً ۱۲

لہ ما یملاہ الخ مفعول  
یجد وما موصولة ومن  
الدقل بیان لما تقد م  
علیہ والدقل یفتحین  
التمار والوی ویابسہ ۱۲۱  
قاری۔

لہ ابی قلابہ بکسر قاف  
وتخفیف اللام وبعد اللین  
موحد کسب اللام اسم عبد اللہ  
ابن زید ۲۰  
لہ الجرمی بالجمع المفتوح  
والراء الساکنۃ تسمیۃ  
لقبیلۃ جرہم کفلس ۱۲۲



۱۵ رجل قيل هو زهد من نفسه عار به الغائب وقيل هو رجل آخر وروى الرواية الثانية وسيأتي مفصلاً ۱۲ ۱۳ المحباري أيضاً الثانية  
يقع على الذن كروا لا نفي والواحد والمجمع طائر طويل العنق في منقار بعض طول رجا دي اللون شد بد الطير ان يضوق المثل في طلب  
من المحباري وهو اكثر الطيور حيلة في تحصيل الرزق ولذا ۸۲ خصه في حديث النسب ترجمه شمس مزي

ان المحباري لموت هو لا  
ين نب ابن آدم يعفون نقر  
محس القطر وانما خصها بال  
لونه البدر الطير شجعت وحب  
طاري بس بطي لانها ضار ظفر  
۱ كحل لرياضة والتعب ۱۲  
س۱ التميمي يمين يمينه مليه  
هو العناب وصح في عامش  
المكتوبه وما قال مرادنا خصا  
وتبعه العارضة المناوي و  
فايزه من تصويب لفظ التميمي  
ليس بصواب بل هو قاسم  
بن عاصم التميمي ويقال  
الكلمين جزمه القاري و  
قال الحافظ في الفقه وساقه  
العمري في الشمايل من  
وجوه الكفا ذكره المصنف  
من طريق عبد الوارث عن  
اليوب عن القاسم بن عمار بن  
عاصم التميمي وليس له  
في البخاري الا حديث واحد  
انتى وما قيل ان اليوب حدث  
من رواية القاسم بن محمد  
فلا دليل فيه على انه ليس من  
تلامذة قاسم بن عاصم كيف  
وقد عرفت في تلامذۃ ۱۲ ايضا  
اعصاب الرجال قتامل ۱۲  
س۱ تيمر الله امي عبد الله  
من قوله تيمر المحيا ذلله  
وعبد و هو تيمر الله بن ثعلبة  
حي من بني بكر قيل هذا دليل  
على ان الممتنع غير زهد من فان  
زهد من جزمي وهو التيمور  
مانع من انهما امتناعا معا  
لكن الحافظ ابن حجر بسط

موسی فاتی بلحم دجاج قتی ۱۵ من القوم فقال مالك قال اني رايت ما اكل شيئا  
نتبنا فحلفت ان اراكم ها قال اذن رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ياكل لحم  
دجاج حدثنا الفضل بن سهل لا يخرج البغدادي ثنا ابراهيم بن عبد الرحمن  
بن مهدي عن ابراهيم بن عمر بن سفينة عن ابيه عن جده قال اكلت مع رسول  
الله صلى الله عليه وسلم لحم حباري حدثنا علي بن حجر ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن ابي  
عن القاسم التميمي زهد من الجرمي قال كنا عند ابي موسى قال فقد اطعمه قد  
في طعامه لحم دجاج وفي القوم رجل من بني تيمر الله احمر كان مولى قال فلم

کاگوشت آبا جمع میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا ابو موسیٰ نے اس سے ہٹنے کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا  
کہ اس نے مرغی کو کوئی گندی چیز کھاتے دیکھا تھا اسلئے مرغی کھانہ کی قسم کھا کر ہی یہ ابو موسیٰ نے فرمایا کہ آؤ  
اوپر تکلف کھاویں نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ش فرماتے دیکھا اگر تاہا نریا نا پسند ہوتی  
تو حضور کیسے متبادل قبولتے و مقصود یہ کہ کمال شری کی تحریم نہیں کرنی چاہئے اسلئے اپنی قسم  
تور و اور کفارہ دو مرغی جو ہوا کچھ نزدیک جانے سے البتہ بدلا کر کوئلے سے مکروہ فرمایا ہے مرغی حارطیب  
ہوتی ہے سرخ لہضم ہے، اخلاط اچھے پیدا کرتی ہے دماغ اور جلا اعصار رئیسہ کو قوت دیتی ہے آذر بھی  
صاف کرتی ہے اور رنگ بھی خوشنما پیدا کرتی ہے عقل کو بھی قوت دیتی ہے ۔۔

منہ ۱۵ سفینہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے  
ف حباری ایک پرندہ ہے، اس کے ترجمہ میں علماء مختلف ہوئے ہیں بعض نے تعذری کیا ہے بعض نے  
سرخاب اور بعض نے ترجمین نے چکا چکوئی وغیرہ، سفینہ حضور کے مولیٰ کا لقب تھا انکو سفینہ اسلئے کہتے  
تھے کہ نشئی کی طرح سے سفین میں بہت سا سامان اپنے اوپر لادیتے تھے ۔۔

منہ ۱۶ زہد کہتے ہیں کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انکے پاس کھانا لایا گیا  
جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا مجمع میں ایک آدمی قید یہ بتیم اللہ کا بھی تھا جو سرخ رنگ تھا بظاہر زہد شد  
غلام معلوم ہوتا تھا اس نے یکسوئی اختیار کی ابو موسیٰ نے اسے متوجہ ہونے کو کہا اور آنحضرت صلی اللہ

یہ وہی تھا کہ ابو موسیٰ اذن فانی قد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل  
منہ قال فی رأیتہ یا اکل شیعۃ فغن رنہ فخلقت ان لا اطعمہ لہا حدیثنا محمود  
ابن غیلون ثنا ابو احمد الزبیری والیونعیم قال ثنا سفین عن عبد اللہ بن عیسیٰ  
عن رجل من اهل الشام یقال لہ عطاء عن ابی اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کوا الزبیت وادھنوا بہ فانہ من شجرة مبارکۃ حدیثنا محمد بن موسیٰ ثنا  
عبد الرزاق ثنا معمر بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمرو بن الخطاب رضی اللہ  
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوا الزبیت وادھنوا بہ فانہ من شجرة  
مبارکۃ قال ابو عیسیٰ وکان عبد الرزاق یضبط فی ہذا الحدیث فرما اسندہ وورما

علیہ وسلم کے معنی تناول فرمان کا ذکر کیا اُس نے مذکر کیا کہ میں نے اُسکو کچھ ایسی ہی چیز کھاتے دیکھا جسکی  
وجہ سے نبی اُس سے کراہت آتی ہے اسلئے میں نے اُس کے کھانے کی قسم کھا رکھی ہے، یہ وہی  
حدیث ہے جو پہلے مذکور تھی اختلاف سند سے صورت قصہ میں کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے،  
مفسر ابو اسید کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کمانی  
میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لئے کہ بابرکت درخت کا تیل ہے، ف اس درخت  
پر مبارک کھانا طلاق کلام اللہ شریف کی اس آیت میں آیا ہے من شجرة مبارکۃ زیتونۃ الایۃ اور بابرکت  
ہونے کی وجہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اکثر شام میں پیدا ہوتا ہے اور وہ  
زمین اس کی بابرکت ہے کہ اُس میں شرابی مبعوث ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بکریت کا طلاق اسلئے  
ہے کہ اُس میں مسافح بست ہیں، چنانچہ ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ میں شترجہار یونکی شفاعت جنہیں سے ایک  
جڑام بھی تھا بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی ہر چیز میں منافع ہیں اسکا تیل جلانی کے کام  
میں آتا ہے کھانیکے کام میں آتا ہے، دباغت کے کام میں آتا ہے، ایندھن جلانی کے کام میں لایا جاتا ہے  
حتیٰ کہ اُس کی رادھ ریشم رہونے میں خاص طور سے کام لائی جاتی ہے۔

مفسر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لہ قال الخیثا لعلہ لروایۃ  
السابقۃ فی ان قولہ مبارک  
متاخر لقول ابی موسیٰ فی  
رأیتہ علیہ السلام الخ ورجح  
ممکن بتعدد قولہ اذن  
بل ہو متعین لہ قال لہ  
حدیثنا محمد بن موسیٰ  
قال لہ اذن فانی الخ ورجح  
لہ رجل الخ عطاء الشامی  
الراوی حدیثنا الادمان  
قال البخاری لم یقم حدیث  
و ذکرہ العقیلی فی الضعفاء  
و ذکرہ ابن حبان فی الثقات  
ثنا ابی اسید حدیثنا یفقر  
الہمزۃ و کسر السبب و لا  
یصلح ما قبل فیضم الہمزۃ  
مصغرا لیس لہ الا هذا  
الحدیث الواحد و هو  
فی ابی اسید الساعلی  
الاصحابی المشہور ۱۲  
لہ فیما الخ عرض المصہبان  
الاختلاف فی وصلہ و ارسالہ  
فروی اور الموصولہ قد ذکر  
بعہ بطریق السجی عن  
عبد الرزاق موسیٰ ۱۲

ارسلہ حد ثنا السیفی و ابو داؤد سلیمان بن معبد المروزی السیفی ثنا  
عبد الرزاق عن معمر بن زید بن اسلم عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم  
نحوه ولم ينكر فيه عن عمر حد ثنا أحمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر حد  
ابن ميمون قال ثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالك قال قال النبي صلى الله  
عليه وسلم لعبد الله بن عباس فأتاني بطعام أو دعي له فجعلت أتتبعه فأتني بين يديه  
لما أعلم أن يحب حد ثنا قتيبة بن سعيد ثنا حفص بن غياث عن اسمعيل بن  
أبي خالد عن حكيم بن جابر عن أبيه قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم  
فرأيت عنده دباء يقطع فقلت ما هذا قال نكث به طعامنا قال أبو عيسى وجابر هذا  
هو جابر بن طارق ويقال ابن أبي طارق وهو رجل من أصحاب رسول الله صلى الله  
عليه وسلم ولا يعرف له إلا هذا الحديث الواحد قال أبو خالد سمع سعد بن قتيبة  
ابن سعيد عن مالك بن انس عن اسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة أنه سمع انس بن

له السيفي بكسر السين  
المهملة وسكون النون  
نسبة إلى سيف قرية من  
قرى مرو ۱۲۰  
سنة الدباء بعض الدواب  
وتشديد الموحدة وولد  
على الألف هو وحكى القصر  
أيضا وذكره قيل خاص  
بالمستند بر منه ۱۲۱  
قارى -  
سنة غياث بجمع مكسور  
فقطبة ثم مثله ۱۲۲  
سنة قال أبو عيسى لما كان  
جابر بن عبد الله بن المشهور  
من الصحابة والمطلق يصف  
أبو المشهور بن المصنف على  
أن هذا الرجل أثره على غير  
ذاك المشهور ۱۲۳

سنة ويقال أنه هو جابر بن  
طارق بن أبي طارق فقد  
ينسب إلى أبيه قد ينسب  
إلى جده ويقال جابر بن أبي  
طارق كن في الأصابة ۱۲۴  
سنة لا يعرف ببناء الجمل  
على الغائب وبناء المعلوم  
على المتكلم روايتان قلت  
وفيه مانع الاحتذاء كره له  
حد ثنا أخو في الأصابة

کہ زقون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو اسے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔  
منہ ۹ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو مرغوب تھا ایک مرتبہ حضور کے  
پاس کھانا آیا یا حضور کسی دعوت میں تشریف لے گئے (راوی کو شک ہے کہ یہ قصہ کس موقع کا ہے) جنہیں  
کہہ دیا تھا چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضور کو یہ مرغوب ہے اس لئے اسے قتل نہ ہوتا کہ میں حضور کے سامنے کر دیتا تھا  
ف، اس سے معلوم ہوا کہ اگر ترن میں مختلف چیزیں ہوں تو اپنے علاوہ دوسری جانب سے بھی  
کسی مرغوب چیز کے اٹھالینے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ ساتھی کو کوکراہت نہ آوے۔  
منہ ۱۰ جابر بن طارق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا  
لو کہہ دے کہ تم نے جابر بن طارق سے عرض کیا کہ اس کا کلبہ لے گا فرمایا کہ اس سے سائل میں اضافہ کیا جائیگا  
ف کہہ دے کہ فائدہ بھی علماء نے بہت سے لکھے ہیں بالخصوص طب کی کتابوں میں بہت سے منافع لکھے ہیں،  
منہ ۱۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

ت فقال

مالك يقول ان خياط اذ عار رسول الله صلى الله عليه وسلم لطعام صنع فقال انس  
 فن هبت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ذلك الطعام فقرب الى رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم خبز امن شعير ومرفقيه دباء وقد بين قال انس فرأيت النبي  
 صلى الله عليه وسلم يتبع الدباء حوالى الصلوة فلم ازل حبالا دباء من يومئذ حتى شتا  
 احمد بن ابراهيم الدورقي وسلمة بن شبيب ومحمود بن غيلان قالوا انا وابو اسامة  
 عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحلوا  
 والعسل حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني نا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج  
 اخبرني محمد بن يوسف ان عطاء بن يسار اخبره ان ام سلمة اخبرته انها قربت  
 الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جنبا مشويا فاكل منه ثم قام الى الصلوة وما توضأ

لخياط قال العسقراني  
 لم اقف على تسميته لكن  
 في رواية انه مولى لمصطفی  
 صلى الله عليه وسلم قاله  
 القاري ۱۲۰۰  
 له حوالی بفتح اللام  
 وسكون التاء مفتوح  
 مفتی الصورة بمعنى الجوز  
 قال المناوی فهو مفرد  
 لفظا وثنی صورة وجمع  
 معنی ۱۲۰۰

یکرتب دعوت کی میں بھی حضور کی ساتھ حاضر ہوا اس سے حضور کی خدمت میں بخوبی روشنی اور کراہت کا  
 نور پیدائش کیا میں نے حضور کو دیکھا کہ پیالہ کے سب جہانوں سے کھینچ کر لائی تلاش فرما کر نوش فرماتے  
 ہیں اس وقت سے مجھے بھی کہ وہ مرغوب ہو گیا، حضرت انس کی خود بھی دعوت ہو گئی یا حضور کی ساتھ  
 غلامیت میں چلے گئے ہونگے انہیں بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ داعی کو کراں نہ ہو۔

منب ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھائی اور شہد  
 پسند تھا، بظاہر حدیث میں (حلو) سے مراد ہریٹھی چیز ہے لیکن بعض لوگوں نے اس سے متعارف  
 نواہر ادلیا ہے جو مٹھائی اور چکنائی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حلو حضرت عثمان رضی  
 عنہ نے ہوا کہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا، اور حضور نے اسکو پسند فرمایا یہ حلو آئے اور شہد  
 ورگی سے بنایا گیا تھا۔ ۱۲۰۰

منب ۱۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انھوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کئے نماز پڑھی ف بعض روایات سے  
 گ سے پکی ہوئی چیز کا ناقض وضو ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہی اندر ب بعض علمائے متقدمین کا ہے،

حدثنا قتيبة بن شاذان عن الربيع بن سليمان عن زياد بن عبد الله بن الحارث  
 قال أكلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شواء في المسجد حدثنا محمد بن عبد الله بن  
 أنبانا وكيع حدثنا مسعر عن أبي بصير عن جامع بن شداد عن المغيرة بن عبد الله  
 عن المغيرة بن شعبه قال ضفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فأتني  
 بجنب مشوي ثم أخذ الشفرة فجعل يحزني بها منه قال فجاء بلال يؤذني بالصخرة  
 فالتقي الشفرة فقال ما له تربت يداه قال وكان شارب قذوفا فقال لما قصد ذلك  
 على سواك أو قصص على سواك حدثنا وأصل بن عبد الله بن علي بن محمد بن  
 علي

١٥ شوا وبكسر اوله ومن ذ  
 ١٦ اي مشويا والمراد مع الخبز  
 كما في رواية قاله القاري ١٧  
 ١٨ او صخرة بفتح صا ومنه  
 وسكون خاء معجمة بعد حاء  
 ١٩ او مهلة قالوا في بعض  
 (الاصول) البوصلة معجمة  
 وميم قلت وبالمهلة كناية  
 عن انه جال ١٩

عليه صفت الخ معناه نزلت  
أنا رسول الله صلى الله عليه  
وسلم ضيفين على انسان  
ولفظ أبي داود صفت النبي  
صلى الله عليه وسلم وفي  
النهاية صفت الرجل إذا  
نزلت به فضيلته واصله  
أذا نزلت وفي الفاهوس  
صفت اخصب نزلت عليه  
صيفا ظاهر لفظ البواد  
أن المغيرة كان صيفا لها  
عليه لسلم فقيس لفظهم  
في رواية الزمعي مقحمة  
وقيل غار ذلك ١٢

لیکن خلفاء اربعہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جو احادیث و فتوے پر دلالت کرتی ہیں وہ منسوخ ہیں یا موقوف ہیں حضرت امام مسلمہ رحمہ اللہ کی یہ حدیث بھی جمہوری کی تائید کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا وضو فرمائے نماز پڑھی۔ ۱۰۰

نمبر ۱۲۲۔ عبداللہ بن عمار کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا ۱  
گوشت مسجد میں کھایا، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کھانا لینا بائز ہے، تریلیک  
برزد وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو ورنہ نہ ہو گا۔ +

منشی ہار مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ حال ہوا  
کھانے میں ایک پوسو چنا ہوا لایا گیا، حضور چاقو لیکر اس میں سے کٹا کٹ کر مجھے مرحمت فرمایا ہے، تمہا اسی  
دوران میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اگر نازکی طیاری کی اطلاع دی، حضور ارشاد فرمایا کہ خاک  
آلودہ ہوں اس کے دونوں ہاتھ کیا ہوا اسکو کہ ایسے موقع پر تیر کی اور پھر چھری رکھ کر نازکے کی تیر تیر  
لے گئے، مغیرہ کہتے ہیں کہ دوسری بات میری ساتھ یہ پیش آئی کہ میری مویچہ بہت بڑھ رہی تھی حضور  
نے فرمایا کہ لاؤ اسواک پر رکھ کر اسکو کتر دوں، یا یہ فرمایا کہ اسواک پر رکھ کر انکو کتر دوں، یہی وہ تھا کہ اللہ  
میں شک ہے کہ کیا الفاظ فرمائے، اس حدیث میں چند مضمون قابل تنبیہ ہیں، اوکں یہ کہ حضور نے  
ساتھ حال ہوا اس کے مطلب میں عمامہ کے دو قول ہیں اور وہ آیات مختلفہ، دونوں کی تائید ہوتی ہے

فضیل عن ابی حیان التیمی عن ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ قال اتی النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرقع الیہ الذراع وکلت تعجیہ فہب منہ احد ثننا  
محمد بن بشار ثنا ابو داؤد عن زہیر یعنی ابن محمد عن ابی اسحاق عن سعد  
الطیاسی ۱۲

لہ ابی حیان محمد بن  
دقیقۃ عشرۃ ہجری  
بن سعید الکوفی منسوب  
الی تبحر السرباب ۱۲

لہ زرعہ بن الزبای  
المجموعۃ وسکون لہ  
المہملۃ اختلف فی اسمہ  
علی احوال ۲۰

لہ فہب منہ احد ثننا  
صلی اللہ علیہ وسلم  
اھنا واصر اولادینہ من  
قرۃ التکبر والتکلف ۱۲

لہ یعنی ابن محمد زاد  
لفظ یعنی رعا یدلفظ شیخ  
لہ محمد علی ان لفظ ابن

محمد البزارۃ شیخہ  
بینہ لہ یلتبس بھما  
ابن حرب وغیرہ ۱۲

لہ سعد و فی نسخۃ

سعید قالہ لقاری قلت  
وہو غلط لیس فی الروایۃ

احد اسمہ سعید بن

عیاض وسعد ہذا

الراوی الحدیث الشاة

معد ودعندہم وامنما

قال فیہ سعید بن منصور

سعید بن عیاض وہو

وہم ۱۳

ایک کہ ساتھ کالفظ زائد ہے اور مقصود یہ ہے کہ میں حضور کا مہمان بنا اور حضور نے میری بانی کے میں  
پہلو کا گوشت بھنوا یا اور کات کا ٹکڑا کھلایا جامع ترمذی شریف کی روایت اس مضمون کے کچھ زیادہ  
مناسب ہے اور ابو داؤد کی روایت تو گویا اس مضمون میں صریح ہے جس کے لفظ ہیں کہ میں حضور کا  
مہمان بنا دوسرے یہ کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کسی تیسرے شخص کے مہمان ہوئے  
ساتھ کالفظ روایات میں اسکی تائید کرتا ہے اس صورت میں حضور کا ٹکڑا کھانا تا یف قلوب کے لکھا تھا تیسرا  
مطلب بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے حضور کو اپنا مہمان کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔

دوسرا مضمون چاقوسے کاٹنے کے متعلق ابو داؤد شریف اور بیہقی کی روایات میں چاقوسے کاٹنے  
لی مخالفت آتی ہے غلام نے ان دونوں کے درمیان بہت سے طریقوں سے جمع اور تطبیق فرمائی ہے  
سہل یہ ہے کہ وہ مخالفت چاقوسے کاٹنے کی ہے اور یہ واقعہ چاقوسے کا ٹکڑا تھمت کھایا گیا اگر گوشت  
اچھی طرح نہ لگا ہو تو چاقوسے کا ٹکڑا تھمت سے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تیسری بات بلال کو جو حضور نے ارشاد فرمایا یہ الفاظ تنبیہ سے ہے ایسے الفاظ کے معنی مقصود ہیں  
ہوتے ملامت اور تنبیہ مقصود ہوتی ہے ہر زبان میں اس قسم کے الفاظ دانستن کے موقع پر مستعمل ہوتے ہیں اگرچہ  
اس جگہ بعض علماء نے حضور کے الفاظ ہونیکے وجہ سے اس کے نفیس نفس معنی بھی بتلائے ہیں لیکن بظاہر صرف  
تنبیہ یا زنبیہ اس امر تھی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہمان کی وجہ سے اس کے استہام میں  
مشغول تھے تو اس کے دربار میں اطلاع نہ کرنی چاہی تھی بلکہ فراغت کا انتظار مناسب تھا جب تک نماز کی وقت  
میں انجام نہ لے لی تھی، جو تھی نہ ہوئے کاٹنے سے متعلق ظاہر یہی مطلب ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا کہ آخر  
ان میں ہر کسی نے بھی تھیں اور حضور نے کنگھے کے بجائے مسوک کھڑکے سے متعلق ارشاد فرمایا بعض نے فراموش  
اس طرف لکھی ہیں حضور کی اپنی ہیں مگر ان میں یہ توجیہ بہتر نہیں، نمبر ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور کی خدمت



ابن عیاض عن ابن مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجلبہ لذرَاع قال  
وسم فی الذراع وکان یروی ان الیہود سموہ حد ثنا محمد بن بشیر ثنا مسلم بن  
ابراہیم ثنا ابان بن یزید عن قتادة عن شہر بن حوشب عن ابی عبید <sup>رضی اللہ عنہ</sup> قال لجنۃ  
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قد راو کان یجلبہ الذراع فناولت الذراع ثم قال ناولنی الذراع

لہیری بضم الیاء من  
الذراعۃ ای یظن ابیہ مسعود  
وانما النسب الی الیہود  
لانفاقہم ومشورہم و  
انفکانت الملباتۃ لذلک  
زینب بنت الحارث امراة  
سلامہ بن مشکم الیہودی  
کذا ابان بفتح الهمزة و  
تحفیف الباء الموحدة  
ابن یزید الطحار۔  
سے ابی عبید کن اذ اکثر  
النسب الموحدة عندی  
وفی نسخۃ بالتاء وقل فی  
الحفظ کن او قم فی سماعنا  
من کتابنا لشمائل بزيادة  
تاء التانیث وکن اذ کرة  
المص فی جامعہ والمعروف  
انہ بلا تاء هو مولی الکنی  
صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہ  
الاھن الحدیث الاول  
قال لمناوی قلت وہکن  
فی النسخۃ الثانی عن فاعن  
المکتوبۃ والمطبوعة بذان  
الہاؤکن فی کتاب لرجال  
فزیادة الہاء لیس بذان

کس سے گوشت آیا اس میں سے دست حضور کے سامنے پیش ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست  
پسند بھی تھا حضور نے اسکو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چہری وغیرہ سے نہیں کاٹا۔)  
منہ <sup>۱۸</sup> ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ذر <sup>۱۹</sup> یعنی دست کا گوشت  
مرغوب تھا اور اسی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا اور گمان یہ ہے کہ یہ زہر دیا تھا  
فتح خیر میں ایک یہودی عورت کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کو دست کا گوشت مرغوب ہے تو ایک  
بکری کا گوشت بھوننا اور اسکو خوب زہر آلود کیا اور دست میں خصوصیت ہی بہت سازہر قائل بھر کر  
حضور کی دعوت کی اور سامنے پیش کیا، حضور نے لقمہ منہ میں رکھا لیکن نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی  
یا کچھ نگل بھی لیا تھا کہ اسکو تھوک دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں ہر  
لیکن کچھ نہ کچھ اثر پہنچ گیا تھا چنانچہ یہی سبب اثر حضور کے وصال کی بوقت عود کے حضور کی شہادت کا  
سبب بنا اسکے بعد اس عورت کو بلایا گیا اور اس نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے زہر ملا یا تھا حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا اسکے اس عورت کو اسوقت معاف فرمایا گیا لیکن  
چونکہ شہر بن برہ صحنی اس زہر کو شہید ہونے سے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھی شہادت پر اس عورت  
کو قصاصاً قتل فرمایا اسکے بارہ میں مختلف روایتیں آتی ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاص لیا بعض  
معلوم ہوتا ہے کہ نہیں لیا اور دونوں صحیح ہیں جیسا کہ اصل واقعہ معلوم ہو گیا ابن مسعود نکاہیں گمان  
یہ ہے یہ انکے خیال کی بنا پر ہے بظاہر انکو محقق نہیں ہوا ورنہ اصل واقعہ محقق ہو چکا۔

منہ <sup>۱۸</sup> ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی چونکہ آفتے  
نامہ کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے ایک بونگ پیش کی پھر حضور نے دوسری طلب فرمائی

فناولتہ ثم قال ناو لنی الذراع فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومکم للشاة من الذراع  
فقال والذی نفسی بیدہ لو سکت لنا و لتی الذراع ما دعوت حد ثنا الحسن بن  
محمد الزعفرانی ثنا یحیی بن عباد عن فلیح بن سلیمان قال حدثنی رجل من بنی عباد  
یقال له عبد الوہاب بن یحیی بن عباد عن عبد اللہ بن الزبیر عن عائشة قالت قال  
الذراع احب اللحم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکنہ کان لا یجد اللحم الا غبار  
وکان یجعل لیہا لایا عجلہا فنجی اجد ثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد ثنا مسعر  
قال سمعت شیعان بن فہم قال سمعت عبد اللہ بن جعفر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ ما کان الخ قال زین  
الحفاظ کذا وقع فی اصل  
سما عن من الشما ل بالشی  
ووقع فی سما عن من الجاهم  
بالاثبات ولیس یجید اذا  
الاستدراک بعد ذلک  
لیناسب فہو ما سقط لفظ  
ما عن بعض المرواۃ او اصلہ  
لعض المتجاسمین لیناسب  
بقیۃ الاحادیث فی کون  
الذراع کانت تعجبہ مع  
انما منافات بینہما ۱۳  
۱۴ بقیۃ الفاء وسکون  
الہاء کسہم الوقیل واسم  
ہن ۱۵ لشیق محمد بن عبد  
بن ابی رافع وقیل اسم ابیہ  
عبد الرحمن قال ماریہ اکثر  
ما یاتی فی الحدیث غیرہ  
۱۲ قاری

میں نے دوسری بخش کی بجز حضور نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کبریٰ کے دو ہی بگوئیں ہوتی  
ہیں حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر تو پ رہتا تو جیتا کہ  
میں مانگتا رہتا اس زچگی میں سے بونگیں نکلتی رہتیں، و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مجمع تھا  
مسند احمد میں اس روایت کا معنی اور ارفع سے منقول ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ دونوں کیساتھ پیش آیا۔

منہ ۱۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کواشت کچھ لذت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم کو زیادہ پسند نہیں تھا بلکہ گوشت چونکہ گا ہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتی ہے اسلئے حضور اسکو  
پسند فرماتے تھے تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل علیہ میں مصروف ہوں و حضور کا دست کو پسند  
فرمانا روایات متعددہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن وجوہ غیبت ممکن ہے کہ کئی ہوں منجملہ انکے یہ بھی ہو جو حضرت  
عائشہ نے تحریر فرمائی اور جس غیبت کی نفی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ غیبت بظاہر میلان خاطر  
اور اشتہار کا درجہ ہے جو حضور والا کی شان کے مناسبت نہیں ورنہ پسندیدگی کا بظاہر انکار نہیں۔

منہ ۲۰ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیٹ کا  
گوشت بہترین گوشت ہر طرف یہ روایات گذشتہ دست کی روایات کے کچھ خلاف نہیں اسلئے کہ پسندیدگی  
اور عمدگی مختلف وجوہ سے دونوں میں ہو سکتی ہے مثلاً قوت کے لحاظ سے یا ریشہ نہ ہونے یا پکنا ہونے  
کی وجہ سے وغیرہ وغیرہ مختلف لحاظ سے دونوں چیزیں عمدہ ہو سکتی ہیں۔

لحم الحمر الطمحة المناسبة بالتحفة بان كونه لطيب يقتضيه انه عليه السلام لعله تناول في بعض الاحيان ثم لا يخالفه للحديث  
لما تقدم من روايات الراعي فاحاجة الى التوجيه بان الرواية ضعيفة لمكان شين، ۱۲۰۰ الحبابي نعم الحاء المهمل وحقيف  
الموصوف كغراب ۱۲۰۰  
۹۰  
نزع من تامل تندی

ان الطيب اللحم لحم الطمحة لحم التماسق بن وكيع تنازير بن الحباب عن عبد الله  
بن المؤمل عن ابن ابي مليكة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان ادم  
الخل حل ثنا ابو كريب ثنا ابو بكر بن عياش عن ثابت بن ابي حمزة التميمي عن الشعبي عن  
ام هانئ قالت دخل علي النبي صلى الله عليه وسلم فقال عند من شئت فقلت لا الا خبز يا رسول الله  
فقال اهل ما اقررنيك من ادم في حل حل ثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة  
عن عمرو بن مرة عن مرة الهمداني عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل  
عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام حل ثنا علي بن حجر ثنا اسمعيل بن جعفر

سنة المؤمل يتشد يداه  
المفتوحة وقيل بكسرهما  
قاري ۱۲۰۰  
سنة ابن ابي مليكة هو  
عبد الله بن عيسى بن ابي  
مليكة بن عيسى بن ابي  
سنة ابن حمزة وق سعة  
ابن حمزة قال القاري  
قلت والظاهر الاول هو ثابت  
ابن ابي صفية الثماني ۱۲۰۰  
سنة التميمي بصور المتقدمة  
الميمون منسوب الى قتادة لقب  
عوف بن اسلم حل حل د  
الى حمزة لقب به لانه كان  
يسمىهم اللين بسم الله  
لغوة قال القاري ۱۲۰۰  
سنة هانئ باثبات الياء  
بصيغة امر وما اجاد من  
قال اسمو فعل ۱۲۰۰  
سنة اقر من القاف والقاف  
القاف الطامع بلا ادم كان  
في الجمع وقال ايضا القاف  
مع القاف القاف هو الحز  
وحدة اقلت وكن الوجع  
السنفان معاف الشماثل  
لكن قال المناوي ومن من  
جعل بالقاف مع القاف ۱۲۰۰  
سنة الترمذي الخ يعني كما ان  
جامع العوائد شقي من  
الغنمية والذلة والقوة  
حق قيل انه يعيد التبيين  
الى صباه كن لك هي الختم  
بين فضائل شقي من الفضل  
والفقه والقصاحة  
والنظافة وغيرها ۱۲۰۰

نمب ۲۱ حضرت عائشة رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم  
بہترین سالن ہے ف، یہ مضمون شروع باب میں متعدد روایات سے گزر چکا۔

نمب ۲۲ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا حضور کی حجاز (ابن) فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم میرے پاس کچھ کھائے کو ہے میں نے عرض کیا کہ سوئی روٹی  
اور سرکہ حضور نے فرمایا کہ وہ گھر سالن سے خالی نہیں حسین سرکہ عوف یہ قصہ حضرت ابن عباس رضی اللہ  
عنہ کی روایت میں جسکو بیہقی نے تخریج کیا ہے زیادہ مفصل ہے جسکا اصل یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی سے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانیا کو بھی رکھا ہے انھوں نے عرض کیا  
کہ حضور سوئی روٹی ہے جسکو پیش کرتے ہوئے تشرم آتی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں لے آؤ وہ لے آئیں حضور نے انکے  
گھر سے کتے اور پانی میں بھگو کر ٹمک ملا یا پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ کچھ سالن بھی ہے انھوں نے عرض کیا  
کہ سرکہ سوا اور کچھ نہیں آپ نے منگایا اور اس پر ڈال کر نوش فرمایا۔

نمب ۲۳ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ترید کی فضیلت تمام کھانوں پر اس حدیث کی حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر بھی ثابت ہوتی ہے اور ترید کی فضیلت تمام کھانوں پر بھی ثابت ہے  
ترید شوریہ میں بھیکے ہوئے ٹکڑے گوشت ہیں جن میں علاوہ لذت و قوت کے سہولت و سرعت سم بلکہ لیسار

ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معمر الانصاری ابو حوالة انما سمع انس بن مالک  
 يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على  
 سائر الطعام حدث ثنا قتيبة بن سعيد ثنا عبد العزيز بن محمد عن سهيل بن  
 ابي صالح عن ابي عن ابي هريرة انه رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم توضع له  
 ثياب فقامت رآه اكل من كتف شاة ثم صلى ولم يتوضأ حدث ثنا ابن ابي عمر ثنا

ابو حوالة انما سمع انس بن مالک  
 انہ بینة زمن عمر بن  
 عبد المعز ۱۲۴  
 ۱۲۴ ثور قبل الثور قطعة  
 من الاقطاف لا صافه على  
 سبيل التحويل وبیانہ  
 وقيل الثور القطعة  
 مطلقا - ۱۲۴ قاری،  
 ۱۲۴ ابن ابی عمر قبل  
 محمد بن یحیی بن ابی عمر  
 فهو منسوبة الى جده و  
 قبل ابو عمر كنية ابيه يحيى ۱۲

ہو جانا وغیرہ غیر منافع ہیں عین اس کا ستور تھا اور سب کھانوں میں افضل شمار ہوتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی  
 فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں، اس روایت میں علماء کا اختلاف ہے عورتوں سے مراد سب  
 عورتیں ہیں یا کچھ مستثنیٰ ہیں اسی بنا پر اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ اور  
 حضرت فاطمہ پر بھی ہے یا نہیں کسی نے حضرت عائشہ کی فضیلت بتلائی ہے اور کوئی حضرت فاطمہ کی  
 فضیلت کا قائل ہے کوئی حضرت فاطمہ کی فضیلت عن اکل کبیر مائل ہے لیکن ہند کے نزدیک ان  
 میں سے ہر ایک کسی خاص فضیلت کے لحاظ سے سبب فضل ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہاء  
 اور مجتہدین کی ساتھ اس میں بھی برتری ہوتی ہے کہ وحی اُنکے لباس میں نازل ہو جاتی تھی حضرت فاطمہ  
 پہلی بیوی پہلی مؤمنہ وغیرہ بہت سے امور کی بنا پر افضل ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کا  
 جگر گوشہ اور جنت کی سردار وغیرہ امور میں سب سے افضل ہیں، \*

منہ ۲۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ  
 کی فضیلت تمام عورتوں پر ہرگز نہیں کی فضیلت کے ہے تمام کھانوں پر، \*

منہ ۲۵ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ  
 پیہر کا کٹاؤش فرما کر وضو فرماتے دیکھا اور پھر ایک دفعہ دیکھا کہ بکری کا شانہ نوش فرمایا اور وضو نہیں  
 فرمایا ممکن ہے کہ حضور نے پیہر کے ٹکڑے جس زمانہ میں وضو فرمایا وہ زمانہ آگ سے کھینچی ہوئی  
 چیزوں سے وضو ٹوٹ جائیگا زمانہ ہو یا کسی اور وجہ سے وضو فرمایا ہو مثلاً وضو بروضو کا ارادہ فرمایا ہو  
 یا پہلا وضو کسی اور وجہ سے جاتا رہا ہو۔ \*

سہ ایہ کن ائی اکثر الشہور فی بعضہا ابنہ وہو الصواب عندی والمزاد ابنہ یکرین وائل فہو من روضۃ الکابر عن  
الاصغر ولقط ایہ لضعیف لان والدا وائل وہو داؤد لیس من رواۃ الصحاح والمحدثین الخرجہ ابوداؤد فی الاطعمۃ بلقط  
ابنہ وابن ماجہ بلفظ ابنہ یحبب **۹۲** من الکل ما وقع فی جامع  
المصنف بلفظ عن ابنہ وائل

سفین بن عیینۃ عن وائل بن داؤد عن اُبیہ وہو بکر بن وائل عن الزہری  
عن انس بن مالک قال اولم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صفیۃ بتمرو سوقی  
حل ثمن الحسن بن محمد البصری ثمن الفضیل بن سلیمان بن فاضل  
مولی عبید اللہ بن علی بن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حل  
عبید اللہ بن علی عن جلد ثمن سلمی ان الحسن بن علی وابن عباس وابن  
جعفر اذہا فقالوا لہا اصنع لنا طعاما ما کان یحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وخیسن اکل فقالت یا بنی انتم تہیب الیوم قال علی اصنع لہا قال فقامت  
فاخذت شئیما من التشعیر فطحنتہ ثم جعلتہ فی قد وصببت علیہ شئیما من زیت  
ودقت الغلغل والتوابل فقربتہ الیہم فقالت خذہا ما کان یحب النبی صلی اللہ علیہ

ابنہ فلفظ ابنہ صحیح لکن لیس  
فی الرواۃ لحدن سمعہ زوف ۱۲  
لہ الحسن بن محمد بن  
لحمۃ سفیان بن محمد قال  
میراثی غلط لان سفیان  
ابن محمد لم یکن فی الرواۃ  
۱۱ قلت ولز الودین کمرہ  
الحافظی تہن بیدہ ۱۲  
لہ الفضیل بضم فیم فتحۃ  
ساکتہ فی بعض النسخ  
الفضل قال اصیل الدن  
کذا فی اکثر النسخ وہو غلط  
والصواب فضیل مصغراً  
قلت لیس فضل بن سلیمان  
احد من الرواۃ ۱۲  
لہ مولی صفۃ لقول ابی  
زفر یضی البور اقم کاہموی  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وہو غلبت علیہ کینۃ لخط  
فی اسمہ علی اقول ۱۲  
لہ سلمی بفتح او ثما زوجۃ  
ابی رافع وہی کانت قابلاً  
ابراہیم ابن المصطفی صلی  
اللہ علیہما وسلم ۱۲  
لہ انتم تہیب الیوم  
لانہا خاطبت اعظمہم واولہم  
لانہا بغیۃہم کاؤ کو احد  
قالہ بیہوری والمعنی ان  
ہذا الطعام لا یحبونہ  
الیوم لغير الحالۃ من  
الحسری الی الیسو ۱۲

**منہ ۲۶** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا  
کا ولیمہ کجرا ورتوت سے فرمایا تھا کہ حضرت صفیہ حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد سے  
ہیں محرم کے ہیں جنگ خیمہ میں باندی بنکر آئیں تھیں حضور نے انکو آزاد فرما کر نکاح کر لیا اور سقری میں  
انکا ولیمہ ہوا انکے ولیمہ میں مختلف روایات ہیں بعض میں عیس جو ایک قسم کا حلوا ہے اس کا ولیمہ وارد ہوا ہے  
بعض میں نیہ بھی آیا ہے ظاہر یہ ہے کہ چونکہ سفر کا موقع تھا اسلئے ناشتہ وغیرہ میں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اور خاص مخلصین کے پاس موجود تھا سب ولیمہ میں شریک کر دیا۔

**منہ ۲۷** سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ امام حسن وعبید اللہ بن عباس وعبید اللہ بن جعفر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس شریف لے گئے اور فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھا نا  
پسند تھا اور اس کو رغبت سے نوش فرماتے تھے وہ ہیں پکا کر کھلاؤ سلمی نے کہا کہ پیارے بچو اب وہ کہنا  
پسند نہیں آئیگا وہ تنگی ہی میں پسند ہوتا ہے انھوں نے فرمایا کہ نہیں ضرور پسند آئیگا وہ انھیں اور  
تھوڑے جو باندی میں ڈالے اور اس پر ذرا ساز نیون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں زیرہ وغیرہ مصالحہ  
پیس کر ڈالا اور پکا کر لار کھا کہ حضور کو یہ پسند تھا

والماء المہلۃ مصغرا وفي

نصفۃ ابن نیبہم المؤمن

الرجال ہوا الاول وليس

عند ہم احل ليشتمہا بن

نیبہم ۱۲۰

۱۰۰ قصۃ قال القاری

ہی قصۃ جابر فی عزوۃ

الحندق اذ قال انکفأت

الی امرأتی فقتلہا عن

شی قالی رأیت بالنبی علیہ

السلام یجوعا الحدیث

اخری صاحب مشکوۃ

بروایتہ المتفق علیہ یشکل

علین ہذا الروایتہ

علی ان ذم الشاة بعد تیانہ

علیہا نسلا وروایتہ المشکوۃ

تدل عکسہ والجمع بینہما

ہیں جمعہما ۱۲۰ قاری

بثلثۃ وجوہ ۱۲۰

۱۰۰ بقناع بکسۃ القاف

الطبق الذی لوکل علیہ

کن ائی الصیام وقید فی

القاموس بانہ طبق من

سعدۃ الخل ۱۲۰ قاری

۱۰۰ بقناع بکسۃ القاف

وسلمو یحسن اکل یحل ثناء محمود بن غیران ثناء ابو احمد ثناء سفیان عبد السور  
ابن قیس عن نبی العززی عن جابر بن عبد اللہ قال اتان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
فی منزلنا فذبحنا شاة فقال کانہم علموا انا نحب اللحم و فی الحدیث قصۃ حل ثناء ابن  
ابی ہریرۃ ثناء سفیان ثناء عبد اللہ بن محمد بن عقیل سمع جابرا قال سفیان وانا  
مع جبر بن المنکر رعن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا معہ  
فدخل علی امرأۃ من ازہار فذبح شاة فاکل منہا واثنتہا بقناع من رطب  
فاکل منہ ثم توضاء للظہر و صلی ثم انصرف فاثنتہا بعزلۃ من عزلاتہ الشاة فاکل ثم

منہ ۲۸ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے  
حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلدادہی کے نواخذہ) سرست کے طرز پر افرایا کہ بظاہر  
ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ میں گوشت مرغوب ہے ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اور بھی قصہ جو محض  
کردار کیا ف کہتے ہیں کہ یہ وہ قصہ جو کتب حدیث میں غزوہ خندق کے قصہ میں مذکور ہے میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مجرہ کا بھی ذکر ہے، وہ یہ کہ جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوکا  
اثر محسوس کیا گھر میں جاکر پوچھا کہ کچھ کھا نیکی بھی ہے معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ ہوا وہ بھی میں حضور سے جو  
ہیں میں نے اسکو ذبح کیا اور گھروالی نے جو پیسہ کہ آٹا گوندھا گوشت دہی میں پکے کے لئے رکھ کر میں نے  
حضور سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھا ناموجود ہے، آپ اور چند فقہاء آپ کے ساتھ تشریف لیجلیں حضور نے یہ سنکر  
تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرما دیا کہ جابر کے یہاں دعوت ہے سب چلیں  
الغرض حضور تشریف لیگئے اور کچھ پڑھ کر اٹے اور دہی میں دم کیا جس کی وجہ سے اسقدر برکت ہوئی کہ اس  
دہی میں سے برابر سالن نکلتا رہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں ۱۰۰

منہ ۲۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیرہ ایک نصاری  
عورت کے مکان پر تشریف لے گئے میں بھی حضور کے ہمراہ انھوں نے حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور نے اس میں  
سے کچھ تناول فرمایا اسکے بعد کھجور کی چنگیری میں کچھ تازہ کھجوریں لائیں حضور نے اس میں سے بھی کچھ تناول



ام الممن ريقال اسمها سلمى بنت قيس ويقال هي احدى خالاته صلى الله عليه وسلم ولما بلغ الدال لهم ملة وتوابع الزمر  
المكسورة جمع والية هي العرق من الخلة قطع ذال لم تعلق فاذا اصب وكل وواو منقلبة عن الف اذ هو جمع دالية اقاري  
سك لهواي الاضيافي وفي بعض نسخ نبي النسخة فقيل الضمير لعلي ٩٢ من تنب على قوله قدوة على ما لم يخرج من شمس مرق

ياكل الرطب جعلت لهذا  
والوجه ان ضمير الواحد  
اليه صلى الله عليه وسلم  
الاصول المتبعه والواجب  
وهذا امر قبيح ما تقدم  
من اكل الرطب وغيره  
سك اوفى قال غيره الظاهر ان  
صبيغة التفصيل ورد هناك  
لمجرد الموازنة لان تحقق  
الزنية يتوقف على وجود  
الفضل في الطرف المقابل  
الهم الا ان يقال بطريق  
الامكان او بحسب الحكمة  
قاله القاري ثم اتفاني بين  
نبيه صلى الله عليه وسلم  
عليما وبين رواية ابن طلحة  
ان شعاع رجاه فقال ما تشتهي  
فقال كعكاوفي رواية بخبر  
فقال من عند خبز بر  
فليبعث الى اخيه الخديث  
لان المريض اذا اشتد  
شهوة للنهي قتناول القليل  
منه ايضا فصدق الشبهة  
تدفع مضوقه قال المناوي  
وعبرة قلت وقد جربت  
ذلك فوجدته هكذا وهو  
الوجه عندى وفيه  
توجيهات اخر ١٢٤  
هه عذافه الغين المحم  
والدال لهم ملة والممن هو  
الطعام الذي ياكل اول  
انها قاله القاري ١٢٥

صلى العصور لم يتوضأ احد ثنا العباس بن محمد الدوري ثنا يونس بن محمد  
ثنا فليح بن سليمان عن عثمان بن عبد الرحمن عن يعقوب بن ابى يعقوب  
عن امر الممن رقاقت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي ولنا دوال  
معلقة قالت فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ياكل وعلى معا ياكل فقال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم علي معا علي فانك ناقة قالت فجلس علي والنبى صلى الله عليه  
وسلم ياكل قالت فجعلت لهما سلقا وشعبا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي  
يا علي من هذا فاصب فانه اوفى لك حدثنا محمود بن غيلان ثنا البشير بن السري  
عن سفيان عن طلحة بن يحيى عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنين  
رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم ياتيني فيقول عندك غدا فاقول

فروا يا محمد كرمي نماز کے لئے حضور نے وضو فرما کر نماز ادا فرمائی پھر واپس تشریف لائے پر انھوں نے باسی کوشت  
سائے کھا حضور نے اسکو تناول فرمایا اور عصر کی نماز کے لئے جہد وضو نہیں فرمائی اسی پہلی وضو نماز ادا  
فرمائی اس حدیث سے بھی آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو نہ ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے نیز ہمیں  
رو مرتبہ کھانہ کا اثبات بھی اس حدیث سے کیا جاتا ہے ۔ ۹۳  
نمبر ۳۰ ام منذر کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے ہماری یہاں  
کچھ کسے خوش رکھے ہوئے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سے تناول فرمانے لگے حضرت علیؓ جو حضور  
کی ساتھی تھے وہ بھی خوش فرمانے لگے حضور نے انکو روک دیا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو تم کھاؤ وہ رک  
گئے اور حضور تناول فرماتے رہے ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے تھوڑے سے تھوڑے تھوڑے لیکر کھاؤ حضور نے  
حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ کھاؤ یہ تمھارے مناسب ہے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسباب  
کی رعایت توکل کے متنافی نہیں چنانچہ حیرا العلوم میں اسکو مفصل لکھا ہے اس کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ  
نمبر ۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری پاس تشریف لائے دریافت  
فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھاؤ کھاؤ یہ جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرمانے کرتیں نے روزہ کا ارادہ کر لیا یہ ایک مرتبہ

لَا قَالَتْ فَيَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ قَالَتْ فَأَقَابُوا مَا قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لَهْدِيَةٌ  
قَالَ وَمَا هِيَ قُلْتُ حَيْسٌ قَالَ أَمَا إِنِّي أَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ ثُمَّ أَكَلِ حُلَّ تَتَأَعْبَدُ لِلَّهِ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ عَنْ عِيَاذِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ <sup>ع</sup>عَنِ  
عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الْأَعْوَرِ عَنْ يَوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ  
قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كَسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً

حضور تشریف لائے میں نے غرض کیا کہ ایک سہیلیا ہوا کھا ہر حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے میں نے عرض کیا  
کہ کچھ کا طبلہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تو روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا پھر حضور نے انہیں سے تناول فرمایا اس  
حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ نفلی روزہ کی نیت صبح کی وقت بھی آدھ پہ دن تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ  
اُس سے پہلے کوئی عمل روزہ کے منافی نہ کیا ہو چنانچہ حضور نے حضرت عائشہؓ سے دریافت فرماتے پر نیت فرمائی  
یہ مذہب حنفیہ شافعیہ رضی اللہ عنہم کا ہے، اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ نفلی روزہ کی نیت رات  
سے کرنی ضروری ہے اس مسئلہ میں یہ حدیث ہمارے موافق ہے، دوسرے مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نفل روزہ رکھے  
تو اُس کے توڑ دینے کا اختیار ہے، یہ مذہب شافعیہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ کے نزدیک قرآن شریف کی آیت  
وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ لَكُمْ أَپنے اعمال کو باطل مت کرو کی بنا پر روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں لیکن اس  
حدیث سے تو یہ کہ روزہ کا توڑنا معلوم ہوتا ہے اسلئے دونوں چیزوں پر عمل اس طرح کیا جاوے گا کہ اگر کوئی ضرورت  
اور مجبوری پیش ہو تو اس حدیث کی وجہ سے اُس میں گنجائش سمجھنی چاہئے اور بلا ضرورت توڑنا جائز نہیں  
چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حال بھی یہی تھا ہے، بعض علماء نے حدیث کے اس جملہ کا کہ وہ  
رکھنے کا ارادہ کر رکھا تھا، اس کا یہ مطلب فرمایا ہے کہ بچہ نیت نہیں فرمائی تھی البتہ ارادہ تھا کہ اگر روزہ کھلوں گا  
لیکن بندہ کے نزدیک پہلی ترجیح یہی ہے مسئلہ اگر کسی ضرورت نفل روزہ توڑ دینے کی نوبت آوے تو حنفیہ کے  
ز نزدیک کسی دوسرے وقت اُس کی قضا کرنی واجب ہے اسلئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت  
میں اس کی تصریح ہے کہ کسی دوسرے دن قضا کر لیجیو۔ " +

منہج ۲ یوسف کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور نے

لے حیس بجاء مہملہ  
مفتوحہ و تحتیہ ساکنہ  
بعد ہا سین مہملہ ہوا تھیں  
مع السمن والا قط و قد  
یعمل عوض الاقط الدقیق  
اول لقیق تہم یدر لہم  
واصل الحیس الخاطی اقاری  
سے اہل فیہ جواز الفطر  
لمن اصبح صائما وہیہ قالت  
الحنفیہ لمن عرض لہ عن ر  
واوجہوا القضاء الاصل روایت  
عائشہؓ ۱۲۰  
سے یوسف الخاطی اقاری  
صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ  
وسماہ یوسف روى عن  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ثلاثة احادیث کم اقل ولیس  
فی بعض النسخ کا قلبیہ و غیرہا  
زیادۃ عن عبد اللہ بن سلام  
فیكون الحدیث من حقولہ  
یوسف و ہوا الاوجہ عندی  
لان الحدیث اخر جالبہ و ان  
فی سننہ بروایت یوسف و کذا  
الحافظ ذکوة فی تہذیبہ  
والاصابة فی توجیہ یوسف ۱۲

سلف ادا امر لا دلیل فیہ الشافعیۃ رحمہم اللہ فی عن حلف لایا کل ادعا یحدث بہ لان ہذا من باب الجواز والتنبیہ کما ہو وظاہر انہما  
 فیہ مع ان ہنی الایمان علی التعارف ۱۲۔ ۱۵ النفل بضم النون المثناة ویکسوفی الاصل ما یرسب من کل شیء وقد یطیق علی ما بقی  
 بعد الطحاوی والمراد ہذا فی القدر فی صاۃ نبوی اوفی قصعة ۱۲۰

ثم قال هذه اداة هذه فاكل حد ثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنا سعيد بن سليمان  
 عن عباد بن انعم عن حميد عن النس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم كان يعجب النفل قال عبد الله يعني ما بقى من الطعام  
 باب ما جاء في صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الطحا  
 حد ثنا احمد بن مديح ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن ايوب عن ابن ابي مليكة  
 عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من الخمار  
 فاقرب اليه الطعام فقالوا الا فاتيئك بوضوء قال انما امرت بالوضوء فاذنفت الى  
 الصلوة حد ثنا سعيد بن عبد الرحمن النخعي ثنا سفين بن عيينة عن  
 عمرو بن دينار عن سعيد بن الحويرث عن ابن عباس رضي الله عنهما قال خرج

النفوس كما يدل عليه قوله  
 عن الطحاوي قبله بعد  
 كما يدل عليه ما سياتي في آخر  
 الباب وقيل المراد بالوضوء  
 الشراعي أي طهارة في صفة  
 الوضوء ويؤيد ذلك ما رو  
 حاصلا ما نقل السيد باقر  
 ان الحديثين الاولين  
 يدلان على ان الوضوء الشرعي  
 ليس بمسحوب والحديث  
 الثالث يدل على استحبابه  
 فلا بد ان يحمل على الوضوء  
 اللغوي كما بين الروايات  
 لا فاتيئك بهذا من المهر  
 الاستفهامية وفي نسخة  
 بانثابتها ۱۲  
 فامرت استدلل به على  
 ان كان يجب الوضوء عليه  
 لكل صلوة متطهرة وغير  
 متطهرة عند ابي داود  
 فلما شق عليه مر بالسواك  
 قال نقارى المراد بالصلوة  
 هو وما في معناها سجدة  
 التلاوة ومس المصحف  
 وازادة الطواف وكانه يني  
 الكلوم على اهم الاحلب  
 قل ميرك شاه وليس في  
 الحديث دلالة على غسل  
 اليدين فيتمثل انه غسلها  
 ويختل عد ۴ الفصل  
 بيان الجواز ۱۳

ايك روى كانا بكرة س يرايك تجور كجي اور فرمايا كه ريه اسكا سالن به اور نوش فرمايياف چونكه كجور كا  
 سالن كه موقع پر كهانا متعارف نهين تها اسلے حضور سے تنبيه فرما دی كه اس سوسالن كا كام بهي ليا جاسا  
 نمبر ۳۳ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بانڈی پیرا لگا پچا ہوا کھانا  
 مرغوب تھا یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تواضع کی بنا پر تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے وقت وضو کا ذکر  
 کھانے کے وقت سے مراد عام ہے کہ کھانے کے بعد پیا پینے وضو کا اطلاق اصطلاحی وضو پر آتا ہی ہے  
 جو نماز کے لئے شرط ہے لیکن لغت عرب میں ہاتھ منہ دھونے پر بھی وضو کا اطلاق کیا جاتا ہے اس باب میں طرح  
 کی روایات وارد ہوئی ہیں جن سے وضو کا نامعلوم ہوتا ہے یہ دوسری وضو جو وضو بخوبی کہلاتی ہے اور بعض  
 سے نہ کرنا معلوم ہوتا ہے یہ وہ وضو اصطلاحی ہے۔

نمبر ۳۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ کے احلا  
 سے فراغت پر آپ باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لائے بیٹھے چھا  
 گیا آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ نمبر ۳۵ ابن عباس ہی سے ہیں

سہ فاتوئہ بالنصب لكونه بعد النفي وقصر السببية وبالرفع لعد معها ۱۲، ۱۳ الجرجاني بضم الجيم الاولى قاضي جرجان روى عن الشيخ وغيره وروى

عن الشافعي وخبره هوب من ترجمه شافعي

۹۷

تصايل نوى

القضاء فجاء بمكة ۱۲ مناوى  
سہ ابی ہاشم علی وزن  
فاعل ہوا ابو ہاشم الرماني  
مختلف فی اسمہ ووقع فی  
بعض النسخ ابو ہاشم و  
خلف من الناس ۱۲،  
سہ از ان بزمی مجمعة  
اول الحروف ویدل مجمعة  
بین الالفین اخوة فون  
سہ قرأت فی التورات  
وخالفت حدیث نمیه صلی  
اللہ علیہ وسلم عمرو بن  
الخطاب عن النظر فی  
التورات انہ لیس فی  
حدیث سلمان انہ قرأ  
فی الاسرار مع انہ کان  
یحب موافقة اهل الكتاب  
فیما لم یؤمن امر یحالفہم  
فلعل من الحدیث کان  
اولاً - ۱۲

سہ الوضوء لعل اشارۃ  
الی تحریف فانی التوراة او  
ایما الی ان شریعتہ زادت  
الوضوء قبلہ ایضا استقبالا  
للنعمۃ بالطہارة المشعرة  
للتعظیم علی ما ورد بعثت  
انتم مکالم الانلاق ۱۳  
کہ الیافعی نسبة الی  
یاضع وهو اسم موضع  
اوقبلہ من رعان علی  
ما فی القاموس ۱۲، ۱۳

رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغائط فأتى بطعام فقيل له: القوضاء فقال: أصبل  
فاتوضأ حل ثنا يحيى بن موسى ثنا عبد الله بن نمير ثنا قيس بن الربيع وحسن  
قتيبة ثنا عبد الكريم الجرجاني عن قيس بن الربيع عن أبي هاشم عن زاذان عن  
سليمان قال: قرأت في التوراة أن بركة الطعام الوضوء بعده فذكرت ذلك للنبی  
صلى الله عليه وسلم وأخبرته بما قرأت في التوراة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده

باب ما جاء في قول رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الطعام وبعد ما يفرغ منه  
حل ثنا قتيبة بن سعيد حل ثنا ابن لهيعة عن يزيد بن أبي حبيب عن راشد  
ابن جندل الياضي عن حبيب بن اوس عن أبي أيوب الأنصاري قال: كنا عند  
رسول الله صلى الله عليه وسلم وما فقرب اليه طعام فلم اطعما ما كان أعظم بركة منه

مروی ہر کہ حضور ایک مرتبہ استنجے سے فلان ہو کر تشریف لائے حضور کچھ دست میں کھانا پیش کیا گیا صحابہ نے پوچھا کیا  
وضو نہیں فرمایا حضور نے ارشاد فرمایا کیا اس وقت مجھے نماز پڑھنی ہے کہ وضو کروں ۔۔

منہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ کھانے سے فراغت کے  
بعد وضو یعنی ہاتھ دھونا برکت کا سبب ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون عرض کیا تو  
حضور نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کے قبل ورکھانے کے بعد وضو (یعنی ہاتھ دھونا) برکت کا سبب ہے ۔۔  
باب، ان کلمات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے قبل اور  
کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے

ف، اس باب میں سات حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ۔۔

منہ ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور کو کھانا پیش کیا تو کھانا ساخنہ لایا گیا میں نے آج  
جیسا کھانا کہ جو ابتدا کھانے کے وقت نہایت بابرکت ہوا درختم کھانے کے وقت بالکل بے برکت ہو گیا ہو، کبھی  
نہیں دیکھا تھا اسلئے حیرت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ شروع

اول ما اكلنا ولا اقل بركة في اخره قلنا يا رسول الله كيف هذا قلنا ذكرنا اسم الله حين اكلنا ثم قعد من اكل ولم يسم الله تعالى فاكل معه الشيطان حل ثنا يحيى بن موسى ثنا الوداد ثنا هشام بن سالم عن ابن عباس عن عبد الله بن عبد الله بن عيسى عن ابن عمر عن ام كلثوم عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل احدكم فليذكر اسم الله تبارك وتعالى على طعامه فليقبل بسم الله اوله واخره حل ثنا عبد الله بن الصباح الهاشمي البصري ثنا عبد الله بن علي عن معمر بن عهشام بن عروة عن ابيه عن عمر بن ابي سلمة انه دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند الطعام فقال دن يا بني فسم الله تعالى وكل بيمينك مما يليك حل ثنا

له اول منصوب على الظرفية  
وما مصل رية ولو اريد المصلحة  
بالنسبة الى تقريب الطعام  
بالنسبة الى زمان التكليم  
ويجوز على زمان قبل الخلق  
فلا يشك بركت طعام جابر  
في عروة الخندق ۱۲۰  
سأله استوائ نسبة الى

میں ہم لوگوں نے بسم اللہ کیساتھ کھانا شروع کیا تھا اور ان میں فلاں شخص نے بدولہ اسم اللہ پڑھ کر کھایا۔  
اُس کیساتھ شیطان بھی شریک ہو گیا، شیطان کا کھانا جمہور کے نزدیک حقیقت پر محمول ہے،  
نمبر ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ کہنی بھول جائے تو کھائے دھیرا جان جسوقت یاتے بسم اللہ اولہ و آخرہ کہئے،  
نمبر ۳ عمر بن ابی سلمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مدت میں حاضر ہوئے حضور کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا اپنے فرمایا بیٹا قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہو میں ہاتھ سے اپنے قریب سے کھانا شروع کرو،  
بسم اللہ کہنا بلا اتفاق سنت ہے اور دہائیں ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے اسلئے کہ ایک دہائیں ہاتھ سے کھانے والے پر حضور نے ہر دعا فرمائی تھی تو اُس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ایک عورت کو بایں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تھا تو اُس پر ہر دعا فرمائی اور وہ عورت طامون بن مری ابن ابی بکر کی روایت میں ہے کہ حضور نے یارشاد فرمایا کہ بایں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اسلئے تم بایں ہاتھ سے مت کھاؤ بعض علماء کے نزدیک ان روایات کی بنا پر دہائیں ہاتھ سے کھانا واجب جمہور کے نزدیک گویہ سنت ہے لیکن ان روایات کی وجہ سے اہتمام ضرور ہے اسلئے لوگ اس سے غافل ہیں ایسے ہی اپنی جائز سے کھانا بھی بعض کے نزدیک واجب ہے لیکن جمہور کے نزدیک سنت ہے۔

دستواہ بلیدة من الہواز  
نسب اليہ لانه كان يبيع  
البزائل ستواية  
سأله بني كان ربيب النبي  
صلى الله عليه وسلم من جملة  
اخر سلمة ۱۲  
سأله كل الحجة هو على ان  
الاوامر الثلاثة للندب  
وقيل بالوجوب في غير الاول  
۱۲ + ۱۳ + ۱۴



محمد بن غیلان ثنا ابوالاحمد لزبیری شناسفین الثوری عن ابی ہاشم عن  
 اسمعیل بن یحییٰ عن یحییٰ بن عیدہ عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من طعامہ قال الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا  
 من المسلمین حد ثنا محمد بن بشار ثنا یحییٰ بن سعید ثنا ثور بن یزید ثنا خالد  
 ابن معدان عن ابی امامۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفعت المائدۃ  
 من بین یدیه یقول الحمد لله حمدًا کثیرا طیبًا مبارکًا فی غیر مودعہ مستغنی  
 عن ربنا حد ثنا ابوبکر محمد بن ابان ثنا وکیع عن ہشام الذستوائی عن بدیل  
 ابن مہسرۃ العقیلی عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن امرئ کلثوم عن عائشۃ  
 رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل اطعام فستۃ من اصحابہ

**منہ** ابوالسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانسیے فگاہتے  
 تو یہ دعا پڑھتے (الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین) تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے  
 ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا یا پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا ف کھانے پر حمد تو ظاہر ہے کہ کھانسیے فراغت  
 ہونی اور بیت لکن شکوک (ازین نکم) کی بنا پر شکر کا موقع ہے ہی مسلمان ہونے کا اسکی ساتھ اسلئے منظم فرمایا  
 کہ انعامات ظاہرہ کی ساتھ انعامات باطنیہ بھی شامل ہیں یا اسلئے کہ حقیقت کھانے پینے پر شکر اور حق  
 تعالیٰ شانہ کی حمد اسلام کا نمونہ ہے اس لئے اس کو بھی شامل فرمایا۔

**منہ** ابوالوامع کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا  
 یہ دعا پڑھتے (الحمد لله حمدًا کثیرا طیبًا مبارکًا فی غیر مودعہ مستغنی عن ربنا) تمام تعریف حق  
 تعالیٰ شانہ کے لئے منظم ہے ایسی تعریف جس کی کوئی انتہا نہیں پاک ہے رباً وغیرہ او صاف ربیہ جو ہمیں  
 ہے ایسی حمد جو نہ چھوڑی جاسکتی ہو اور نہ اس سے استغناء کیا جاسکتا ہے اے اللہ ہمارے شکر کو قبول فرما  
**منہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلے دمیون کے ساتھ کھانا  
 تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدوی آیا اور اس نے دو نقول میں سب کو نمٹا دیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر

سہر یا بحسب الراہ والمثاقۃ الختیمۃ والاسمعیل الذکور وعیدہ بقیم فکسی ۱۲ سقانا ارد فہما من قمتہ الطعما  
 ذہ لا یخلو عن الشوب فی اثناۃ غالباً ۱۲۰  
 لہ المائدۃ قل فسوہا بانہا نجان علیہ طعمہ وتقد ۴ رواہ ابن  
 لہ مال علی نجان قط فقیل  
 اکل علیہ بعض الاغیان  
 لبیان الجواز ووجہ ایضا  
 بان المثبت مقدر وان  
 المائدۃ تطلق علی کل  
 ما یوضع علیہ الطعام  
 ولا یختص بصفة مخصوصۃ  
 وقد تطلق المائدۃ ویراد بها  
 الطعام وبقیمہ وانما ذہ فلا  
 تقارض قالہ القاری ۱۲  
 غیریہ ویراد فیہ  
 الی اللہ عزوجل والی الحمد  
 او الی الطعام الذی یدل  
 علیہ السیاق ۱۲ قاری  
 ۱۲ منہ ویراد فیہ  
 والجواز لہ علی نقد یرہ  
 او انت ربنا اسمع حمدنا  
 ودعا ثنا وعلی ۱۲ مبتدأ  
 وخبرہ لفظ غیر بالرفع  
 مقدر علیہ وانصب  
 علی انہ منادی حن ف  
 حر ن الذاء واجر  
 علی البدلیۃ من اسم  
 المجلد ۱۲ قاری  
 ۱۲ قالت یجتمل انیکون  
 ہن او وقعتہ ابی ابوب  
 مقدرۃ ویجتمل لتعد  
 وبوالظہر وکذا یجتمل انیکون  
 عائشۃ رأت ذلک المنزل  
 بعینہا قبل نزول الحجاب  
 ویجتمل انتکون من  
 مواسیل ۱ نصحاۃ  
 ۱۲ قاری۔



لہ ابی بردۃ بضم الموحدة  
وسكون الراء اسمه عامر  
لہ لیرضی ای برحمہ و  
یتبہم لفظ ان فہ لیرضی  
ای لیرضی ان یا کل ۱۲  
لہ ان یا کل ای بسبب  
ان یا کل او وقت ان یا کل  
او مقول بہ لیرضی ای  
یحب ان یا کل ۱۳ جملہ اسائل  
لہ القدح بفتح ق و یفتح د  
منہ وق ابن الاثیر هو انہ  
بین اثنتین اصغیر و اکبر  
وہما موصوف باحد ہما  
جمعا اقرح قال ابن القیم  
کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اقل اسر واحد منها یسوی  
الریال والاخر مغیرا والاخر  
مضربا ۱۴ مناوی .

لہ الحسن بن علی بن  
الاسود منسوب الی حیدرہ  
وقد ینسب الی ابیہ و  
المشہور الا ول ۱۵  
لہ مضربا بالنصب علی  
انہ صفة قدح والمضرب  
المشہود بالنصبات جمع  
ضبة وہی حدید ص  
العریضۃ التي یضرب بها  
قال المناوی الضبة علی شعب  
بہ الا ناء من حدید  
او غیرہ ۱۶  
لہ کلہ ای الوانہ کلہا وابل  
الا ربعة لمن کورۃ بدل  
لعض اھتماما بشانہا لکونہا  
افضل المشروبات ولکونہا  
اشہر الوانہا ۱۷

فجاء اعرابی فاکلہ یلقمتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکفاکم حل ثنا  
ہناد و محمد بن غیرون قال احد ثنا ابو اسامۃ عن زکریا بن ابی زائدۃ عن سعید  
ابن ابی بردۃ عن النس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ  
لیرضی عن العبد ان یا کل الا کلتہ ولشرب الشربۃ فی حمۃ علیہا

**باب ما جاء فی قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
حد ثنا الحسن بن الاسود البغل دی ثنا عمرو بن محمد ثنا عیسیٰ بن طہمان  
عن ثابت قال خرج الینا انس بن مالک قدح خشب غلیظا مضربا بحدید  
فقال یا ثابت ہذا قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حد ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن  
ثنا عمرو بن حاصم ثنا حماد بن سلمۃ ثنا حمید وثابت عن النس قال نقلت سقیۃ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہذا القدح الشرب کلہ الماء والنبدین والعسل واللبن

یہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا .

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ حق تعالیٰ جل جلالہ  
عم نوالہ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضا مندی ظاہر فرماتے ہیں کہ ایک قمیہ کھانا کھاؤ یا ایک گھونٹ پانی پو  
او حق تعالیٰ شانہ کا امپر شکر اکرے . اللہ مولک الحاصل ولک الشکر اللهم (احصی ثناء علیک)

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ کا ذکر**

ف پیالہ مراد جیسا روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ پیالہ جس سے پانی تناول فرماتے تھے

**منہ** ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم کو ایک لکڑی کا ٹوٹا پیالہ جس میں بوجھ کے پتھر سے  
لگ رہے تھے نکال کر دکھلایا اور فرمایا کہ ثابت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے ف کہتے ہیں کہ حضرت  
نضر بن انس کی میراث سے یہ پیالہ اٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں اس پیالہ  
سے پانی بھی پیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اور پیالہ تھا .

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالہ سے پینے

لہ الفزاری بفتح الفاء والراء المحففة  
منسوب الی بنی فزارۃ قبیلۃ من غطفان

لہ البطیم قال القاری اختلافوا

فی المراد منه فقیل هو  
الاصغر المعبر عنه فی

الروایۃ الا تینۃ بالخبر

وفیق لا خضر وهو الاظهر  
قال القاری ۱۲۰

لہ او قال حدیثی الخاظہ  
اظہار الشک ولفظ الشیخ

بانہ قال بلفظ سمعت ولفظ  
حدیثی قال القاری المقصود

غایۃ الاحتیاط فی عبارۃ  
الروایۃ والا فہربۃ

السماع والقول احدیۃ  
عند المحدثین فی اصطلاحہم

لہ قال وہب الخ قال  
القاری معناه کان حمید

صدیقاً وہب الخ الا وجہ  
ہندی ان یقال قال

وہب وکان جری صدیقاً  
لحمید کما ہو الظاہر

ولا یصح ما خلط  
الشیخ فی حدیث الکواہم ۱۲

لہ صدیقاً لہ وهو  
بالتحقیق معنی الحبیب

الصادق فی المصافاة وفی  
نسخۃ بکسۃ الصادق

الدال معنی کتبہ الصدق  
لکن لا یلزم ذاللفظ لہ

الا ان یقین المعنی کان  
حمید مصد قال وہب

قال القاری قلت وفی  
مروجہ الضمیرین نظر

کما تقدّم والاصواب کان  
جری مصد قال حمید

۱۲ - ۱۲

## باب ماجاء فی صفۃ فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا اسمعیل بن موسی الفزاری ثنا ابراہیم بن سعد عن امیہ عن عبد اللہ

ابن جعفر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل القناء بالرطب کما حدیثنا عبد

ابن عبد اللہ الخ زاعمی البصری ثنا معاویۃ ابن ہشام عن سفیان عن ہشام

ابن عروۃ عن امیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کان یاکل البطیم بالرطب حدیثنا ابراہیم بن یعقوب ثنا وہب بن جری ثنا ابی

قال سمعت حمیداً یقول او قال حدیثی حمید قال وہب وکان صدیقاً لہ

عن انس ابن مالک قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الخبز والرطب

علی وزن زہد ۱۲

کی سبب نوع پانی، بنیذ شہد و وہ سب چیزیں پانی میں، ف، بنیذہ کلماتی ہو کہ کھجور وغیرہ پانی

میں بھگو دی جائے اور جب اس کا اثر بھی طرح آجائے تو وہ پانی بنیذ کہلاتا ہے مقوی اور مفرح ہو اور حضور کے

لئے شب کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو حضور نوش فرمالتے اور کبھی دوسرے دن تک بھی

جتک کہ اس میں سکر کا اندیشہ نہ ہوتا تھا کام میں لایا جاتا تھا۔

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھلوں کا ذکر

فابن جعفر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا پھل تناول فرمائے ہیں اس باب میں پنج حدیثیں ذکر کی گئی ہیں

متمم ۱۔ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کو کھجور کیسا تھوڑا

فرماتے تھے ف لکڑی چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم اس طرح سے دونوں کی اصلاح ہو کر اعتدال میں پہنچ جاتا

ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزیں غنیمت کے مزاج کی رعایت رکھنی مناسب ہے،

متمم ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ کو نازہ تڑپ کو کھجور کی

ساتھ تھوڑا فرماتے تھے ف ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس قصہ کی تصریح ہے کہ حضور نے اسکی ساتھ بھی

فرمایا کہ اسکی ٹھنڈک اسکی گرمی کو اور اسکی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کر دیتی۔

متمم ۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خمر روزہ اور کھجور

حد ثنا محمد بن یحییٰ ثنا محمد بن عبد العزیز الرمی ثنا عبد الله بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل البیض بالطب حد ثنا قتیبة بن سعید عن مالک بن انس حد ثنا اسحق بن موی ثنا عن ثمالک عن سہیل بن ابی صالح عن ابی عن ابی ہریرۃ قال کان الناس ذاروا اول القمر جاؤا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا و فی مدنا اللهم ان ابراہیم عبدک و خلیلک و نبیک وانی عبدک و نبیک وانی ادعوک للمدینۃ بمثل مدعاک بہ لمکۃ و مثل مدعک قال ثم ید عوا صغرو لید یراہ فیعطیہ ذلک الثمر حد ثنا محمد

اے و مثل مدع یعنی ادعوت  
ضعف مدعاک خلیلک  
بہر تفسیر علیہ الصلوۃ و  
السلام و لا یجوز فی الحدیث  
علی المستأثرہ اخلا فیتہ فی  
خریم المدینۃ کما تری ۱۱  
۱۲ و فی روایۃ اصغر  
من یحضر فی آخری فیدعو  
اصغر و لیل لہا جمیع مدینہا  
ظاہر بحسب ما اتفق لہ من  
حضور صغیر او دعا واحد  
من اہل فراتہ و وجہ تفسیر  
الصغیر للبکورۃ شدۃ  
حرصہ و کثرۃ تطلبہم ۱۳

اٹھتے تھے ہو کر دیکھا کہ بعض علماء اس جگہ بھی بجاؤں پوزہ کے تیرے بڑے کچھ کیا ہوا و نہتا پہلے تو اس کی بنا پر اس کا ٹھکانہ ہونا چاہیے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں پر جو جمعہ آتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو جمعہ کے لیے یہاں پر اس کا چھوٹا پن ہے یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی مصلحت سب کے جاری کی جائے ممکن ہے کہ کسی جگہ کوئی اور مصلحت ہو،،

منہ ۲ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور تیرے بڑے کچھ روٹی ساتھ تناول فرماتے تھے،،

منہ ۳ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب کسی سے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور کی خدمت میں لائے اور پیش کرتے تو حضور یہ دعا پڑھتے اللہم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا و مدنا  
اللہم ان ابراہیم عبدک و خلیلک و نبیک وانی عبدک و نبیک وانی ادعوک للمدینۃ بمثل مدعاک وانی ادعوک للمدینۃ بمثل مدعاک بہ لمکۃ و مثل مدعک اُس کے بعد جس چھوٹے چھوٹے دیکھتے اس کو مرحمت فرماتے (ترجمہ عالم) اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے اُس حیرت میں جو صاع اور مدینہ بنائی جاتی ہوں یہ دو پیمانے مدینہ منورہ میں کچھ دین و غیرہ سب چیزیں اُسے ناپ کر فروخت کی جاتی تھیں) نہیں برکت فرما اے اللہ واقعی حضرت ابراہیم تیرے بندہ اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور بیشک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں (جو مکہ موقع تواضع کا تھا اسلئے اپنے حبیب ہونے کا ذکر اس جگہ

ابن حمید الرازی ثنا ابراہیم بن المختار عن محمد بن اسحاق عن ابی عبیدہ  
ابن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت بعثنی معاذ بن  
عفراء بقناع من رطب وعلیہ اجر من ثناء زغب وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
یحب الثناء فانیتہ بہ وعند حلیۃ قد قدمت علیہ من البحرین فلبس لیل  
منہا فاعطانیہ حل ثعلبی بن جحران شریک عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل  
عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقناع  
من رطب واجرز غب فاعطانی ملا کفہ حلیا او قالت ذهباً

نہیں فرمایا انھوں نے (جن چیزوں کی) دعا اپنے آباد کردہ) شہر مکہ کے لڑکی ہے (حکایانِ آیتہ طہ ص ۱۲)  
افضل من الناس تقوی الہم وادراہم من الثمرات میں ہے (لوگوں کے قلوب مکہ کی طرف مائل فرماد  
اور چلوں گی روزی اُن لوگوں کو میسر فرما) وہی دعا اُس سے روچہ مقدار میں میں مدینہ منورہ کے لئے تیار ہوں،  
منہ ربیع رضی اللہ عنہا آتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجور کا ایک طبق خیر  
چھوٹی چھوٹی روئیں دارالکرم میں تھیں لیکر حضور کی خدمت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی مرغوب  
تھی میں جو وقت لکڑی میں لیکر حاضر خدمت ہونی ہوں تو حضور والہ کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئی  
ہوئی رکھے تھے حضور نے انہیں سو ایک ہاتھ بھر کیسے مرحمت فرمائے ف لکڑی کھجور کیساتھ علاوہ مذکورہ  
فوائد کے بدن کو فریب بھی کرتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری رخصتی کی وقت میری  
والدہ کو خیال ہوا کہ اس کا بدن کچھ فریب ہو جاوے تاکہ اٹھان کچھ اچھا ہو جاوے، تو مجھے لکڑی تازہ کھجور کی  
ساتھ کھلائی جس سے میرے بدن میں اچھی فریب آ گئی۔ "۔

منہ ربیع رضی اللہ عنہا آتی ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی  
روئیں دارالکرم لے کر گیا تو حضور نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا زیور مرحمت فرمایا یہ وہی پہلا قصہ  
ہے اس حدیث میں محقق کریم دباس نے اور زیور میں کسی راوی کو شک ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لکڑی رنگ  
سے کھانا بھی وارد ہوا ہے لیکن محدثین کو اس کی سند میں کلام ہے۔

لہ ابی عبیدہ بن جراحہ التلمذ  
فی الخوۃ فمافی بعض النسخ من  
حن فہ تعریف ۱۲  
لہ الربیع بن معاذ  
الموحدۃ وتشدید الثناء  
المکسورۃ بنت معوذ بن عفراء  
الواو وفتحہا علی الاشہار  
وجوز الوقتی نہ بالکسر  
فقط۔ ۱۲  
سہل یقربا لہم ذوق سکون  
الجید ولہم من عکسور  
جمع جرو وکسر النجم ووز  
الخص من کل ثنی حتی  
الحفظ لکھن وولہا ہناک  
القاء کما ہو مبین قالہ  
القاری ۱۲  
لہ زغب بضم الزای  
وسکون الفل من المعجمۃ  
جمع ازغب من الزغب  
بالفتح ہو صغار الریش  
اول ما ظلم شبہ بہ  
ما علی القتاہ من الزغب ۱۲



1-5

م. بن أبي حنيفة - ١٢



لے شرب بتثلیث الشربین مصدقاً وحی الشرب وهو المراد بهما لكن الكسوفی معنی النصیب مشہور وقد یاتی بعض المشروب ایضاً  
ولیس مراد بهما کثیراً یکرر مع الترجمة السابقة ۱۲

ترجمہ شامل ترمذی

۱۰۶

خصائل نبوی

النقاد کثیراً فی هذا السند

فقیل فی تحقیقہ ان حمید بن  
ان یروى عن عمرو بن لاریہ  
محمد بن وریس یحمیانی  
فالحل بیت مرسل ان الیوم  
الی شعیب فالمراد به  
عبد اللہ بن عمرو  
ابن العاصم وهو صحابی  
مکذوب لکن لقاء شعیب عن  
جدة خفی وقیل ہو صحیفة  
ولذا قال ابوداؤد ما سئل  
عنه عمرو بن شعیب  
عند الحجۃ قال لا یرضی  
حجة وقال علی بن المدینی  
عن یحیی بن سعید بن  
حنبل ناواه وقال الفیون  
هذا سند محقر به وحمید  
جدة الی شعیب لا یغزو  
سماعہ من عبد اللہ بن  
عمرو صحیح ثابت صرح  
لبیماعہ عن فی اہل کوہم  
فی سنن ابی داؤد والنسائی  
عن عمرو بن شعیب عن  
ابیہ عن جرة عبد اللہ  
والسند (مطعن فیه  
قال البخاری رأیت احمد  
بن حنبل وعلی بن المدینی  
واسحق وعامة اصحابنا  
یحققون بحديث عمرو بن  
شعیب عن ابیہ عن جرة  
ما نکر احد من المسلمین  
اشبهی قلت وحقق الاختیار  
به القاری والخللی  
من الحنفیة - ۱۲

## باب ماجاء فی صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا احمد بن منيع ثنا هشيم نا ابا صهر القول ومغيرة عن الشعبي عن ابن  
عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم شرب من زمزم وهو قائم حنكاً قتيبة بن سعيد ثنا محمد  
ابن جعفر عن حسين المعلم عن عمر بن شعيب عن ابيه عن جرة قال رأيت رسول الله  
صلى الله عليه وسلم يشرب قائماً وقعداً حدثنا علي بن حجر ثنا ابن المبارك عن عاصم

## باب ان احاديث كاذبة تمسح بحضور اقدس صلى الله عليه وسلم كمنه كاذب

وارد ہوا ہے

ف اس باب میں مصنف نے دس حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

نمبہ ۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کی پانی پھر پیتے  
کی حالت میں نوش فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت بھی آتی ہے  
چنانچہ دوسری حدیث کے ذیل میں اسکا مفصل ذکر آئے گا اس بنا پر بعض علماء نے زمزم پیکر بھی اُس ممانعت  
میں داخل فرما کر حضور کے اس نوش فرمانیکو ازہام کے عذر یا بیان جواز پر حمل فرمایا ہے لیکن علماء کا مشہور  
قول یہ ہے کہ زمزم اُس ہی میں داخل نہیں اسکا کھڑے ہو کر پینا افضل ہے۔

نمبہ ۲ عمر بن شعیب اپنے باپ اور وہ ادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت  
میں بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ مسلم شریف میں ابوسریہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ حضور  
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر کوئی شخص پانی نہ پیو اگر کچھ لکڑی پیوے تو بے گناہ رہے علماء نے حضور کے  
اس فعل میں اور ممانعت میں چند وجوہ جمع کیا ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ ممانعت بعد میں وارد ہوئی راستے  
یہ ناسخ ہے بعض علماء اسکا عکس فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینے کی روایتیں ناسخ ہیں ممانعت کیلئے لیکن مشہور  
قول یہ ہے کہ ممانعت حکم شرعی اور تحریمی نہیں بلکہ آداب کے طریقہ سے بہتر شرافت اور حرمت کے باب بھی ہو اس لئے کہ  
ابن قیم وغیرہ نے کھڑے ہو کر پانی پینے کی چند مضائقہ بتلائی ہیں الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر نوش

۱۲۱. قول عن الشعبي عن ابن عباس قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زمزم فشرب وهو قائم حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء و محمد بن طریف الکوفی قال (۱) انبانا ابن الفضیل عن الاعمش عن عبد الملك بن ميسرة عن النزال بن سبرة قال اتي علي بكوز من ماء وهو في الرحبة فاخذ منه كفا فغسل يديه ومضمض واستنشق ومسح وجهه وذراعيه ورأسه ثم شرب منه وهو قائم ثم قال هذا وضوء من لم يجد ثمة هكذا رآيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل حدثنا قتيبة

۱۲۱. ابن الفضیل و شعیبہ  
ابن الفضل قال القاری  
قلت والمؤید بکتب الرجال  
هو الاول فانه محمد بن  
فضیل بن غزوان ۱۲۱  
لے الی الخ ولفظ النسائي  
في سننه قال رأيت عليا  
صلى الله عليه وسلم قد نحوا حجر  
الناس فلما حضرت العيص  
اتي بتور من علم الحديث ۱۲۱  
لے الرحبة بفتح الراء  
والحاء المهملين المكان  
المتسع قال في المغرب  
اماني حديث علي فانه  
دكان وسط مسجد الكوفة  
وكان علي يقعد فيه  
ويعظ اهل قتل وقد تقدم  
من رواية النسائي  
ما لو اوقفه ۱۲۱

فرمانا بیان جو ان کے لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مانعت کی وجہ سے کھڑے ہو کر پانی پینا حرام نہیں ہے۔  
منہ ۳۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی  
پلایا اور حضور نے کھڑے ہوئے نوش فرمایا ف باب کی پہلی حدیث میں اس کا ذکر گزر چکا  
منہ ۳۴ محمد بن سبر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ مسجد کوفہ کے میدان میں (جو  
ان کا دارالقضاء تھا) تشریف فرما تھے ایک کوزہ پانی لایا گیا انھوں نے ایک چلو پانی لیکر گلی کی اونٹان پر پانی  
ڈالا اور پھر اپنے منہ پر اور ہاتھ پر سرسہر مسح کیا پھر کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ اُس شخص کی وضو ہو جو پہلے  
سے با وضو ہوا ایسے ہی میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ف یہ حدیث مختصر جو مفصل  
مشکوٰۃ تشریف میں بروایت بخاری منقول ہے اس حدیث میں حمال بھی ہے کہ منہ ہاتھ وغیرہ پر حقیقتہً مسح کیا  
ہو اس صورت میں اُس کو وضو کہنا مجاز ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے اُس کو وضو کہنا چاہئے اور نہ کادرا نہیں  
ہو ہی نہیں یہ قرینہ اسی احتمال کا ہے، دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث میں ہلکے سونے کو مجازاً  
مسح سے تعبیر کر دیا اور پانچ کادرا اس قسم میں بعض روایات ہیں آنا اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے  
کہ مسح کی جگہ بعض روایات میں منہ ہاتھ وغیرہ کا ذکر ہے اس صورت میں اس حدیث کی تفسیر وضو مراد ہے  
اور یہی توجیہ بندہ کے نزدیک اولیٰ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کا پچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے  
کتب فقہ میں اس کے ارد ب زمزم کے کھڑے ہو کر پانی کی تصریح ہے، بلکہ علامہ شامی نے تو وضو کا پانی کھڑی  
ہو کر پینے کو بعض بزرگوں سے شفا مامراض کے لئے علاجِ خوب نقل کیا ہے۔

لہ ابی عصام و فی نسخة  
ابی عاصم و بوضعیف  
قالہ القاری قلت اختلفت  
الروایة فی ذکر هذا الراوی  
فذكره الجمهور و بعض النسخ  
وقال بعض الرواة ان  
الکرم علیه الحافظ تثنیہ  
فی ترجمة ابی عصام ۱۲  
لہ فی الزناء فی الصحیحین  
عن ابی قتادة انه علیه السلام  
نهی ان یتنفس فی الزناء  
فالمعنی انه کان یشرب  
ثلث مرات و فی کل ذلك  
یبین الزناء عن فیه یتنفس  
ثم یعود و المنی عنه هو  
التنفس فی الزناء  
بدون الا بانه ۱۳  
لہ خشم یفترق و سکون  
شئین مجتمعتین یجوف  
و لا یصوت ۱۴  
لہ بکشفة ثبتت ثابت بن  
المنذر و الاضاربة اغت  
حسان قالہ القاری و  
البیجوری و غیر المناوی  
بما هنا بنت کعب بن مالک  
الا فضلی و جعل الحافظ  
فی تہذیبہ هذا الروایة  
لکشفة ثبتت و روایة  
ابی قتادة فی الموضوع من سور  
الہرة لکشفة بنت کعب  
بن مالک الا تضاریر  
من وجہ ابن عبد اللہ  
بن ابی قتادة ۲۰

ابن سعید و یوسف بن حماد قالوا حدثننا عبد اللہ بن سید بن ابی عصام عن ابی  
ابن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس فی الزناء ثلاثا اذا شرب یقول  
هو امروہ و اروی حدثننا علی بن خشر عن اخیسہ بن یونس عن رشید بن یزید  
عن اخیسہ بن یزید عن ابی عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا شرب یتنفس مرتین  
حدثننا ابن ابی عمیر ثنا سفین عن یزید بن یزید بن جابر عن عبد الرحمن بن ابی عمیر  
عن جندب کشفة قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من فی قربة  
معلقة قائما فقامت الی فیہا فقطعتہ حدثننا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے میں تین مرتبہ  
سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا خوشگوار بھی زیادہ ہے اور خوب سیراب کرنے والا ہے پانی ایک  
سانس میں پینے کی ممانعت بھی آئی علمائے ایک دفعہ ہی پینے کی بہت سی مضر تیں لکھی ہیں

**منہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے  
دو دفعہ سانس لیتے تھے اس حدیث میں یا تو پانی دو سانس میں پینا مارا ہے اور یہی بظاہر قریب ہے  
اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث میں ہے کہ پانی ایک دفعہ ہی نہ پیا کرو بلکہ دو یا تین سانس  
میں پیا کرو اس صورت میں یہ حدیث بعض اوقات پر محمول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات  
اقل درجہ کے بیان فرماتے تھے دو سانس میں بھی پیتے تھے، دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث میں  
پانی کے درمیان میں دو مرتبہ سانس لینا مارا ہے اور جب پانی کے درمیان میں دو مرتبہ سانس لیا تو تمام  
پانی تین سانس میں ہو گیا اس صورت میں روایات سے کچھ تعارض ہی نہیں رہا۔

**منہ** بکشفة رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے وہاں  
ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا حضور نے کھڑے ہوئے اس مشکیزہ کے منہ سے پانی نوش فرمایا میں نے اٹھ کر مشکیزہ  
کے منہ کو کتر لیا ف امام نووی نے ترمذی سے کترنے کی دو وجہ نقل کی ہیں، ایک تو تبراگ، دوسرے یہ کہ  
جگہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے دوسرے کوئی اس کو استعمال نہ کرے یعنی مقصود

لہ عزرة ہمسلمہ مفتوحہ فرائی ساکنۃ فراء مفتوحہ بعد ہا ہاء ۱۲ ۱۳ ابن بالا لہ مجرور علی البدلیۃ من ابن زید اوصفتہ  
ثان مضاف الی ابنۃ انس فبین ان اباء زید واما بنت انس فلا یل من تحریر حرف الالف علی نظر ابن ۱۴ ۱۵ قطعہا بالتانیث  
باختیار المضاف الیہ او کو مضافاً  
قطعہ وفی نسخۃ فقط قطعہ  
وہی القیاس واحد یث  
لخرجه ابن حبان فی  
کتابہ خلاق البقی علی اللہ  
علیہ وسلم وزاد فیہ وقالت  
لا یثوب منها احد بعد شہر  
البقی علی اللہ علیہ وسلم ۱۲  
۱۳ قال ابو عیسیٰ انما ظاہر  
فی غرضہ انما رفع الاختلاف  
فی نسب عبیدۃ قلیل  
بنت نائل بالہیۃ قبل الام  
وقیل نائل بالموحد قبل  
الہمزۃ وجوز المناوی انما  
بالباء الموحد وصحح الامام  
ابو نعیم بن ماکول قلت اختلاف  
فی ضبط عبیدۃ ایضاً فاجابہ  
علی انہ عبیدۃ بالتصغیر  
وصححہ ابن ماکول وقال  
بعضہم عبیدۃ بفتح الباء  
وکسر الموحدة قال  
القاری هو خلاف تصحیح  
ابن ماکول وظاہر کلامہ  
المناوی ان المصارف  
الاشارة الی هذا الاختلاف  
ایضاً لان جعل عبیدۃ  
فی السنن لمن کور مصغراً  
وبہناک ضبط بفتح اولہ  
فتامل ۱۴ ۱۵  
۱۶ تعطر هو استصال  
العطرو ہو الکس الطیب  
ورجل معطر ای  
کنید التعطر ۱۲

مسند شاعرۃ بن ثابت الانصاری عن ثمامۃ بن عبد اللہ قال قال انس بن مالک  
یتنفس فی الزناء ثلاثاً وربعاً انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس فی الزناء ثلاثاً  
حل ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انا ابو عاصم عن ابن جریر عن عبد اللہ بن کثیر عن  
البراء بن زید ابن ابنۃ انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
دخل علی ام سلیم وقربہ فعلقہ فشرب من فم القربۃ وهو قائم فقامت ام سلیم الی  
راس القربۃ فقطعتہا حل ثنا احمد بن نصر النیسابوری حدثننا اسحق بن محمد  
الفروی حدثننا عبیدۃ بنت نائل عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیہا  
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشرب قائماً وقال ابو عیسیٰ <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> وقال بعضہم عبیدۃ بنت نائل  
باب ما جاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کراد بائس جگہ کو کر لیا اس حدیث میں دو گفتگوئیں ہیں ایک کھڑے ہو کر پانی پینے کی وہ پہلے گزر چکی  
دوسری یہ کہ بخاری شریف وغیرہ میں حضرت انس سے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت وارد ہوئی ہے  
اسلئے اس حدیث کو بیان جو از پر حمل کریں گے یا اس ممانعت کی روایت کو خلاف اولیٰ پر حمل کریں گے  
نیز حضور کے اس پینے کو اس نئی بیوہ سے ضرورت پر بھی حمل کیا جا سکتا ہے۔

منہ ۸ تمام کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پانی تین سانس میں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

منہ ۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ام سلیم کے  
اکثر تشریف لیگے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا حضور نے کھڑے ہی ہوئے اس میں سے پانی نوش فرمایا ام سلیم  
کھڑی ہوئیں اور اس مشکیزہ کے منہ کو کتر کر رکھ لیا اف کہتے ہیں کہ حدیث اسی نوع کی پہلے گزر چکی۔

منہ ۱۰ ابن وقاص کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پانی نوش فرماتے تھے  
ف یہ عادت شریعہ نہیں بلکہ گاہے گاہے کسی ضرورت سے ایسا کرتے تھے چنانچہ پہلے مفصل گزر چکا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانے کا ذکر

حد ثنا محمد بن رافع و غیر واحد قالوا انا ابو اھل لزیبری ثنا شیبیان عن  
عبد اللہ بن المختار عن موسی بن انس بن مالک عن ابیہ <sup>اصو</sup> قال کان لرسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سکتۃ یتطیب منها حد ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن  
ابن مہدی ثنا عزرة بن ثابت عن ثمامۃ بن عبد اللہ قال کان انس بن مالک  
لا یرد الطیب وقال انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرد الطیب حد ثنا

لہ سکتۃ بضم سین مہملہ  
ونشد بیلکاف ضوب من  
الطیب یغذ من مسک  
غیرہ وقیل حصادۃ الطیب  
قال القاری الظاہر ان  
المراۃ من طرف فیہ الطیب  
لہ لا یرد وقت رد النبی  
عن ردة مقرون بلیان الحکمة  
فی حدیث رواہ الیوداؤدی  
والنسائی وفتح ملحق ابی یوسف  
مروغان عرض علی طیب  
فلا یرد فانه یخفف الحمل  
طیب الواحۃ والمراد بالحمل  
الحمل ای لیس بتقیل  
۱۲ " ۱۳ " ۱۴

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف سے خود خوشبو مسکتی تھی گو حضور خوشبو کا استعمال نہ فرماویں  
چنانچہ حضرت انس کی روایت ہے کہ میں نے کوئی خوشبو عنبر نہ مشک نہ کوئی اور خوشبو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خوشبو سے زیادہ عمدہ نہیں سونگی، ایسے ہی اور بہت سی روایات اس مضمون پر درال ہیں حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا پسینہ خوشبو کے بجائے استعمال کر نیکیہ باریقین ام سلیم کی روایت مسلم شریف وغیرہ میں وارد ہوئی ہے۔  
نکمت گل را چہ کنم ای نسیم  
بوئے آل پیر ہم آرزو است

ابوعلی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جس کو چہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گذرتے تھے بعد کے گذر نیوالے اس کو چہ کو  
خوشبو سے مسکتا ہوا پا کر سمجھ لیتے تھے کہ حضور کا بھی اس لاد سے گذر ہوا ہے وغیرہ وغیرہ روایات کثیرہ اس  
مضمون پر درال ہیں لیکن باوجود اس کے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال کرتے فرماتے تھے  
اس باب میں مصنف نے چہ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

نمب انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکتہ تھا اُسے میں سے خوشبو  
استعمال فرماتے تھے، ف سکتہ کے معنی میں علماء کے دو قول ہیں بعض تو اسکا ترجمہ عطر دان اور اس ڈبہ کا  
بتلاتے ہیں جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی، تب تو یہ معنی کہ اس عطر دان میں سونکا لکڑی استعمال فرماتے تھے مگر  
استاذ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ترجمہ ارشاد فرمایا تھا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک مرکب خوشبو ہے چنانچہ قلموس  
وغیرہ اسی کو ترجیح دی ہے اور صاحب قلموس نے اس کے بنانیکی ترکیب بھی مفصل لکھی ہے۔

نمب ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو رد نہیں کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے، کہ  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکار نہیں فرمایا کرتے تھے،



له ثلث الخ اختلاف الشافعي تفصيل هذه الثلاثة ففي بعضها الوسايل والطيب واللبن وفي بعضها الوسايل واللبن والطيب فيحتمل ان ذكر الوسايل الثلاثة وزاد الرابع فصاروا اربعة ان يقال ان لفظ الطيب على تسليم صحتها وانه من تصورات النساخ تفسير لقوله الدهن خصا لنسبى فان الحديث آخره اختلف ۱۱۱ في جامعه بهذا السند في ترجمة شافعي

واللبن فتأمل ۱۲  
 له الحفرى بجاء مهيئة  
 ثم فاه مفتوحين منسوب  
 الى حفر حلة بالكوفة كان  
 ينزلها قال القاري قتل كان  
 ابوداود عن ابي زرعة  
 روى قال عثمان بن ابي شيبة  
 كذا عنده في نسخة وهو على  
 قلما فرغ قتل ابي الكتاب  
 قال لا العرق بالكرام ۱۳  
 له الى نضوة بفتح النون  
 وسكون الضاد المعجمة  
 المنذرين ما لك ۱۴  
 له رجلا ابي الطفاوى  
 الراوى في الرواية الثانية وفي  
 نسخة بنينا ايضا الطفاوى  
 ولم يبد اسمهم فهو مجهول في  
 كل حال والحديث حسنه  
 المؤلف في جامعه للعلامة  
 تابعي الراوى عنه ثقة  
 فجهالتهم تغفر من هذا  
 الوجه لا القارى ۱۵  
 له الطفاوى بضم الطاء  
 المنة منسوب لطفافة  
 حى عن قيس عيون وهو  
 المنقذ لم يبد اسمها ايضا  
 فهو مجهول قال الحافظ في  
 تبيين بغير له ۱۶  
 له حنان بفتح الحاء الميم  
 وتخفيف النون الاول وفي  
 نسخة بفتح الواو فموحدة  
 بفتحهاى احبان في النوى  
 حباب موحدين وكعب

قتيبة بن سعيد ثنا ابن ابي فديك عن عبد الله بن مسلم بن جندب عن  
 ابيه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلث اوتوا الوسايل والدين  
 والطيب واللبن حل ثمانية مود بن عبد الله ثنا ابوداود الحفرى عن سفيان عن  
 الجبري عن ابي نضوة عن رجل عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم طيب الرجل ما ظهر ريح يخفى لونه وطيب النساء ما ظهر لونه يخفى ريحهن حل ثمانية  
 على بن حجر ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن الجبري عن ابي نضوة عن الطفاوى عن  
 ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله معناه حل ثمانية بن خليفة  
 وعمر بن علي قال ثنا يزيد بن زريع ثنا جاج الصواف عن حنان عن ابي عثمان  
 التهمدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عطى احدكم الریحان  
 فلا يردده فانه خرج من الجنة قال ابو عيسى لا يعرف حنان غير هذا الحديث  
 يعني اصل الطيب من الجنة ۱۲

منبر ۳ ابن عمر رضي الله عنه كثر في حضور اقدس صلى الله عليه وسلم في ارشاد فرمايا كثر في خبره في  
 جالسه تكمية (الكر كوني شخص سرى في كهر) اور تيل خوشبو اور دودھ ان چیزوں کو اس لئے ذکر فرمایا  
 کہ ہدیہ دینے والے پر پارانہیں ہوتا اور لوٹانے سے اس کو بعض اوقات رنج ہوتا ہے انہیں چیزوں کے حکم میں سب  
 چیزیں داخل ہیں جو نہایت مختصر ہوں کہ جسے ہدیہ دینے والے پر بار نہ ہو۔

منبر ۴ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ خوشبو  
 وہ ہتھ کی خوشبو پھینکتی ہوئی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو (جیسے گلاب کیورہ وغیرہ) اور نہ نہ خوشبو وہ جس کا  
 رنگ غالب اور خوشبو مغلوب (جیسے حنا زعفران وغیرہ)۔

منبر ۵ ابو عثمان ہندی تابعی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو خوشبو  
 دی جائے اس کو چاہے کہ لوٹائے نہیں اس لئے کہ (اس کی اصل) جنت سے نکلی ہے، فحق تعالیٰ  
 جل شانہ نے جنت کی خوشبوؤں کی نقل دنیا میں اس لئے پیدا فرمائی کہ یہ جنت کی طرف ترغیب کا سبب  
 بنے اور زیاتی شوق کا ذریعہ ہو۔ +

ابن ابی عمیر عن ابن عمر عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلث اوتوا الوسايل والدين والطيب واللبن حل ثمانية مود بن عبد الله ثنا ابوداود الحفرى عن سفيان عن الجبري عن ابي نضوة عن رجل عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طيب الرجل ما ظهر ريح يخفى لونه وطيب النساء ما ظهر لونه يخفى ريحهن حل ثمانية على بن حجر ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن الجبري عن ابي نضوة عن الطفاوى عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله معناه حل ثمانية بن خليفة وعمر بن علي قال ثنا يزيد بن زريع ثنا جاج الصواف عن حنان عن ابي عثمان التهمدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا عطى احدكم الریحان فلا يردده فانه خرج من الجنة قال ابو عيسى لا يعرف حنان غير هذا الحديث يعني اصل الطيب من الجنة ۱۲



انت بخیرینو را ان کائنات تمامه ۱۲۰۰

حد ثنا حمید بن مسعود البصری ثنا حمید بن الاسود عن اسامة بن زید عن الزہری عن عروۃ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسیر دسم دکم ہذا اول کذا کان یتکلم بکلام ین فصل یحفظہ من جلس الیحد ثنا محمد بن یحییٰ ثنا ابو قتیبۃ سلم بن قتیبة عن عبد اللہ بن المنثی عن قتامة عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعد الکلمۃ ثلثا لثقل حد ثنا سفیان بن وکیع ابن ابی جمیع بن عمرو بن عبد الرحمن الجعفی عن رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالۃ زوج خدیجۃ بکنی ابی عبد اللہ عن ابن ابی ہالۃ عن الحسن بن علی قال سالت خالی ہند بن ابی ہالۃ توکان وصفا فقلت صف لی منطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصلا احزان دائم الفکرۃ

لہ یسیر دسم دکم ہذا  
السود وهو الزبیر  
بالکلام علی اولادہ  
لہ یصل بعضہ بعضہ  
الزبیرین بعض حروفا  
اسامعہ ۱۰  
سہ جمیع بن عمرو یقول  
اول الحدیث بعد النسخ  
فی مبرء النسخۃ وقرآنہ  
ہذا ان الصواب فی  
عمید بالتصغیر لما  
الحفاظ فی التقریر  
اورادہ المزی و ۱۰

منہ ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم کو کوئی طرح سے لکھا جا سکتی نہیں ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

منہ ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں، یعنی یہ کہ اگر مضمون متشکل ہوتا تو غور و تدبر کیلئے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں تین مرتبہ غایت اکثر یہ ہے ورنہ دو مرتبہ کافی ہو جاتا ورنہ مرتبہ فرماتے۔

منہ ۳ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مامول بن سنان بنی ہاشم سے جو حضور کے اوصاف اکثر بیان فرماتے تھے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھے کیا فرمایا انھوں نے فرمایا کہ حضور (آخر کے) متواتر غوم میں مشغول رہتے ذات و صفات باری کے ہر وقت سوچ میں رہتے ان باتوں سے کیسے وقت میٹھ کر اور راحت نہیں ہوتی تھی یہاں یہ کہ امور دنیاویہ کیسے انتہائی کراحت حاصل نہیں ہوتی تھی اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بلکہ امور گفتگو نہیں فرماتے تھے ذکر اللہ کی ساتھ گفتگو نہ درج

لہ بائیں اقدار جمع شدق  
وہو طرف الفرو المراد  
بالجمع ما فوق الواحد ذلك  
لان البیان انما یحصل بجمع  
الشدقین بخلاف ضده  
فانہ لا یفہم منہ المقصود  
وفي بعض النسخین لہ باسم  
اللہ وعلى ہذا اعتماد القادر  
والمنادی والیجوری فی  
شورہ وولیس المراد  
البسملة خاصة بل المراد  
مطلق ذکر اللہ عز وجل یحتمل  
ان یکون احدهما محرفا  
من الآخر ۱۲  
لہ المہین بضم المیم من  
الاعانة ای لا یجیر ولا یحق  
لحدیث فالیمز انک ویروی  
بالفقر من المہانة وہو الحق  
فالیمز اصلية ای لم یکن جلیلا  
ذمیمائل کان کبیرا عظیما  
یفشاہ من الزار والقار الماہیة  
ما ترعد منہ فرائض الکفار  
والا نسب الاول ۱۳  
لہ غیر انہ دفع وہم نشاء  
من قولہ یعظم النعمة ۱۴  
لہ ذوا قافعال بعض مفعول  
ای من وقاما کوڑا و مشروبا  
شہ تعدی بصیفة المجهول  
من التعدی ای اذ تجاوز  
احد عن الحق ۱۵

لیست لدر احوط بل لسلکت لا یتکلم فی غیر حاجۃ یفتقر الکلام و یختص ما شئلا قدر  
فی شہود مدال للہ تعالیٰ و کما یاء ۱۲  
یتکلم بجماع الکلم کرہمہ فصل لا فضول ولا تقصیر لیس بالجافی ولا المہین یعظم  
النعمۃ وان دقت لا ین منہا شیدا غیرا انہ لم یکن ین ذوا قافولا یمرحہ ولا تغضبہ  
السنیا ولا ما کان لہا فاذا انعدی الحق لم یبقہم لغضب شیء حتی یتصلوا لا یغضب لنفسہ ولا  
ینتصر لہا اذ اشار اشار یکفہا واذا تعجب قلبہا واذا اخذ ثاقلہا واصل بہا و صوب بہا حتر  
یعنی بطن اجماعہ الیسوی واذا غضب اعرض وانشاح واذا فرح غص طرفہ  
اعرض بہا ۱۳

فرماتے تھے اور ذکر اللہ ہی کیساتھ ختم فرماتے تھے، یا یہ کہ آپ کی گفتگو ابتداء اور انتہاء منہم کرہ ہوتی تھی (نہیں کہ لوگ  
زبان سے کٹتے ہوئے حروف کیساتھ اسی بات زبان سے کہے اور اسی متکلم کے ذہن میں جیسا کہ موجودہ زمانہ کے  
متکبرین کا دستور ہے) جماع الفاظ کی ساتھ (جسکے لفظ تھوڑے اور مدعی بہت) کلام فرماتے تھے چنانچہ ملا علی  
قاری نے ایسی پالیس حدیثیں اپنی شرح میں جمع کی ہیں جو یاد کرنا چاہیے اسکو دیکھ کر یاد کر لے آپ کی کلام ایک  
دوسرے سے ممتاز ہوتی تھی، نہ سمیع فضولیات ہوتی تھی نہ کو ناہمیں کہ طلب پوری طرح واضح نہ ہو، آپ سخت  
مزاج تھے کسی کی تذلیل فرمانے والے، نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو، مسکو بہت برا سمجھتے، اُس کی مذمت فرماتے  
تھے، البتہ کھانکی انشا کی نہ مذمت فرماتے نہ زیادہ تعریف (مذمت نہ فرمانا تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی  
نعمت ہر زیادہ تعریف نہ فرمانا اسلئے کہ یہ ہم حریس کو ہوتا ہے البتہ ظہار رغبت یا کسی کی دلدادگی کے ذیل میں  
گاہے گاہے خاص خاص چیزوں کی تعریف فرمائی ہو، دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا۔  
(چونکہ آپ کو انکی پرواہ بھی نہ ہوتی تھی اسلئے کبھی نبوی نقصان پر آپ کو غصہ نہ آتا تھا) البتہ اگر امر دین اور حق بات  
سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اسوقت آپ کے عین کوئی شخص تباہ نہ لاسکتا تھا اور کوئی اُس کو روک بھی نہ سکتا  
تھا یہاں تک کہ آپ اسکا انتقام نہ لیں، اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اسکا انتقام لیتے تھے  
جب کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، (اس کی وجہ بعض علمائے پربندائی ہو  
اکہ انگلیوں سے اشارہ تو واضح کے خلاف ہے اس لئے حضور پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، اور بعض علمائے یہ  
تحریر فرمائی کہ حضور کی عادت شریفہ انگلی سے توحید کی طرف اشارہ فرماتے کی تھی، بسلئے غیر اللہ کی طرف انگلی سے

جَلَّ ضَمُّهُ التَّبَسُّمُ يَفْتَحُ عَنْ مِثْلِ حُبِّ النَّصَامِ  
 (ترجمہ: انضام کا ایسا بڑا آستانہ ہے کہ اس کے دربار میں)  
**بَاب مَا جَاءَ فِي ضَمِّكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
 حدثنا أحمد بن منيع ثنا عبد بن العوام أنا الجراح وهو ابن ارطاة عن سماك  
 ابن حرب عن جابر بن سمرة قال كان في ساق رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة  
 وكان (ويضحك) لا تبسما فقلت اليه قلت انك ليعنين وليس لي انك لحدثنا  
 قتيبة بن سعيد نا بن لمبيعة عن عبيد الله بن ملجعة عن عبد الله بن الحارث  
 ابن جروة قال ما رأيت احدا اكثر تبسما من رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا أحمد

لہ ضمیمہ یکسو فسكون  
 وان جازفة اللغات الزعيم  
 وہی فقراولہ وکسوا مع  
 سکون ثانیہ وکسوا ولہ  
 وثانیہ وکسوا ولہ وکسوا ثانیہ  
 وہو خاصۃ للانسان ۱۱۶  
 لہ حموشۃ بضم الحاء  
 المہملۃ ای دقہ و دقتہا  
 مما یتحد جموعا کثرا  
 اہل لقیافۃ من ذکر محاسن  
 ذلک والقول بضم اولہ  
 المعجم مخالف للاصول و  
 معارض للملغاة قاله القاری  
 وغیرہ ۱۱۷

تہم جزو بلفظ الجیم وسکون  
 الزای بعد ہا حمزۃ ۱۱۸

اشارہ نہ فرماتے جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ پٹ لینے تھے اور جب بات کہتے تو (کبھی گفتگو کے  
 ساتھ ہاتھ کو بھی حرکت فرماتے) اور کبھی دہنی ہتھیلی کو بائیں گونٹھ کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب کسی پر  
 ناراض ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے اور جب خوش ہوتے تو جیہڑا نکھیں گویا بند فرما لیتے۔  
 آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی اس وقت آپ کے ذہن مبارک اگلے کی طرح چمکدار سفید نظر آتے  
 تھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحسب جمالہ وکمالہ) یہ حدیث اسی حدیث کا اقیہ ہے  
 جو سب سے پہلے باب میں ساتویں حدیث گذری ہے۔ \*

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منسنے کا ذکر

ف اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔ \*

**مب ۱** جابر کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیں کیسی قدر باریک تھیں آپ کا ہنسناسر  
 تبسم ہوتا تھا میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تو دلمیں سوچتا کہ آپ سرمہ لگائی ہوئی ہیں  
 حالانکہ اسوقت سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے بلکہ طبعاً آپ کی آنکھیں سرنگیں تھیں۔

**مب ۲** عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا  
 نہیں دیکھا اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ اس سے پہلے باب کی اخیر حدیث میں یہ گزر چکا کہ حضور  
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکر اور بے دہی غوم میں مبتلا رہتے تھے یہ بظاہر اسکے منافی ہے اس لئے

لہ الخلال یقیم خدام مجتہد فتتقدید الامم یتم ان یكون بائع الخلل او صانعه ۱۲۰۰ ۱۲۱۰ السیما فی بقیہ السین الہم لہ و سکون الیاء التتانیۃ و فتم الامرو فتم الخاد بعد ہا الف نسبتہ لسیحون قریۃ یقرب بخل د ۱۲۱

ترجمہ شامل تہذیب

خصائل نبوی

مجلد الشہادۃ علی عزالت ناشئۃ

ابن الخلال الخلال ثنا یحیی بن اسحاق السیما فی حدیث ثلث بر سعد بن یزید بن ابی حبیب عن عبد اللہ بن الحارث قال ما کان فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تبسم ا قال ابو عیسیٰ عن حدیث غریب من حدیث ثلث بر سعد بن یزید ابو عیسیٰ الحسن بن حریث ابناؤا و کیم ثنا الاحمیش عن المعروف بن سوید عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی ارا علم اول رجل یدخل الجنة و اخر رجل یمخر من النار یونی بالرجل یوم القیمۃ فیقال عرضوا علیہ صغائر ذنوبہ و تحبوا عنہا کبار فیقال لہ عملت یومہ کذا کذا و کن او هو مقرا ینکرو و هو مشفق من کبارہا فیقال اعطوہ مکان کل سبتہ عملہا حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا ما اراہا ہنا قال ابو ذر

من تفرد للیث و ہو مجمل علی امامتہ و جلالتہ فہی خرابۃ فی السند لثانی صحیح الحدیث ۱۲

۱۲۰ اول رجل قال لقاری و فی بعض النسخ المصححۃ المکتوب علیہ جوابہ آخر رجل فی روایۃ الترمذی ہمنان و المصواب آخر رجل فاندھک ان رواہ مسلم وغیرہ من حدیث ابی ذر قالہ لقا سری قلت و الحدیث أخرجه الخطیب فی مشکوٰۃ بروایۃ مسلم لفظہ انی ارا علم اول رجل یدخل الجنة و اخر رجل یمخر من النار فیقول ان لی ذنوبا ما اراہا ہنا قال ابو ذر

اس حدیث کی دو توجہیں کیئیں ، ایک توجہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا تبسم آپ کے ہنسنے سے زیادہ ہوتا تھا ایسا کوئی اور شخص نہیں دیکھا جس کا تبسم اُس کے ہنسنے سے زیادہ ہو، دوسری توجہ یہ کہ جاتی ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود طبعی غم کے صحابہ کی دلگیری اور انبساط کے خیال سے خندال پیشاں و تبسم فرماتے ہوئے پیش آتے تھے اور یہ کمال درجہ اخلاق و تواضع ہے۔

**منب ۳** عبد اللہ بن حارث ہی کی یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔

**منب ۴** ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے اول جنت میں داخل ہوگا، اور اُس سے بھی بد وقت ہوں جو سب سے آخر جہنم میں لگا لا جائیگا، قیامت کے دن ایک آدمی دربار الہی میں حاضر کیا جائیگا اُس کے پیچھے حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سپر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں جب اُس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے تو وہ فلاں دن فلاں گناہ کہے ہیں تو وہ اقرار کر لیا اسلئے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور اپنے دل میں نہایت خوف زدہ ہوگا کہ بھی تو صفائری کا نمبہ ہے کہ امیر ہو کہیں کیا گندہ ہے کہ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس شخص کو ہر گناہ سے بدلے ایک ایک دیکھتے تو وہ شخص یہ حکم سنتے ہی خود بولے گا کہ میرے تو بھی بہت گناہ باقی ہیں جو ہاں نظر

۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵

فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت لواجز حنثا أحمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن بيان عن قيس بن ابی حازم عن جرير بن عبد الله قال ما جئني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ أسلمت ولا رأني إلا ضحك حدثنا أحمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن اسمعيل بن ابی خالد عن قيس بن جرير قال ما جئني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ أسلمت ولا رأني إلا تبسم حدثنا أحمد بن الشَّيْرى ثنا ابو معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيد الله السلماني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لا عرف اهل النار خروجا رجلا يخرج منها زحفا فيقال له الطوق فادخل الجنة قال فيذهب ليدخل الجنة فيجد للناس قد اخذوا المنازل

نہیں آتے، ابو ذر کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مقولہ نقل فرما کر کہتے ہیں انک کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے، ہنسی اس بات پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا انکے اظہار کا غوطہ بنگیا۔

**منہ ۶۹** جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے مسلمان ہونے کے بعد کسی وقت حاضری سے نہیں کا اور جب مجھ کو دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور دوسری روایت میں کہ کہہ رہے تھے کہ کسی وقت حاضری سے نہیں کا اور جب مجھ کو دیکھتے تھے تو ہنستے تھے۔ یہ دوسری روایت اسی لئے ذکر کی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پہلی حدیث میں ہنسنے کا قسم فرمانا مراد ہے۔ **منہ ۷۰** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب چیز گاہ سے نکلیں گاہ وہ اک ایسا آدمی ہو گا کہ زمین پر گھسٹتا ہو اور رخ سے نکلیں گاہ اس کو تکم ہو گا کہ جانتے ہیں داخل ہو جاوے وہاں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے سب جگہیں پر چھوٹی ہیں، لوٹ کر بارگاہ الہی میں اس کی اطلاع کر لیا وہاں سے ارشاد ہو گا کہ یہ نبی کی منازل کی حالت ذہن میں لے رہے ہو کہ جگہ پر ہو جاوے تو اتنے واؤنگی گنجائش نہ ہو اور پہلے جانو کہ حق تعالیٰ جگہ پر چاہیں قبضہ کر لیں اور بعد میں آنیوالوں کے لئے جگہ نہ رہے، اس عبارت کا ترجمہ کا بر عمل اس نے یہی تخریر فرمایا مگر منہ ۶۹ پر نزدیک اگر اس کا مطلب یہ کہ اس کا جواب تو زیادہ اچھا معلوم ہے کہ کیا دنیا کی وسعت اور

۱۔ منذ أسلمت وكان إسلامه في السنة التي توفي فيها عليه الصلوة والسلام قبل وفاة باربعين يوما وجرير بن احمد الذي قال فيه عمر بن الخطاب زائدة يوسف هذه الامة ۱۲۰ اسمعيل بن احمد الاختلاف بين السندين فرائد يروي عن بيان في السند المتقدم وعن اسمعيل في هذا السند ۱۲۱ عبيد بن يقطين ميمونة وسوء موعدة السلماني يقطين السيلون سكوت الامم ويقطين منسوب الى بنو سلمان قبيلة من مراد ۱۲۲ رجل قبيل ميمونية او مراد الجهمي قاله القشيري ۱۲۳





الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت له من اى شئ ضحك يا امير المؤمنين قال  
 رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم كما صنعت ثم ضحك فقلت من اى شئ  
 ضحك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان ربك ليحب من عبده اذا قال  
 رب اغفر لي ذنوبي يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيري حد ثنا محمد بن بشار  
 ابنا محمد بن عبد الله الا انصارى ثنا ابن عون عن محمد بن محمد بن محمد بن  
 عن عامر بن سعد قال قال سعد لقد أيت رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ضحك يوما لمأخذ حتى بدت تواجدة قال قلت كيف كان ضحكك قال كان رجل  
 معه قرص وكان سعد راويا وكان يقول كذا وكذا بالقرص ليطي جبهته فزعم  
 ان يتيه بالقرص يمينا و شمالا ۳

نضحك  
 نضحك  
 نغیرہ  
 ننبی  
 لہ یعلوم حال من ضمیر  
 قال ای قال ذلک حال کوفہ  
 لیلوم و هذا علی نسخة غیرہ  
 بالغائب و اما علی نسخة غیرہ  
 بالیاء المتکلم فیجعل مقولا  
 بقول محمد بن و ای قال ذلک  
 فیجعل حال من فاعل یحب  
 ای یحب الرب عز وجل  
 قال لہ یعلوم انه لا یغفر  
 الذنوب غیرہ ۲  
 لہ المأخذ قال المناوی  
 معرب ان المأخذ والد ال  
 والقاف لا یجتمعا فی کلمۃ  
 عربیة و قال نقاری کجعفر  
 حفیر جلی اسوار المدینۃ  
 معرب کندۃ علی ما فی  
 القاموس ۱۰۰  
 کن اوکن التثانی  
 بالرس یمینا و شمالا ۲

انی ظلمت نفسی فاغفر لی فانه لا یغفر الذنوب الا انت تیری ذات ہر عیب پاک ہو و میں تیری نعمتوں کا  
 شکریہ کرنے میں اور اوامر کی اطاعت کرنے میں اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے پس یا اللہ آپ میری مغفرت  
 فرمائیں کیونکہ مغفرت تو آپ کے سوا اور کوئی گزری نہیں سکتا اس دعا کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے اس ترجمہ  
 کہتے ہیں کہ میں نے اپنے گنہگاروں کو چھوڑ دیا تو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی  
 قولاً و فعلاً یہی امور کئے تھے جو میں نے کئے اور اُس کے بعد حضورؐ نے بھی تبسم فرمایا تھا میں نے بھی حضورؐ تبسم  
 کیونکہ پوچھی تھی جیسا کہ تم نمبر سے پوچھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ  
 جل شانہ بندہ کے اس کہنے پر کہ میرے گناہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا خوش ہو کہ فرماتے ہیں میرا  
 بندہ یہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی شخص گناہ معاف نہیں کر سکتا (اللہم اغفر لی و لوالدی فانه  
 لا یغفر الذنوب الا انت اللهم) احصی ثناء علیک الذکریاء و العظمتہ

منہ ۹ عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میرے والد سعدؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق  
 کے دن ہنسے تھے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس بات پر ہنسے  
 تھے انھوں نے کہا کہ ایک کافر دھال لے ہوئے تھا اور سعدؓ کو برس تیرا نہ تھے لیکن وہ اپنی دھال کو ادھر  
 ادھر کر لیتا تھا جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا پچاؤ کر رہا تھا، سعدؓ نے ایک مرتبہ تیر نکال کر جوقت اس کو ڈال

لہ سعد بسہم فلما رفع رأسہ رماہ فلم یخطئ ہذا منہ یعنی چہ ہتہ وانقلب و  
 شال برجلہ فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیت فواجب قال قلت من ای  
 اے ارفع روعہ والہاء للتحذیر ۱۲  
 ۶ تنہی ضحك قال من فعلہ بالرجل ۶  
 ۱۲ ضم واکسہ من اس کے بدن ۱۲

باب ماجاء فی صفة مزاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثننا محمود بن غیلان انبا بالوا سامیة عن شریک عن عاصم الا حول  
 عن انس بن مالک قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یاذا الذین قال محمود  
 ثبت حدیث فی السنن من الحاشیہ ۱۲

سہرٹھا یا فوراً ایسا لگایا کہ بیشانی سے چوکا نہیں اور فوراً گر گیا اور تانگ بھی اوپر کواٹھائی پس حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ پر ہنسے میں نے پوچھا کہ میں کوئی بات پر انھوں نے فرمایا کہ حد کے اس  
 فعل پر ف چونکہ اس قصہ میں سکا شبہ ہو گیا تھا کہ اس کے پاؤں اٹھنے اور ستر کھل جانے پر ہنس فرمایا ہو  
 اس لئے مکرر دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی، انھوں نے فرمادیا کہ یہ نہیں بلکہ میرے نشانے اور اسکے  
 باوجود اتنی احتیاط کے تیر لگ جانے پر۔ ۶

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور دل لگی کے بیانیہ

ف، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاج ثابت ہے اور ممانعت بھی واقع ہوتی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے امام نووی نے دونوں میں اس طرح  
 تطبیق فرمائی ہے کہ کثرۃ مزاج جو باعث قنات قلب کا انجام ہے یا اللہ جل شانہ کے ذکر و فکر سے روک دے  
 یا ایذا ہو مسلم کا سبب بن جاوے یا وقار و ہیبت گراوے یہ سب ممانعت میں داخل ہے اور جو ان سبب سے خالی ہو  
 محض دوسرے کی طیب خاطر اور انبساط کا سبب ہو وہ مستحب، چنانچہ عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش طبعی کوئی والا کسی کو نہیں دیکھا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی بجائے گرائی کے مایہ فخر و ناز تھی۔ ۷

گر طبع خواہد از من سلطان دیں ۶ خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

منہ ۱۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک مرتبہ

لہ المزاج بضم المیم علی  
 انما سمی ویکسرها علی ان  
 مصل ومانحہ و معنا  
 الانبساط مع الغیوض غیر  
 ایناء وہ فارق الہزؤ  
 والسفریۃ ۱۰  
 ۱۲ قال محمود نقل المصنف  
 عن شیخہ ان قولہ علیہ السلام  
 ہذا کان محمود علی المزاج  
 فہذا بمنزلۃ تفسیر الحدیث  
 عن شیخہ ۱۲

قال ابو اسامة يعني يما رآه حد ثنا هناد بن السري ثنا وكيع عن شعبة عن ابي  
التياح عن انس بن مالك قال ان كان النبي صلى الله عليه وسلم ليخاطبنا حتى يقول  
الغزلي صغير يا اعمير ما فعل النغير قال ابو عيسى وفقه عن ابي حنيفة ان النبي صلى  
الله عليه وسلم كان يمازح وفيه انه كفى غلاما صغيرا فقال له يا اعمير وفيه ان  
اباس ان يعطي الصبي الطير ليلعب به وانما قال له النبي صلى الله عليه وسلم يا اعمير  
ما فعل النغير انه كان له نغير فيلعب به فمات فحزن العارم عليه فمارحه النبي صلى  
الله عليه وسلم فقال يا اعمير ما فعل النغير حد ثنا عباس بن محمد المديني  
قال انا علي بن الحسن بن شقيق انا عبد الله بن المبارك عن اسامة بن زيد

له ابي التياح بفتح التثنية  
الفوقانية وتشديد اليماء  
وبالحاء المهملة اسم يزيد  
ابن حميد ۱۲  
سحق قال النووي  
قاية لقوله يخاطبنا اي  
انقضى مخاطبتنا باهلنا كلها  
حق الصبي ۱۲ قاري  
سحق اباس الخ قال  
القاري محله اذا علم انه  
يعين به قائله وفيه جواز  
استمالة الصغير وادخال  
السور عليه والتقييد  
بالصغير فيقول ان الكبير  
ممنوع من اللعب بالطير  
لما ورد من اتباع الصيد  
فقد غفل ۲  
سحق علي بن الحسن كن  
صوبه المناوي والقاري  
قال وفي نسخة ضعيفة  
الحسين بالتصغير قال  
ميرك ومغلط قلت و  
ليس في الرواة احمد  
اسم علي بن الحسين  
ابن شقيق ۱۲

مراخا اذا الاذنين فرمايا (او دوکانوں والے) -

منب ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ساتھیوں  
مراخ قولنے تھے چنانچہ میرا ایک چوہا بچائی تھا حضور اقدس سے فرماتے یا اعمیر ما فعل النغير او ابو عمیر  
لیا ہو نغیر نغیر ایک جانور سے جس کا ترجمہ علمارالالت کرتے ہیں صاحب حیوة الحیوان نے دلیل  
لکھا ہے امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا اصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو کُنیت سے  
تعبیر فرمایا اُس نے ایک جانور پا لیا تھا وہ مر گیا تھا جس کی وجہ سے یہ رنجیدہ بیٹھا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اُس کو چھیڑنے کے لئے پوچھا کہ وہ نغیر کیا، واما لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ  
مر گیا، یہ حدیث ایک مسئلہ مختلف فیہا میں حنفی کی تائید بھی ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ حرم مدینہ کا شکار شافعیہ کے  
نزدیک حرم مکہ کے شکار کے حکم میں ہے اور حنفیہ کے نزدیک دونوں میں فرق ہے حرم مکہ میں شکار جائز نہیں  
بخلاف حرم مدینہ کے کہ وہاں جائز ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سپر رکاز نہ فرمانا منجد دلائل کے  
ایک دلیل پر اور تفصیل کتب فقہ و حدیث میں موجود ہے اس میں اختلاف ہے کہ ابو عمیر ان کی پہلی ہی سے  
کُنیت تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابتدا کُنیت سے تعبیر فرمایا بعض علماء نے اس حدیث  
میں سو سے زائد مسائل اور فوائد ملتائے ہیں \*

عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک  
تلا عینا قال انی لا اقول الا حقان لا عینا یعنی تمنا نحن احل ثنا قتیبہ بن سعید ثنا  
خالد بن عبد اللہ عن حمید عن انس بن مالک ان رجلا استقبل رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی حاملک علی ولد فاقہ فقال یا رسول اللہ ما اصنع  
بولد الناقۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهل تلد الا بل الا النوق حل ثنا  
اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق ثنا معمر عن ثابت عن انس بن مالک ان  
رجلا من اهل البادية کان اسمہ زاهر او کان یحیی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
ہدیۃ من البادية فیجہزہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان ینزع فقال لنبی  
صلی اللہ علیہ وسلم ان زاهر ابادیتنا ونحن حاضروہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ تلد عینا من رحمہ  
کلام المصنف او احد  
مشائخہ مکررہ لیسفہ ۱۲  
لہ النوق بضم النون  
جمعہ الناقۃ وہی النقی  
الابل وحاصلہا جميع الابل  
ولذا لہنا نقۃ صغیرا کان  
او کبیرا ۱۲  
لہ بادیۃنا ای نستفید  
منہ سائستفید الرجل من  
بادیۃ من اقوام البسات  
فصار کانہ بادیۃ وقیل من  
اطلاق اسمہ المجل علی  
المحال علی حذف المضاف  
ای ساکن بادیۃنا کما حق  
فی واسئل القویۃ وقیل  
تاہۃ للمبالغۃ ویؤیدہ  
ما فی بعض النسخ بادیۃ  
والبادی ہو المقیم  
بالبادیۃ ۱۲

**منبہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ  
ہمت مذاق بھی فرمائیے میں حضور نے ارشاد فرمایا ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا یہ صحابہ  
کے سوال کا منشا یہ تھا کہ حضور نے منع بھی فرما رکھا ہے اور بڑائی کی شان کے خلاف بھی ہے کہ قمار کو گرتا ہے  
حضور نے فرمایا کہ میری غوش طبعی اس میں داخل نہیں ہے چنانچہ شریعت باب میں اسکی کچھ تفصیل گذر چکی

**منبہ** انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سواری  
کی درخواست کی حضور نے فرمایا ایک اونٹنی کا بچہ تم کو دیں گے، سائل نے عرض کیا کہ حضور میں بچہ کو کیا کرونگا  
حضور نے فرمایا کہ ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے ف سائل کا گمان یہ ہوا کہ وہ چھوٹا ناقابل سواری کے  
ہوگا اس حدیث میں علاوہ منزل کے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آدمی کو گفتگو میں دوسرے کی بات کمال  
غور و فکر سے سننی اور سمجھنی چاہیے۔۔۔

**منبہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے تھا نام زہر بن حزام  
تھا جنگل کے ہدایا سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور  
وہ جب مدینہ منورہ سے جانیکا راہ کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہری سامان غور و نوش کا

یجبہ وکان رجلاً دمیماً فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما وهو یبیع متاعہ واحدة فخر من خلفہ وانیبصرہ فقال من هذا ارسلنی فالتفت فعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل الی الی ما الصق ظہرہ بصلی اللہ علیہ وسلم حین عرفہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یشتری هذا العبد فقال لرجل یرسل اللہ اذا والله تجدنی کاسدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن عند اللہ لست بکاسد او قال انت عند اللہ عال حد ثناء عبد بن حمید حدیثنا صعب بن المقداد بن شہاب المبارک بن فضالہ عن الحسن قال اتت عجز النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یرسل اللہ ادع اللہ ان ینزلنی الجنة فقال یا ام فلان ان الجنة لاتدخل خلعها عجز قال قلت تبکی فقال لخبیروها انھا لاتدخل خلعها وھی عجز ان اللہ تعالی یقول انا انشاءناھن انشاء جعلناھن ابکاء

من ذمہا

لہ اختصہ عطف علی  
اتاد فی المشکوۃ باللفہ  
کما فی بعض النسخ ہناک  
وہو الاسباب ای ادخلہ  
فی صفین قالہ القاری ۱۲  
لہ ما الصق لفظ ما  
مصدریۃ ای لا یقصر  
فی لفظ ظہرہ بصلی  
الفیوض تبرکات وذلک ذاب  
سہ عجز ای امرأۃ کبیرۃ  
السن و نقل عجزۃ اذ  
ھی لفظ ردیۃ علی ما فی  
القاموس قبل اسمہا صفیۃ

بنت عبد المطلب مر الزبیر  
ابن العوام و عمة النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم قالہ الشیخ ۱۳  
لہ فلان کان الراوی سی  
الاسم الذی جری علی لسانہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فا قام  
لفظ فلان مقلمہ قالہ القاری  
فت ولعلہ قال یا ام الزبیر  
ان صفیۃ ہذہ ۱۴  
کما تقدم ۱۵

اسکو عطا فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا خجل گما شتمہ را ورم اس کے شہری ہیں تنہا  
افس صلی اللہ علیہ وسلم انکو دوست رکھتے تھے، زاہر کچھ بد شکل تھے ایک مرتبہ وہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے  
تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے انکی کوئی ایسی طرح بھری کہ وہ حضور کو نہ دیکھ سکیں  
انھوں نے کہا کہ کوئی بوجھڑو مجھ پر چڑھا، لیکن جب کن انکیوں وغیرہ سے دیکھا کہ حضور کو پہچان لیا تو  
اپنی کمزوری اور اہتمام سے پیچھے کو کر کے حضور کے سینہ مبارک سے ملنے لگے کہ رضی دیر بھی تلبس رہت ہزار نعمتوں سے  
بڑھ کر ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس غلام کو خریدے ہر فرعون نے حضور کو آپ مجھے فروخت فرما دینا  
تو کھوٹا اور کم قیمت پاویں گے حضور نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نزدیک تم کو کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو،  
منہ ۱۶ حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خدمت میں ایک بوڑھی  
عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اجل شانہ مجھے جنت میں داخل فرماویں حضور نے ارشاد  
فرمایا کہ جنت میں جو حدیں داخل نہیں ہونگی وہ عورت روتی ہوئی لوٹے گی تو حضور نے فرمایا کہ اس کے لئے جنت  
میں بڑھائی حالت میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ حق تعالیٰ اجل شانہ سبیل جنت عورت کو نکواریاں پیدا فرماوے گی



## باب ماجاء فی صفة کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم

فی الشعر، جد ثنا علی بن جحش ثنا شریک عن المقلا من بن شریک عن ابیه عن عائشة قالت قیل لہا اهل کان النبی صلی الله علیه وسلم یتمثل بشی من الشعر قالت کان یتمثل بشعر ابن رواحة و یتمثل ویقول ویأتیک بالانخبار من لم تزود حل ثنا

لہ الشعر هو کلام موزون مقفی قصید الخرج بهذا القیل ما صدر منه صلی الله علیه وسلم من الکلام الموزون اما ما وقع فی الکتاب المکتون فلا شک انه مقرون بالارادة و

المنشیة الخ فی معنى الفصل لانه لا یقع فی الکنون شیء دون المنشیة وعلل بحجابه ان لیس مقصور بالانوات وانه وقع تبعاً لما حقق فی بحث الخیر و الشر قاله القاری ۱۲۰

کے قالت ای عائشة و فی عرق النسب قال فالضمیر لشویم ۱۲۰

کے یتمثل ای انشد شعراً و تمثیل به خیر و مثلاً ۲۰

کے و یتمثل ای بشعر غیره ایضاً ویقول ای متمثلاً بقول طرفتونی نسفاً و یتمثل بقوله ای بقول الشعراء و طرفه فالضمیر معاد علی غیر من کور لشہرة فاکله وینہر و ہومن قصیدہ طرفہ المعلقة

وصل (البیت) سبندی ذک الاما و انت جاحل

اور حق تعالیٰ شانہ کے اس قول انا انشانا من انشاء فجعلنا من البکاء الآتیه میں اسکی بیان ہے

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و باب اشعار

ف یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جن اشعار کا پڑھنا یا سننا روایات میں آیا ہو ان کو گو کا ذکر

اس کلام کو کہتے ہیں قصید مقفی و موزون بنایا گیا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا قطعی ہے کلام اللہ

شریف میں صاف طور سے مذکور ہے، پھر حضور کے کلام میں کہیں کہیں کلام موزون پایا جاتا ہے وہ بلا قصد پر

محمول ہے نہ نہ ناچیز کے نزدیک درحقیقت یہی ایک معجزہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا معجزہ کیونہی نہیں

اسنے کہ جس شخص کے کلام میں بلا ارادہ موزونیت آجاتی ہو وہ اگر قصداً موزون بناوے تو کس قدر بے تکلف بنا

سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی شان کو کہیں اعلیٰ تر بنایا تھا اسنے کہیں اس طرف توجہ نہ فرمائی

اشعار کے بارہ میں روایات مختلف ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن ہے، اور بعض سے معلوم ہوتا ہے

کہ ممنوع اور برا ہے لیکن قول فیصل بھی ایک حدیث میں خود ہی وارد ہو گیا ہے کہ نفس شعر میں کچھ حسن واقع

نہیں مضمون صحیح اور مفید ہے تو شعر حسن ہے، اور مضمون جھوٹ یا غیر مفید ہے تو اسی درجہ کا حکم شعر کا

بھی ہے، لیکن حسن ہونے کی صورت میں بھی غلو ممنوع ہے اس باب میں مصنف نے نو

حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ۔

نمبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعر

بھی پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ ہاں متنبلاً کبھی عبداللہ بن رواحہ کا کوئی شعر بھی پڑھ لیتے تھے (اور کبھی

کبھی کسی اور شاعر کا بھی) چنانچہ کبھی طرذ کا یہ مصرعہ بھی پڑھ دیا کرتے تھے، ویاتیک بالانخبار من لم تزود

یعنی تیرے پاس خبریں کبھی وہ شخص بھی لے آتا ہے جسکو تو نے کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا

محمد بن بشیر بن عبد الرحمن بن مہدی قال ثنا سفین عن عبد الملک بن عبد  
ثنا ابوسلمة عن ابی ہریرة قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان اصل وکلمة  
قالها الشاعر کلمة لبید (الکل شیء ما خلل الله باطل) وکذا امیة بن ابی الصلت  
ان یسلم حدیث محمد بن المثنی قال بنانا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن (الاسود  
ابن قیس عن جندب بن سفیان البجلي قال اصاب حجر اصبع رسول الله صلی  
الله علیہ وسلم فدمیت فقال هل انت الا اصبع دمیت فی سبیل الله ما لقیبت

**منب ۲** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے  
زیادہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہو وہ لبید بن ربیعہ کا یہ کلمہ ہے (الکل شیء ما خلل الله باطل) آگاہ  
ہو جاؤ اللہ جل شانہ کے سوانح کی ہر چیز فانی ہے اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ اسلام لاؤ کہ  
ف لبید ایک مشہور شاعر تھے لیکن مسلمان ہوئے کے بعد سے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا یہ کہتے تھے کہ مجھے حق  
نعمانی جل شانہ نے اشعار کا نعم البدل عطا فرمادیا یہ مکرم صحابہ میں ہیں ایک سو چالیس یا اس سے کچھ  
زیادہ عمر ہوئی ہے اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے وکل نعیم (المحالة لزال) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا کی  
ہر چیز کسی نہ کسی وقت میں زائل ہوئی والی ہے امیہ بن ابی الصلت بھی ایک مشہور شاعر تھا جو اپنا شکار  
میں حقائق باندھتا تھا قیامت کا قائل تھا لیکن توفیق ایزدی شامل حال نہ ہوئی اس لئے مسلمان نہیں  
ہو سکا آٹھویں حدیث کے ذیل میں اس کی کسی قدر تفصیل بھی آ رہی ہے۔

**منب ۳** جندب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں  
لگ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ خون آلودہ ہو گئی تھی تو حضور نے یہ شعر پڑھا جس کا اس ترجمہ یہ ہے تو ایک  
انگلی ہے جس کو اس کے سوا کوئی مضرت نہیں پہنچی کہ خون آلودہ ہو گئی اور یہ بھی رائیگاں نہیں بلکہ اللہ جل شانہ  
کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جس کا ثواب ہوگا، ف اس حدیث میں بھی وہ اشکال کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کیسے فرمایا اس کا مختصر جواب گندب بھی چکا ہو اس خاص جگہ پر یہ بھی ایک جواب دیا  
جائے کہ یہ ترجمہ کرنا ناہی شعر نہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ نہ وہ شعر ہے نہ ترجمہ نہ اس میں ہوتا

لہ باطل المراد یہ الغائی  
وانما کان کلامہ اصدق  
لانہ وافق اصدق الکلام  
وہو قولہ تعالیٰ کل شیء حالک  
الاجرم وتمام البيت  
وکل نعیم (المحالة لزال)  
والمراد بالنعیم ان دنیا  
لقولہ بعد ذلك  
نعیم فی الدنیا غرور وفسق  
وانت قریب عن قلیل لرحل  
امیہ بالتصغیر ابن  
ابی الصلت یقر فیکون  
ای ابن ربیعہ الثقفی  
کان ینطق بالحقائق قول  
کان متعبدا فی الجاحلیة  
وبینہم ویرثوا لبعث  
لکنہ اذ رک الا سلام  
ولیسلم قالہ الثقاری  
سفیان ہو جد  
جندب یضم جیم وذل  
ویقر ابن عبد اللہ فهو  
منسوب الی جندب والبجلي  
بفتحین نسبة الی

بجيلة - ۱۲

لہ اصاب اختلفوا فی  
انہ کان فی بعض غزواتہ  
کہا ہوا مشہور او کان  
قبل الحجرة وقيل کان  
یمشی الی الصلوة وقيل  
کان فی الغار - ۱۲

حد ثنا ابن ابی عمر شماسفین بن عیینہ عن الاسود بن قیس عن جندب  
ابن عبد اللہ البجلی نحو حد ثنا محمد بن بشار حد ثنا یحییٰ بن سعید ثنا سفیان  
الثوری ثنا ابو اسحاق عن ابیہ بن عازب قال قال رجل افرم عن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عمارۃ فقال لا واللہ ما ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ولکن ولی سرعان الناس تلقتہم ہوازان بالنبیل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
على بغلته واربوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب اخذ بلجامها ورسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا النبی لا کذب عوانا ابن عبد المطلب حد ثنا

اسعد عن سفیان اعاد  
الحديث بسند اخر ليدل  
على ان جندب بن سفیان  
المنكوفي السند السابق  
هو ابن عبد الله هذا ۱۲  
سأبأعماراً بضم العين  
المهمله وتخفيف الميم  
كتيبة البراء ۱۳۰  
سأرسول الله سئل عن  
فرارهم فاجاب بعد م  
فراره عليه السلام اما لانه  
يلفر من ثبات الرسول عدا  
فرار الكافر الصحابة واما لانه  
فرارهم وهم تولية الرسول  
صلی اللہ علیہ وسلم ليجد  
ثباته متقدراً اوله ينمل انه  
انهم في موطن قطوع من شو  
اجتمعوا على انه لا يجوز انهم  
عليه قطوع من رعم انه انهم  
وقصص التنقيص كفروا ان لهم  
يقصد د ب تلاييا عظيم  
عند المشافعي وقتل عند المظ  
قاله المناوي ۱۲۰  
سأسرعان بفتح السين  
والراء ويسكن اوائلهم  
واطال الكلام في ضبطه  
المناوي ۱۲

لنذات آیت وما علمناه الشعر کے خلاف نہیں بعض نے کہا ہے کہ دمیت اور نیت کی تے ساکنہ ہے  
مکسورہ نہیں اس صورت میں ضرورت سے بھی نکلا گیا بندہ چاہے کے نزدیک اگر اسکی توجیہ کیجاو کہ شعر  
نسوا قدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہتے نقول تھا کسی دوسری شاعر کے کلام سے تو اس صورت میں کسی  
توجیہ کی ضرورت نہیں اسکی چنانچہ واقفی نے اس شعر کو ولید بن ولید کا بتلایا ہے اور ابن ابی الدنیا اپنی  
کتاب محاسبۃ النفس میں ابن رواحہ کی طرف نسبت کیا ہے دو شاعروں سے کسی ایک شعر کا ورد مجوع نہیں  
اسنے ممکن ہے کہ دونوں نے یہ شعر کہا ہو اس میں اختلاف نہ کہ یہ قصہ کہا ہے جو مورخین کی رائے ہے کہ  
جنگ احد کا ہے اور بعض لوگ سکوا بجرۃ سے قبل بتلاتے ہیں۔۔

منہ ۴ برابر بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا تم سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کو چھو کر جنگ حنین میں بھاگ گئے تھے انھوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ فوراً میں سے بعض جلد بازوں نے قبیلہ  
ہوازن کے سامنے کے تیروں کی وجہ سے منہ بھیر لیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنگی ساتھ کا صحابہ کا  
ہونا ظاہر ہے چھوڑ دیا تھا اور ابوسفیان بن خاریش اس کے کام پکڑے ہوئے تھے حضور اقدس وقت یہ فرما رہے تھے  
انا النبی لا کذب عوانا ابن عبد المطلب میں بلا شک و شبہ ہی ہوں اور عبد المطلب کی اولاد اپنی  
ہوں، ف غزوہ حنین مشہور ہے ہوا ہے قبائل عرب ایک زمانہ سے اپنے اسلام لاتے ہیں فتح مکہ کے  
منظر تھے اگر حضور نے اس پر قبضہ کر لیا تب تو سمجھو کہ آپ غالب ہیں اور بے چون و چرا اطاعت کرو اور

اگر مکہ مکرمہ فتح نہ ہوتا تو سچو کہ یہ لوگ غالب نہیں ہو سکتے بالآخر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو قبیلہ ہوازن وغیرہ بھی جو مواضع حنین وغیرہ کے رہنے والے تھے اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ پایا، اور چند قبائل نے مکہ مکرمہ کی بجائی لڑائی کے خیال سے حنین پر جو مکہ مکرمہ سے طائف و عرفات کی جانب ہیں تقریباً دس میل کے فاصلہ پر واقع وہاں مجتمع ہوئے حضور کو جب اس کا علم ہوا تو دس ہزار کا مجمع جس میں مہاجرین و انصار اور فتح مکہ کے تو مسلم شریک تھے ہمراہ لیکر چہرہ سوال مشہور حنین کی جانب روانہ ہوئے مسلمانوں کو حنین تک پہنچنے کیلئے ایک نالیٹ تنگ لگائی گئی تھی گزند نا پر تھا، دشمنوں نے اپنے لشکر کو ان پہاڑوں میں چھپا رکھا تھا جیسے ہی مسلمان پہاڑوں گذرے انہوں نے دفعہ تیروں کا نشانہ بنایا، مسلمان اس بھڑکی کے حملے سے سخت گھبرائے اور پریشان ہو کر ادھر ادھر متفرق ہو گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بجز چند اکابر نہ تھے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ وغیرہ وغیرہ چند حضرات کے کوئی بھی نہیں رہا تھا اس پریشانی کی حالت میں بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا عقیدہ بھی متزلزل ہوا، اور بعض نے آواز دے کر شروع کے حضور کا ہاشمی خون جوش نہ تھا اپنا اس خوفناک منظر میں اپنی سواری سے اتر کر پادیاہ، انا بنی لا کذب کہتے ہوئے دشمنوں کی فوج کا رخ کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار اجماع شجرہ کو علیؓ و علیؓ ایک آواز دی کہ کہاں جا رہے ہو ادھر آؤ آواز کا سننا تھا کہ پریشان متفکر جماعت لبیک کہتی ہوئی ایسی جوش و محبت میں لوٹی جیسے اونٹنی اپنے بچہ کی طرف، مسلمانوں کا لوٹنا تھا کہ طرفین میں ایک گھمسان لڑائی ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے کچھ مٹی کنکر لیں، اٹھا کر شہادت الوجود کہتے ہوئے مقابل پر پھینکی تو مڑی دیر رہائی کا یہ منظر رہا اس کے بعد لڑائی کا رخ ایسا پھرا کہ جس میدان مسلمان پریشان نظر آ رہے تھے، اب کا فر بدحواس بھاگتے ہوئے نظر آئے لگے، اور اپنا مال و متاع اہل و عیال مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بنا کر ایسے بھاگے کہ ادھر کاٹ بھی نہ کیا، ۵

قصہ حسب ضرورت مختصر طور سے لکھا گیا جو صاحب فضل دیکھنا چاہیں کسی اردو اسلامی تاریخ میں دیکھ لیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو بجائے باپ کے اپنے دادا عبدالمطلبؓ کی طرف اس لئے نسبت کیا کہ انہوں نے حضور کے غلبہ کی اطلاع اکثر قریش سے دی تھی، اور بدقت کو یا اس کی توفیق کا کٹنا بعض نے یہ وہ بتلائی کہ جو نہ آپ کے والد کا انتقال زمانہ حمل ہی میں ہو گیا تھا، اس لئے آپ ابن عبدالمطلب

اسحاق بن منصور نے عبد الرزاق شجاع بن سیمان انبانا ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکة فی عمرۃ القضاء و ابن رواحة یشی ینب وهو یقول خلوا بنی الکفار عن سبیلہ فی الیوم نضو بکم علی تزیلہ فی ضریا یزیل الہام عن مقیلہ ثم وین هل الخلیل عن خلیلہ ثم فقال لہ عمر یا ابن رواحة ین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حرۃ اللہ تعالیٰ تقول شعرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خل عنیا عمر فلم یأسر ع فیہم من نضو الذیل حل ثمالی بن اخی رمی السسم

لہ القضاء ای قضاء عمرۃ الحدیثیہ و یوضح لمقالہ علمائہ من ان المصوب یجب علیہ القضاء سواء کان حجہ فرضاً او نفلاً او کان لحرامہ لعمرة قالہ لقاری قلت یعنی ان تعمیت بعمرة القضاء مؤید لنا و ما اولہ الشافعیہ من ان المراد بہ القطعیۃ بمعنی المقاضاة لا یساعدہ اللفظ ۱۲ لہ ابن رواحة ای عبد اللہ ابن رواحة و کان من اهل شعراء علیہ السلام ۱۲ سلم تزیلہ ای بناء علی کوفہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او بناء علی تزیلکم ایاء و اعطاء العهد و الامان و قبل الضیو الی القرآن و ان لم یکن لہ ذکر ۱۲

ہی کے ساتھ مشہور تھے، نیز یہی کہا گیا کہ چونکہ عبد المطلب مشہور سردار تھے، اس لئے شہرت کی وجہ سے اس طرف نسبت فرمائی۔ ۱۰

**منہ** شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عبد اللہ بن رواحہ (انہی گردن میں تلوار ڈالے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی ہمارے پرکے ہوئے) آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے خلوا بنی الکفار الخ اس کے کفار زاد و ہو آپ کا راستہ چھوڑو آج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ آئے سے روک دیتے پھر کیا تم گذشتہ سال کرچکے ہو تم لوگوں کی ایسی خبریں گے کہ کھوپڑیوں کو تن سے جدا کر دیں گے اور دوست کو دوست سے بھلا دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن رواحہ کو روکا کہ اللہ کے حرم میں اور حضور اقدس صلی اللہ وسلم کے سامنے شہر پڑھتے جا رہے ہو، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر روک مت یہاں شمار اپنا پڑا کرے نہیں تیرے سامنے سے زیادہ سخت ہیں، ۱۱ ف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ کا ارادہ فرمایا تھا لیکن کفار مکہ نے حضور کو موضع حدیبیہ میں روک دیا تھا اسوقت ہوا شرائط فریقین میں بٹھیرے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ سال آئندہ اگر اپنا عمرہ پورا کر لیں اس معاہدہ کی بنیاد پر فقہہ مکہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا یہ عمرہ حنیفہ کے نزدیک پہلے عمرہ کی قضاء ہے اور اس عمرہ کا نام عمرۃ القضاء ہونا بھی حنفیہ کی تائید کرتا ہے بعض ائمہ شافعیہ کا اس میں خلاف ہوا اسکی بحث شرح حدیث میں مفصل مذکور ہے اسی سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل رضی اللہ عنہ سے لکل کیا اور راعرت و شوکت

حجرو انبانا شوبیک عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال جالس رسول الله  
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من مائة مرة وكان اصحابه يتناشدون النشور ويتناشدون  
اشیاء من امر الجاهلیة وهو سألک و ما تنبئهم حل من حل بن حجر انبانا شوبیک  
عن عبد الملك بن عمير عن ابی سلمة عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم قال شعر كلمة تكلمت بها العرب كلمة لبيد الا كل شيء ما خلا الله باطل  
حل ثنا الحسن بن منيع ثنا مروان بن معاوية عن عبد الله بن عبد الرحمن  
الطائي عن عمرو بن النشوي عن ابيه قال كنت راف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم  
فالنشد نامة قافية من قول مية بن ابی الصلت كلما انشدت يتناقل في النبي  
صلی اللہ علیہ وسلم هي عن النشد نامة تعني بيتا فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم انزل  
هيكلة لا تنزدة من الحديث المعهود قال بن السكيت في الاستزادة من حديث ابو عبد الله

بن  
او جاهليتهم  
ن يتبعهم

له عمر و بالوا و على  
الصواب وفي نسخة بدون  
الواو ولا يصح الا لمن في  
الرواية احد اسمه عمرو  
ابن النشوي ۱۳۴

له قافية المراء بها البيت  
الطائي الجوز و اراد الكل  
مجازا - ۱۳  
ثم هيم بكسوا لها  
واسكان الياء وكسوا لها  
الثانية قالوا والهاء الاولى  
مبدلة من الهاء الاولى  
ايه للاستزادة من  
الحديث المعهود - ۱۳۵

عمره فراغت فراك حسب قرار و من دن ملكه مكر من قيام فرما يا اور محمد بن منوره كواپسي ہو گئی۔  
**منب** جابر بن سقور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوا  
مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کے قصہ قصا نص  
نقل فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انکو روکتے نہیں تھے خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی انکے  
ساتھ ہنسنے میں مبتکر فرماتے تھے۔

**منب** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ شاعران عرب کے  
کلام میں بہترین کلمہ لبيد کا یہ قول ہے الا كل شيء ما خلا الله باطل و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث  
اسی باب کے منب پر گزر چکی ہے۔

**منب** ابو انثرید کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور کی ساتھ سواری کا شریک تھا اسوقت میں  
نے حضور کو امیت کے سوا شعر سنائے، ہر شعر پر حضور ارشاد فرماتے تھے کہ اور سننا، اخیر میں حضور نے ارشاد  
فرمایا کہ اس کا اسلام آتا بہت ہی قریب تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے اشعار میں توحید  
اعتراف قیامت وغیرہ امور حق و ضلح زیادہ ہوتے تھے یہی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کی تھی



حد ثنا اسمعیل بن موسیٰ الفزاری و علی بن حجر و المعنی و احد قال ان ابنا  
عبد الرحمن بن ابی الزناد عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله  
عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع حسان بن ثابت منبرا في  
المسجد يقوم عليه قائما يقرأ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او قال بنا فح  
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ونقول رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما بنا فح او يقرأ عن رسول الله عليه  
وسلم حد ثنا اسمعیل بن موسیٰ و علی بن حجر قالنا ابن ابی الزناد عن ابيه  
عن عروة عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

له حسان ضبط منصوص  
وهو منصوص بنحو ان قال  
او فلان والثقل هو الاظهر  
قاله الفزاری وفي الحديث  
دليل على جواز الالتماس  
في المسجد للضرورة ۱۲  
عنه روح القدس اي  
جبرئيل وقد جاء في حديث  
مصحفنا وسمى به لانه يأتي  
الانبياء بما فيه الحق الايدية  
واضافته الى القدس وهو  
الطهارة لانه خلق منها و  
المراد بتاييده امر اذ  
بابه جواب او انه يحفظه  
عن الاعداء ۱۳  
سنة مثله اي مثل الحديث  
المتقدم والفرق بين  
الاسفلين ان في الاول  
رواية عبد الرحمن عن  
هشام عن عروة وهذا  
رواية عبد الرحمن عن ابيه  
عن عروة بدل هشام  
عن عروة والسند ان  
متصل وذكرهما للتقوية  
قاله الفزاری ۱۴

اور یہی وجہ اس کے قریب عن الاسلام ہونے کی تھی بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد اس شعر پر تھا  
لک الحمد والنعماء والفضل ربنا ۱۵ فلا شیء اعلیٰ منك حمد ولا مجد  
اس کا ترجمہ یہ ہے سب تعریفیں ہیں اور تمھارے ہی لئے ملک کی سب نعمتیں ہیں اور تمھارے ہی  
سب فضیلتیں ہیں نہ تم سے زیادہ کوئی تعریف کے قابل ہے نہ برائی کے۔

### منبر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابتؓ  
کے لئے مسجد میں منبر رکھایا کرتے تھے تاکہ اُس پر کھڑے ہو کر حضور کی طرف سے مفاہرت کریں یعنی حضور کی تعریف  
میں فخر یہ اشعار پڑھیں یا حضور کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں بیشک  
راوی ہے اور حضور یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں جب تک  
کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں ف جماد ہر وقت اور ہر زمانہ میں مختلف اوقات سے ہوتا ہے حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جملہ سیفی تھا کہ تلوار سے باہم فیصلہ ہو جائے، دوسرا جمادلسانی تھا کہ وقت  
اشعار و قصائد پڑھے جاویں، وہاں نقل اشعار کا عام دستور تھا اور یہ اشعار اپنے مؤثر بھی ہوتے تھے، چنانچہ  
اسی باب کی پانچویں حدیث میں یہ مضمون گزر چکا ہے مسلم شریف میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور کا یہ ارشاد  
اور جب کہ جو قریش کے لئے تیر برس سے زیادہ نافع تھی مشکوۃ شریف میں استیعاب نقل کیا ہے کہ حضرت کعب

## بَاب مَا جَاءَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي السَّمَرِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَاحٍ الْبَزْزَارِيُّ أَيْضًا أَبُو عَقِيلٍ التَّقْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ مَجَالٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ نِسَاءً حَدِيثًا فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ الْحَدِيثَ حَدِيثَ خِرَافَةٍ فَقَالَ تَدْرُونَ مَا خِرَافَةٌ أَنْ خِرَافَةٌ كَانَ رَجُلًا مِنْ عَدُوَّةِ أَسْرَقَهُ الْجَنُّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَكَثَ فِيهِمْ دَهْرًا ثُمَّ رَدَّوهُ إِلَى النَّاسِ فَكَانَ يَحْدِثُ النَّاسَ بِمَا رَأَى فِيهِمْ مِنَ الْعَجَائِبِ فَقَالَ لِنَاسٍ حَدِيثَ خِرَافَةٍ حَدِيثَ إِمْرَةٍ نَارِ

لہ البزار یثبٹ یہ الزاری  
آخرہ راء مہملۃ ۱۳۰  
لہ اتدرون تذکرۃ الضمیر  
باعتبار کمال عقولہن  
انیکون ہننا بعض المحارم  
من الرجال و فی بعض النسوة

۱۲۰۰ رین

لہ عن راء یضم مہملۃ  
وسکون ذال معجمة قبیلۃ  
مشہورۃ من الیمن وہی  
قبل یضتہ صلی اللہ علیہ وسلم  
قالہ الثقاری ۱۲۰۰

حضور سے اشعار کے بارہ میں استمزاج کیا تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے، اور زبان سے بھی، اسی قصہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ یہ اشعار انہیں ایسے جاگرتے ہیں جیسے تیر۔

## بَاب حُضُورِ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَلَامِ رَأْتُو قَصَّةَ كُوفِيٍّ

وَفَ، يَعْنِي حُضُورَ نَبِيِّ قَصَّةَ كُوفِيٍّ نَقَلَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، دُوَّ حَدِيثَيْنِ مَصْنُوعَيْنِ فِي ذِكْرِ فَرَاغِيٍّ هُنَّ،  
مَنْبَأُ، هَذِهِتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَتَبَتْ هُنَّ كَيْفَ رَجَعَتْ حُضُورَ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِيهِمْ  
وَالْوَلَدُ كَوَاحِدٍ قَصَّةَ مَتَايَا أَيْكَ عَوْرَتِ نَظَرَ فِيهِمْ قَصَّةَ حَبِثَتْ أَوْ تَجَبَّيْنِ بِالْأَكْلِ خِرَافَةِ قَصُورِ حَيْسَا إِزْأَرْبِ  
مِنْ خِرَافَةِ قَصَّةَ هَرْبِ الْمَنْتَلِ تَحْضُورَ نَظَرَ فِيهِمْ دَرِافَتِ فَرَاغِيٍّ كَبَاتِيٍّ هُوَ كَرَفَافَةُ كَاصِلِ قَصَّةَ كَيْفَ تَخَافُ خِرَافَةَ عَزْوَ  
كَأَيْكَ شَخْصٍ تَحْضُورَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ  
زَمَانَهُ قِيَامُ كَرَفَافَتِ كَرَفَافَتِ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ  
حَدِيثَ خِرَافَةِ كَرَفَافَتِ، وَفَ مُمْكِنٌ هُوَ كَرَفَافَتِ شَخْصٍ كَانَا كَرَفَافَتِ هُوَ كَرَفَافَتِ كَرَفَافَتِ كَرَفَافَتِ  
تَحْضُورَ نَظَرَ فِيهِمْ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ قَصَّةَ حَبِثَتْ بِكَرَافَتِ كَرَفَافَتِ

مَنْبَأُ (حَدِيثُ امْرِئِ الرَّحْمَنِ) یہ باب مذکور کی دوسری حدیث ہے لیکن چونکہ اس کا قصہ طویل ہے اور نیز مشہور ہے چنانچہ اس پر مستقل تصانیف بھی لکھی ہیں اسلئے امام ترمذی نے بھی اسکو درج امتناز لکھ دیا اس حدیث کے نام بھی مختلف ہیں مگر مشہور نام یہ ہی ہے، چونکہ قصہ طویل ہے اسلئے ہر ہر عورت کا قصہ

لہ غف مہزول وشدید  
الردی بالجر صفة جمل و  
بالر صفة لمح والو عربی

فسكون صفة لجمل بعضی  
صعب فیستقی ای یختار الالکل  
وفی نسخة فینقل ۱۲

عہ ۱۲ ابث اشکل علیہ  
انہ نقض الہمل ورد بائین  
لم یکن مسلمات فایفاء الہمل  
لم یکن ولجہا علیہ وهذا  
کلہ لیس بشی بل ہذا ابو بیان  
حالة انشأت الیہ بلوق و  
واکمل بعضی انی لشدة حالہ  
لا استطیع ان ابث خبرہ  
فہو بیان سوء خلقہ ۱۲

سہ اذکرہ الغمیر المنسوب  
للخبرای خبرہ طویل ان  
نقلتہ لم اقم وقیل للزوج  
وقیل ہو بعید ان مفسر  
والجملہ مستانفتہ و الخیر  
جسم عجرہ وہی نختہ فی عروہ  
الحق حق ترکیبات ثلثہ من  
الجمل الجرحم عجرہ ہو  
توالسرة ثم استعملتا فی  
العیوب الطاهرة والباطنة  
قالہ القاری ۱۲

عہ العشق بمسئلة  
فجعة مفتوحة بن فون  
مشتركة مفتوحة ففاف  
الطول المستکرة فان اذکر  
سوء الخلق فمابعد بیان  
وان اذکر الطول فلا نہ  
فی الغالب دلیل علی السفة  
۱۲ مناوی

عہ انطق ای انکم بیجوبہ  
او للفقوب قالہ القاری قلت  
او التکلم بمحضہ مطلقا ۱۲

ن حد ثنا ۱۳۳ ن جلس

ترجمہ شامل تیسری

حد ثنا علی بن مجروح قال ناہی بن یونس عن هشام بن عروة عن اخیه عبد اللہ  
ابن عروة عن عروة عن عائشة قالت جلست احدى عشرة امرأة فتعاھدن  
وتعاقدن الا یکن من اخبار ازواجہن شیئا فقالت قالت الاولى (۱) زوجی  
لمح جمل غث علی راس جبل وعز لا سہل فیرتقی ولا سمین فینتقے قالت  
الثانیة (۲) زوجی لا ابث خبرہ انی اخاف ان لا اذکرہ ان اذکرہ اذکر عجرہ  
ونحوہ قالت الثالثہ (۳) زوجی العشق ان انطق اطلق فان اسکت اعلقت

علیہ علی مروح اس کے فائدہ کے بیان کیا جا تا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ  
عورتیں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوند کا پورا پورا حال سچا بیان کر دیں گی کچھ چھپائیں گی نہیں ۔  
ف ان کی گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آتا ہے  
یہ عورتیں یعنی یا حجازی تھیں ان کے ناموں میں بہت اختلاف ہے مسئلے نام حذف کر دئے ۔

ت (۱) ایک عورت ان میں سے بولی کہ میرا خاوند ناکارہ دُبے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے  
اگر زیادہ مرغوب نہیں ہوتا اور بایں ہمہ سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل  
جبکی وجہ سے وہاں چرنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا کہ اُس کی وجہ سے سُرودقت اٹھا کر اُس کے  
اتارنے کی کوشش کی جائے اور اُس کو اختیار کیا جائے ف مطلب یہ کہ وہ ایک میر کا رستی ہو جس سے  
کی کو جانی یا مالی نفع نہیں اور پھر اس کے باوجود متکبر اور بدخلق بھی ہے کہ اس تک رسانی مشکل نہ ملے  
بن پڑے نہ چھوڑے بن پڑے ۔

ت (۲) دوسری بولی کہ میں اپنے خاوند کی بات کوں تو کیا کہوں اُس کے متعلق کچھ ذکر کرنا نہیں  
چاہتی (بجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اُس کے عیوب شروع کر دوں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو برا بھلا سب ذکر کر دوں  
ف مقصود یہ کہ میں اُس کے عیوب کو گنواؤں تو لکھا شک گنواؤں سرا یا عیب کی سیمن وچا عیب ہوں تو اُن کو  
گنواں بھی دے ۔

ت (۳) تیسری بولی کہ میرا خاوند لڑکچہ کی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق اگرچہ بول

سہ تہامہ بکسر التاء وہی مکہ و ماحولہا من الازوار و قبل کل ما نزل من نجد من بلاد الحجاز و اما المدینۃ المنورۃ فلا تہامیۃ  
 والاخذ بیدۃ ۱۲

خصائل نبوی

۱۳۳

ترجمہ شریعتی

سہ لاخفاۃ النظم ان لا نسفی

الجنس فہو مفتوح والخبر  
 محذوف و الجمیل الازیع  
 فی محل النصب علی الخالیۃ  
 من لیل ترأۃ و التلیل  
 توصف بالخفاۃ کما قولہ  
 حملت جینی لیلۃ مزوۃ  
 بحسب ما فیہا من الغرات  
 و توصف بالملال لظہول  
 الاعتدال و شدۃ الحواو  
 البرد و یجمل انیکون  
 الجمیل فی محل الرضی علی  
 الخالیۃ من الزوج فی زاد  
 بالحر الخیش و یقال للبلد  
 سہ فہد بکسر الہاء غلے  
 انہ فعل ماض و یجمل انہ  
 اسم خبر مبتدئ محذوف  
 ای فہو فہد و کن اقولہ  
 اسئل و الجملة تحتل  
 الذم ای کالتفہن فی ذویہ  
 للضرب و تمرد و تغافل عن  
 امورہ و علی المدح فکانہ  
 فی ذویہ للجماع و تغافلہ  
 عما اضاعت ۱۲  
 سہ عہدی عمار آ  
 سابقا و عما فی عہد من  
 ضبط المال و نفقة العیال  
 فضیدہ اشعار علی سخاوة  
 نفسہ و جودہ طبعہ و انہ  
 یجمل انہ فاکت و اولہا کما سہ  
 سہ اشتفا و تہو للشفافۃ  
 لہم الشیر و تہو لہا فی  
 قناری یستقصی الماء و لا یرع  
 و لا نام شیدا و ارادۃ المدح  
 بانہ یاکل کل صنف الطعام  
 و یتروہ مع اھلہ کل الثوب

قالت الرابعة (۴) زوجی کلیل تہامۃ الاحر و لا قرو و لا خفاۃ و لا سہامۃ  
 قالت الخامسة (۵) زوجی ان دخل فہد وان خرج أسید و لا یسأل عما  
 عہد قالت السادسة (۶) زوجی ان اکل لفت وان شرب اشتف و ان  
 اسہما زہرۃ ۱۲

تو ادھر میں لٹکی رہوں ف اس کے زیادہ لایے ہوئے کو یا تو اس نے ذکر کیا کہ مشہور قول کے موافق یہ بیوقوفی  
 کی علامت ہوتی ہے اور اگر کلام اس کی بیوقوفی کا بیان ہے یا اس نے ذکر کیا کہ بد صورت بھی ہے منارہ کی  
 طرح لانا جو بلا مناسب مٹاپے کے بد نما ہوتا ہے اور بد خلق بھی ہے ۔

ت (۴) جو تھی نے کہ امیر افانہ و تہامہ کی رات کی طرح معتدل مزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا نہ  
 کسی قسم کا خوف نہ ملال، ف یعنی معتدل مزاج ہے، نہ زیادہ چالوسی کرتا ہے نہ بیزار رہتا ہے، نہ اس  
 کے پاس رہنے سے خوف ہوتا ہے نہ طبیعت اگلتا ہے، اس عورت کا نام مہد و بنت ابی ہر وہمہ بتایا  
 جاتا ہے، تہامہ مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و قوس کو کہتے ہیں، وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے خواہ  
 دن میں کتنی ہی گرمی ہو ۔

ت (۵) پانچویں نے کہا کہ میرا فاند جب گھر میں آتا ہے تو عیتہ بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو  
 شیر بخا تا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اسکی تحقیقات نہیں کرتا ف اس عورت کا نام کبشتہ بتایا جاتا ہے  
 اس میں علما کا اختلاف ہے کہ اس نے اپنے فاند کی مذمت کی یا تعریف کی اس کے کلام سے دونوں نکل سکتی  
 ہیں، لیکن ظاہر تعریف ہی معلوم ہوتی ہے بالجلہ اگر اس کو مذمت قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں اگر  
 چیز کی طرح سو سو و بجاتا ہے، نہ بات کا کہنا نہ کام سے غرض، باہر جاتا ہے تو اچھا خاصہ شریفانہ برتاؤ کرتا ہے  
 گھر میں کچھ نہایت آجائے اس سے کچھ مطلب نہیں نہ پوچھنا نہ خبر لینا، اور اگر تعریف ہے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں  
 اگر نہایت بے خبر ہو جاتا ہے کسی بات میں کچھ نہیں نکالتا، اخفا نہیں ہوتا، ایسا بے خبر ہوتا ہے جیسا سوتلا  
 ہوتا ہے، باہر جاتا ہے تو شیر و کی طرح سے ڈانٹ ڈپٹ خوب دہڑکتا ہے، گھر میں جو کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء  
 ہوں انکا مطالعہ اور تحقیقات نہیں کرتا، کہ کہاں خرچ کی اور کہاں خرچ کی ۔

ت (۶) چھٹی بولی کہ میرا فاند اگر کھاتا ہے تو سب مناد دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب پڑھا جاتا ہے

لہ البتہ قال فی القاموس البتہ الحال

او اشئل نحن انہ فالمعنی انہ لا یدخل

یدل فی شباب المرأة لیعلم انہ لا یدخل

لہ عیایا بفتح العیاء المہملۃ

الضرب العاجز عن الضراب

و عیایا بفتح العین المہملۃ

ذوہی ہوا ضلالتہ و الخبیۃ

شک من الروی و یحتمل

التخیر و طباقہ بفتح اولہ عمل دا

لمحق تنطبق علیہ الامور

او مفعولہ یطبق علیہ الکلام

او یطبق بصلی علی المرأة

وہو مکروہ عند النساء لذل

قالت امرأۃ امرأۃ القیس

تن مدہ ثقیل العصر یخفف

العجز یرید الاراقۃ بطریق الارقۃ

وذلك لان الرجل ذل الطریق

الاصیب علی ما تری المرأة

اصابتہ ۱۲

سکھ کل دافی الناس لہ

داء ای جمیع الادواء فیہ

موجود ۱۳

سکھ تشدیل الجیم

الفتوحۃ و کسوا الکاف ای

جرحک فی الاراس الخطاب

النفس او المراد خطاب العلم

فانک ای ضریک و کسبت الفل

کسی عظم باقی الاعضاء دون

الراس او جمع کلام من التخی

والہل ۱۴

لہ المس ای مسۃ اللام

عوض عن فعل المضاعف

الیہ و الالباب معروفة

بلین اللہ و مومۃ الجلد

و الورد و الزنب بفتح الزای

او الزنل لغتان فالمرسلۃ

فالنون تبت طیبہ و النون و قبل

الزعفران و قبل فہم الطیب ۱۵

۱۳۴

ترجمہ شامی

۱۔ ضطمع التف ولا یوج الکف لیعلم البتہ قالت السابحہ (۱) زوجی عیایا و عیایا  
طباقاء کل داء لہ داء تشکک او فلک او جمع کلک قالت الثامہ (۲) زوجی المس  
مس ارنب و الریح ریح زرنب قالت التاسعہ (۳) زوجی رفیع الصناد عظیم الراد  
قوس عن الطیب ۱۲

جب لیست تہا تو کیلا ہی کپڑے میں لپیٹا تہا میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پرگندگی  
معلوم ہو سکے، ف اسکے کلام میں بھی تعریف اور مذمت دونوں کی جاتی ہیں لیکن جیسا کہ پانچویں کے کلام  
میں تعریف زیادہ ظاہر ہے اسکے کلام میں مذمت زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔

ت (۴) ساتویں کہنے لگی کہ میرا فائدہ صحت و عافیت نہ رہے بلکہ اتنا ہی بوقوف کر بات بھی نہیں کر سکتا دنیا میں  
جو کوئی بیماری کسی میں ہو وہ اس میں موجود، سر پھوڑے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔

ت (۵) آٹھویں نے کہا کہ میرا فائدہ چھوڑنے میں خرگوش کی طرح نرم، اور غوشتوں میں زعفران کی طرح ممکن  
ہو رہا ہے، ف اس عورت کا نام بشارت بنت اوس بتلایا جاتا ہے، اسکی تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج  
سخت اور بدنام نہیں اس میں لذت جسمانی و روحانی دونوں موجود ہیں۔ ۱۶

ت (۶) نویں نے کہا کہ میرا فائدہ رفیع الشان بڑا مہمان نواز و نچے مکان والا بڑی راکھ والا ہے دراز قدر والا  
ہے اس کا مکان مجلس اور دار المشورہ کے قریب ہے، ف اس عورت نے اپنا اس کلام میں بہت سی تعریفیں  
کی ہیں، اول تو یہ کہ اس کا گھر اونچا ہے، اس سے اگر حقیقتہ بڑی عمارت مراد ہے تب تو اس کی ریاست اور مالدار  
ہونے کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ اونچا محل مالدار ہی طیار کرانے کا، اور اگر اونچے محل سے مکان کا اونچائی پر  
ہونا مراد ہے جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ سخی اور کریم لوگ اپنا مکان بلندی پر بناتے تھے، تاکہ پر دیسی مسافروں  
سے دیکھا جائے، تو اس صورت میں اس کے شریف کریم سخی ہونے کی تعریف ہے۔ دوسری تعریف اسکی  
مہمان داری کی ہے تیسری تعریف اس کے دراز قدر کی ہے، دراز قدر ہونا بشرطیکہ اعتدال سے زیادہ نہ ہو  
ممدوح شمار ہوتا ہے مجلس سے گھر کے قریب ہونا کیا مطلب یہ ہے کہ ذی رائے اور سجدہ ارپے ہر شخص اس سے  
مشورہ پوچھنے آتا ہے اس لئے گویا اس کا گھر ہر وقت دار المشورہ رہتا ہے بندہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ بھی محتمل  
ہے کہ دار المشورہ سے اپنا گھر قریب رکھتا ہے تاکہ مجمع ہونے والوں کے لئے تواضع وغیرہ میں یہ کمنا نہ پڑے کہ میرا

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

لہ الجناد بکسر النون هما قل السیف وطولہ يدل علی امتداد القلعة لان طولہ بالملزم لطول مجاہدہ و يمكن ان يكون كناية عن سعة حكمہ علی اشيائہ لعل سيف السلطان لطولہ ای یصل حکمہ الی قصصہ ملکہ فهو اشارة الى شجاعته ۱۲ من ذلك خصائل نبوی ای من التاسعة و من كل ۱۳ من ذكرها و مما اذكرة ۱۴ من خصائل نبوی بعد التوسیر و كل المبرر و مصل میمی او طرف زمان او مکان و المزهر بکسر الميم العود الذی یضرب اخطاه من قال بضم الميم ۱۵ له اناسی ای امال والنوس الفرك و الحی بضم الحاء و کسر الميم و بتثنية الیاء جمع حلیة ما یأخذین به اذنی منی اذن مضان لیا و المتکلم مکررا مضطرا و خصصهما بالذکر لانهما اذا سمنا من سائر البدل و لو لم یکن لهما الاذن او لظهور شفعهما عنه مزاولة الالاشیاء ۱۶ له نحی بفتح النون و تشدید الحی ای فحی فبجعت ففکر الوحدة و کسر الحی الخفة علی الاضغیر و قد تفتح غنیمت بالضم مصغر التقلید یعنی ان اهلہ کاد ان غنیمت قليلة تشق بفتح المحجة و کسر هاء اسم موضح اذ ناحت من الجبل و معتل تشق و هو الانسج سہیل بفتح فسک صوت الجبل و طیط بضم فسک صوت الابل و السرا اسم فاعل من الدرس ہوا الذی یدرس کسر الحی بفتح من البقر و غیره و منق بضم الميم و فقر النون علی الاشهر اسم فاعل من التنقیذ الذی ینقی الحی بضم الميم و غیره من التان و غیره بعد الدرس ۱۷ له فاقترع بقان و فون کما فی الصیغین ای فی قصص النبوة و انہما مکررة الملاء عندہ و فی رواية بانیہ بدل الملاء عنہ

طویل الجناد قریباً لبیت من الناد قالت العاشرة (۱۰) زوی مالک و ما مالک خیر من ذلك لابل کثیرات المیار و قلیلات المسارح اذا سمع صوت المرکح ایقن انھن ہوا لک قالت الحادیة عشرة (۱۱) زوی الزورع و ما الزورع اناس من حلی اذنی و ملء من شحم عضدی و نخی فحیحت الی نفسی و جعدنی فی اھل غنیمت شقی فجعلنی فی اھل صہیل و الطیط و الدیس و منق فعدت اقول فلا قبم وارقد فاقصم و انتوب فاقصم اما بی زرع فما اما بی زرع عکومہا ردا ح و بیتہا فراح

گھرو دوتے اسلئے گھر قریب رکھتا ہے تاکہ تو اسی سامان میں دیر نہ لگے اور اسکی وجہ سے عذر نہ کر سکی بوقت آئے (۱۰) دوسرے نے کہا کہ میرا گھرو نہ مالک مالک کا کیا حال بیان کروں وہ ان سب جو اتک کسی نے تعریف کی ہے یا ان تعریفوں سے جو میں بیان کرونگی بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں چراگاہ میں چرنے کے لئے کم جاتے ہیں وہ اونٹ جیسے بھر کی آواز سننے میں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آگیا ف اس عورت کا نام کبشہ بنت مالک بتلایا ہاتھ ہے اس نے اپنے خاوند کی سخاوت کی تعریف کی ہے جسکی توضیح یہ ہے کہ اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے ہائیں توضیفات اور معانی کے وقت ان کے واپس آنیکا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اسکے یہاں ہر وقت حمان داری رہتی ہے اس لئے اسکے اونٹ چرنے نہیں جاتے گویا کھڑے کر کے کھلائے جاتے ہیں تا کہ مہماؤں کے آنے پر فوراً نزع کر دے جاوےں باہر کی بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ اس کی عادت تھی جب کوئی حمان وغیرہ آتا ہے تو اس کی مسرت میں ہاتھ سے اسکا استقبال کرتا ہے تو اس باہر کی آواز سننے ہی اونٹ سمجھ لیتے کہ اب نزع کا وقت آگیا کوئی حمان آ رہا ہے لیکن عرب کے دستور کے موافق یہ طلب زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی حمان آتا ہو تو وہ شراب کباب گانے بجانے سے اسکی فوری تواضع کرتا ہے اس آواز سے اونٹ سمجھتے ہیں کہ اب قریب کھانے کا وقت آیا چاہتا ہے اسکی طیاری کے لئے ہمارے نزع کا وقت آگیا۔

ست (۱۱) گیارہویں عورت ام زرع نے کہا میرا خاوند الزورع تھا الزورع کی کیا تعریف کروں زیور نے میرے کان جھکائے (اور کھلا کھلا کر) چرنی سے میرے بازو پر کر کے مجھے ایسا خوش و خرم رکھا کہ غریب پسندی



لہ کسمل بفقہ المیم والسین وتشدد بدل الادم مصدر رمی معنی المسلول ویشمل اسم مکان من السلول وشطبة بفقہ الشیر المعجمة وسکون الطاء المهملة جریة الخلف الخضر وقیل علی السیف والمعنی ان محل الضحی عاموہواجنب کشطبة مسلولہ من الجرد فی الدقة فهو خفیف اللحم خصال نبوی دقیق الخضر والجفرة بفقہ الجیور وسکون الفاء تنوینا نذری ولد الشاة ای هو قلیل

۱۲۱ کل ۱۲

ابن ابی زرہ فما ابن ابی زرع مضجعه کسمل شطبة وتشبعه ذراع الجفرة بنت ابی زرہ فما بنت ابی زرع طوع امها واملها کسما و غیظ جاسر کھا جاریہ ابی زرہ فما جاسریہ ابی زرہ لا تبث حدیثنا تبتیثا ولا تنقت حدیثنا تنقیثا ولا تملأ بیتنا تعشیشا قالت خرج ابو زرع والاوطاب تمخص فلقی

لہ طوع ای مطیعة لہما غایة الرطاعة ولکن لک بالغت فی بلوغہا فانقلطع واحدہ لظہر الی ان طوع کل منہما مستقل ۱۲۱ ومارہ کسما کناہ عن خضارتہا وسمہا وکنہا وسمہا ونجھا وہو مطلب فی النساء او ہو کنایۃ عن المبالغۃ فی اخبارہا بحیث لا یسعہا غیر ثوبہا ۱۲۱ لہ غیظ جاسر ای مخیطضہا وسمیت جاسرۃ لاجوارۃ بین الضوئین غالباً فتعیطضہا بحسنہا صبرۃ وسیرۃ ۱۲۱ لا تبث بضم الموحدة وتشدد بدل المثلثة وروری بالنون بدل الیاء ومعنا جماعا واحدا ای (تظہر ۱۲۱ لہ فلا تنقت بضم التاء وکسر القاف او فتح التاء وضو القاف فالنون فی کلہما ساکنۃ او ضم التاء وفتح النون وکسر القاف المشددة معناه علی کل لا تنقل وفیہ لہ روایات والیک کسمل الطعام ۱۲۱ کھ وتشیشا بعین المهملة من عیش الطائر ای (تملأ بیتنا صلوۃ من القمامۃ وکنما استحق لیصیر کناہ عیش الطائر وروری بالغین المعجمة من العش ضل الخالص ای (تملأۃ بالحیاضۃ والنعیمۃ وقیل کنایۃ عن عفة زوجہ ۱۲۱

اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی مجھے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا جو میری تنگی کیساتھ چند بکریوں پر گذرتے تھے وہاں سے ایسے خوشحال فاندان میں ملایا جسکے ہاں گھوڑے اونٹ کھیتی کے ہیل وکرسان (ہر قسم کی ثروت موجود تھی) اس سب کے باوجود اس کی خوش خلقی کہ میری کسی بات پر برا بھلا نہیں کہتا تھا میں دن چڑھے تک ہوتی تو کوئی جگہ نہیں سکتا تھا، کھانے پینے میں ایسی ہی وسعت کہ میرے ہر کچھ دیتے تھے (اور ختم نہ ہوتا تھا) ابو زرع کی ماں (میری خوشدامن) بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن بچہ بچہ پر پور رہتے تھے اس کا مکان نہایت وسیع تھا (یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی اس لئے مکان کی وسعت سے معاملہ کی کثرت مراوے لی جاتی ہے) ابو زرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کناوہ بھی نور علی نور ایسا پتلا و بلا جو میرے بدن کا کمر اس کے سونے کا حصہ دینے پسلی وغیرہ سنی ہوئی سنی یا سنی ہوئی سلاو کی طرح سے باریک، بکری کے کچ کا ایک دست اس کے پیٹ بھرے کے لئے کافی، ابو زرع کی بیٹی بھلا اس کی کیسا بات، ماں کی تابعدار باپ کی فوہاں بڑا رموٹی تازی سوکن کی جلن تھی (یعنی سوکن کو اس کے کمالات سے جلن پیدا ہو رہی) میں مرد کے لئے چہرہ ہونا اور عورت کے لئے موٹی تازی ہونا مدوح شمار کیا جاتا ہے) ابو زرع کی باندی کا کمال کہ ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہ کہے نہ تک کی چیز بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی گھر میں کورا کبا نہیں ہوتے دیتی صاف شفاف رکھتی ہے، ہماری یہ حالت تھی کہ ایک دن صبح کیوقت جبکہ دو دھ کے برتن بھونے ہمارے تھے ابو زرع گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتہ جیسے دوپٹے اٹاروں سے کھیل رہے ہوں (چیتہ کے ساتھ تشبیہ کھیل کو میں ہے اور اناروں سے یا واقعی انار مراد ہیں کہ انار کا کمر کھیل رہے تھے، یادو اناروں سے اس کے دونوں پستان مراد ہیں) پر کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق

دیدنی اور اُس سے نکل کر لیا (طلاق اس لئے دئی کہ سو کن ہوئی وہی ہے اُس کو رنج نہ ہو اور اُس کی وجہ سے مجھے طلاق دینے سے اُس کے دل میں ابوزرر کی وقعت ہو) اُس کے بعد میں نے ایک اور سردار شریف آدمی سے نکل کر لیا جو شہسوار ہے اور سپہ گرا اُس نے بھی مجھے نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ گائے بکری وغیرہ وغیرہ سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی اساکہ ام زرر خود بھی کھا اور اپنے میکہ بھی جو چاہے بیچ لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اسکی ساری عطاؤں کو جمع کروں تب بھی ابوزرر کی چھوٹی ست چھوٹی خطاکے برابر نہیں ہو سکتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسمنا کر مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرر ام زرر کی واسطے، ف اسکے بعد اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ لوگوں مجھے طلاق نہیں دے نا، طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے اس پر فرمایا کہ حضرت ابوزرر کی کیا حقیقت آپ میری لئے اُس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں، حق تعالیٰ جل جلالہ ہر مسلم پر جان کھنچر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اقبال اس مضمون میں بھی ضمیمہ فرما دیں کہ یہ عفت کا باعث ہوتا ہے، آمین

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر**

ف، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سوتے تھے سوتے وقت کیا پڑھتے تھے، اس باب میں چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ۔ \*

**مب** برابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا

کان اذا اخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خده الايمن وقال رب قنى عذابك يوم تبعث عبادك حل ثنا محمد بن المنذر انبا ناعبد الرحمن انبا ناسرايل عن ابي اسحاق عن ابي عبيدة عن عبد الله مثله وقال <sup>ابن مهدي</sup> يخطم عبادك حل ثنا محمود ابن عيلان ثنا عبد الرزاق اناسفين عن عبد الملك بن عبد عن ربعي بن حراش عن <sup>مضعف</sup> حذيفة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اوى الى فراشه قال اللهم باسمك اموت واجي واذا استيقظ قال الحمد لله الذي احيانا فاعل امانتنا واليه لنشور حل ثنا قتيبة بن سعيد ثنا الفضل بن فضالة عن عقيل راحة عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اوى الى فراشه كل ليلة جمع كفيه فنفت فيها وقر فيها قل هو الله احد قل اعوذ برب الفلق

لہ ربعی بکسر السراء  
وسکون الموحدة قالی  
ابن حراش بکسر الحاء  
المهملة ۱۲۴  
لہ الفضل بفتح الضاد  
المجمة المشددة ابن  
فضالة بفتح الفاء ۱۲۵  
لہ اذ بضم الهمزة  
قالہ یحوری قالہ الفضل  
والضمیر المنصوب لعقيل  
یعنی قال الفضل ان  
عقيل رواہ عن الزهري  
قلت في الحدیث انما کشف  
فی جامعہ من السنن  
والمتن بعینه وليس فيه  
لفظ اذ بل قال عقيل عن  
ابن شهاب انه فلعله وقع  
السهم واحد من الرواة ۱۲۶  
لہ فنفت الخ الخ هو تفديم  
النفت على القراءة وقيل  
الاولی حمل رواية الفاء على  
الواو وحمل بعضهم على  
التفديم والتأخير وقيل  
ان الاولی تفديم النفت  
مخالفة للسحرة والبطلة ۱۲۷

دا یاں ہاتھ دایں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے، رب قنی عذابک يوم تبعث عبادک اے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچاؤ۔ حسن حصین میں ہر کہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مصوم ہونے کے باوجود اس قسم کی دعائیں یا اظہار عبدیت کے لئے ہوتی تھیں یا امت کی تعلیم کے لئے۔

**منہب ۲** حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر بیٹے اللہم باسمک اموت واجیا پڑھتے تھے، یا اللہ تیرے ہی نام سے مرنا یعنی سوتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا (یعنی سوکر اٹھوں گا) ف نوم موت کے مشابہ ہوتی ہے اسلئے سب سے کومرنے سے اور جاگنے کو زندگی سے تعبیر کر دیتے ہیں، اور جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی احيانا فاعل امانتنا واليه لنشور، تمام تعریفیں جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی، اور اسی ذات پاک کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔

**منہب ۳** عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شام جب بستر پر بیٹے تھو تو ہاتھ کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر اُپر دم فرماتے اور سورۃ اخلاص و وحوتیں پڑھ کر تمام بدن پر سری پاؤں تک جہاں

وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بجمام استطاع من جسده بيد بهما راسه وجهه  
وما أقبل من جسده يصنع ذلك ثلث مرات حل ثنا محمد بن بشار ثنا  
عبد الرحمن بن مهدي ثنا سفيان بن عيينة عن سلمة بن كهيل عن كريب عن ابن عباس  
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ناهى حتى نفخ وكان اذا نفخ فأتاه بلال فأذنه بالصلاة  
فقام وصلى ولم يتوضأ وفي الحديث قصة حل ثنا اسحاق بن منصور ثنا عفان  
ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
كان اذا أوى الى فراشه قال الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم  
ممن لا كافي له لا مؤدى حل ثنا الحسين بن محمد بن الجوزي ثنا سليمان بن

سالم الجوزي قيل بهمسلة  
مفتوحة مكبرة وقيل بجميع  
مضمومة مصغرة صوبه  
ابن مجرى فخرج الشمايلي  
وزجر القاري الاول قال  
في نسخة ضعيفة بالجيم  
المضمومة انتهى وسكت  
اهل الرجال عن ضبطه

باته جاتا باتھ پھیر لیا کرتے تھے ہیں مرتبہ ایسے ہی کرتے سر سے ابتدا فرماتے اور پھر سنہ و ربیعہ کا اگلا حصہ پھر بقیہ پیر  
منہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سوئے اور نترے لینے  
لگے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب سوئے تو نترے لیتے تھے پس حضرت بلال رضی اللہ  
عنہ نے اگر طیارى نماز کی اطلاع دی حضور تشریف لینگے اور نماز پڑھائی وضو نہیں کی اس حدیث میں ایک قصہ  
بھی ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی، اسلئے حضور نے وضو نہیں فرمایا،  
وہ قصہ جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اپنی مخالف کے گھروٹے  
کے متعلق ہے، چنانچہ آئندہ باب کی پانچویں حدیث میں مفصل مذکور ہے اس بابت کچھ تعلق نہیں تھا  
اس لئے مصنف نے اس کو اختصاراً چھوڑ دیا،

منہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے، تو  
یہ دعا پڑھتے، الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممن لا كافي له لا مؤدى، تمام  
تحریریں اللہ جل جلالہ کو الکیٹے جس نے ہم کو شکم سیر فرمایا اور سیراب کیا اور ہر ری ہمت کیے خود کفایت فرمائی  
اور سونے کیلئے ٹھکانا ہم سے فرمایا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو نہ کوئی کفایت کہنے والا ہے نہ کوئی ٹھکانا دینے  
والا ہے، چونکہ عادت اللہ ہے کہ جو شخص اللہ جل جلالہ کو الکیٹے کلام کو چھوڑ دیتا ہے حق تعالیٰ شانہ

حرب شتاً حماد بن سلمة عن حمید عن بکر بن عبد اللہ المزنی عن عبد اللہ  
ابن رباح عن ابی قتادة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عرس بلیل اطمح  
على شقنا الیمن واذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعاً ووضع راسه على  
باب ما جاء فی عبادة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم  
حدثننا قتيبة بن سعيد ویشیر بن معاذ قال انا ابو عوانة عن زياد بن عارفة  
عن المغيرة بن شعبه قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتفخت

سار عرس التعرین نزل  
القوم فی السفر من اخر  
اللیل للاسراحة وقوله  
بلیل المراد به زمن مفید  
بل لیل قوله فی الشق الثاني  
قبیل الصبح ۱۲  
سار عارفة بکسر العین  
وتخفيف اللام وجعل من  
فقر العین قاله القاری ۱۲۰

بھی اُس کے کلموں کو غیب سے پورا فرماتے ہیں۔ ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبہ، جب تک کہ کسی نے کیا ہی  
نہ خود میرا سامان است ارباب توکل را، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مضمون علی وجہ الاتم ہونا  
ہی پڑا ہے تھا، اس لئے وہاں کفایت بھی علی وجہ الاتم ہوتی تھی۔ +  
مَنْبِ رُوِيَ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ بَنُ كَحْضُورِ اَقْدَسِ صَلي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سفر میں رات کو چلنے کے بعد)  
اگر اخیر شب میں کچھ سویرے کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ لیٹ کر آرام فرماتے اور اگر صبح کے قریب پڑاؤ ہوتا  
تو اپنی دائیں بازو کھڑی کرتے اور بائیں سر پر رکھ کر آرام لیتے، ف مقصود یہ ہے کہ اگر وقت وسیع ہوتا تو لیٹ کر  
سو جاتے تھے لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو بائیں سر پر رکھ کر کھڑی رہ کر آرام فرما لیتے، ایسے وقت بالکل لیٹ کر آرام  
نہ فرماتے تھے، مبادا نماز فوت ہو جائے۔

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت و سکون عبادت ہے، ہر کلام و خاموشی ذکر و فکر ہے لیکن مثال کے  
طور پر شاہل کلجر مہوکی وجہ سے مصنف نے چند عبادات کو ذکر فرمایا، اس باب میں چوبیس حدیثیں ہیں۔  
مَنْبِ رُوِيَ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ بَنُ كَحْضُورِ اَقْدَسِ صَلي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس طرح طویل و فانی ہے کہ  
اگر آپ کے قدم مبارک دوڑ کر گئے تھے، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اس قدر کلفت برداشت فرماتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ  
جل شانہ نے آپ کے اول و آخر سب گناہ بخش دیے ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب حق جل شانہ نے مجھ پر اتنا  
انعام فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں، ف سائل کی عرض بظاہر بھی لکھ کر عبادت معاصی کے

قد ما فقیل لہ ان تکلف ہذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال  
 افلا اکون عبداً شکوراً <sup>ان تکلف الاشتغال بالعمل علی الشیء</sup> اجل تنال ابو عمارة الحسین بن حریت انا الفضل بن <sup>عمر</sup> م  
 عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هريرة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترمد قد ماہ <sup>تورم</sup> قال فقیل لہ تفعل ہذا وقد جاءک ان اللہ تعالیٰ  
 قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال افلا اکون عبداً شکوراً اجل تنال <sup>انما لا یحکم علی المقدر تقدیرہ من فلاکون</sup> عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمن الزملی ثقی عیسیٰ بن عیسیٰ الزملی عن  
 الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ فقیل قالوا القائل

عمر ۴ - ۱۲

لہ ترمد بنصب الفعل

یاخمازان بعد حتی وهو

بفتح المثناة وكسوا الراء و

تحقیف المیم علی وزن

تعد وفي نسخة حتی تورم

بناء علی ان فعل ماض

او مضارع حذف احدى

تأیید ۱۲

گناہ کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ آپؐ گناہ صادر ہی نہیں ہوتا پھر حضورؐ کو اس درجہ مشقت برداشت  
 کرنے کی کیا ضرورت ہے حضورؐ نے اس کا جواب فرمایا کہ عبادت کی یہی ایک غرض نہیں بلکہ مختلف وجوہ سے ہوتی ہے  
 چنانچہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عبادت کہیں جنت وغیرہ کی رغبت کی وجہ سے ہوتی ہے یہ تجارت کی بمنزلہ ہے  
 کہ عبادت سے خریداری مقصود ہے اور کہیں خوف کی وجہ سے ہوتی ہے یہ غلامی کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام  
 کرتے ہیں، ایک وہ عبادت ہے جو بلا غبت و خوف محض اللہ کے انعامات کے شکر میں ہو یا حرار کی عبادت ہے  
 اس حدیث کا یہ مضمون کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپؐ کے سب گناہ معاف فرمائے اس کو موم ہے کہ گناہ تو صادر ہوئے  
 لیکن حق تعالیٰ شانہ نے معاف فرمائے حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ  
 صادر ہی نہیں ہوتا اس کے بہت سے جواب علماء نے مرحمت فرمائے ہیں جو اپنے موقع پر درج ہیں سہل یہ ہے  
 کہ حسنات الابرار سیئات المتقرنین ہر شخص کے گناہ اُس کے درجہ کے مناسب ہوتے ہیں آپؐ کے درجہ اور رتبہ کے  
 مناسب جو معاصی ہیں وہ ایسے امور ہیں جو ہمارے لئے عین طاعت ہیں۔

**منہب ۲** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے  
 کہ پلوں پر روم ہو جاتے تھے کسی نے عرض کیا کہ آپؐ پر بشارت قد غفر لک ما تقدم من ذنبک ما تأخر نازل ہو چکی ہے پھر آپؐ اس درجہ  
 کیوں مشقت برداشت فرماتے ہیں آپؐ بشارت فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

**منہب ۳** نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی



لہ فاذا كانت قميرك  
وفي اكثر الروايات بلفظ ثم  
وقيل في كلمة ثم فلذلك وحقق  
يقضي حاجته بغير دليل  
بالفعل فاداء العبادة قبل  
قضاء الشهوة جدير بصلی  
اللہ علیہ وسلم وقيل محتمل  
ان ثم لتراخي الاخبار اى  
كان علته صلى الله عليه وسلم  
هكذا ثم انفق احبانا  
ان يقضى حاجته فيقضيه ۱۳  
لما رواه اهلنا اى قومه  
زوجته كناية عن الجماع ۱۴  
سنة محرمه بفتح الميم  
وسكون الحاء المجمة وفتح  
الراء المهملة ۱۵  
سنة عرض بفتح العين  
على الاصم الا شهر و في  
رواية بضمها و هو محقق  
العين اى جانبها قاله  
القارى ۱۶  
سنة الوسادة بكسر الواو  
المخللة المعروفة الموضوعة  
تحت الرأس ونقل القاضى  
عباس وغيره ان المراد  
عنازة الفراش لقول  
ما ضطمج صلى الله عليه وسلم  
في طولها الخ فكانه تحت  
رجليه فاداء التوكيد قلست  
كان هن الحسن وساعة  
اللفظ فالوجه عندى  
ان المراد بالمخللة هو معنك  
الحقيق ولا محذور فيه ۱۷

يقوم بصلی حتى ينقضي ما فيقال له يا رسول الله اتفعل هذا وقد غفر الله لك  
ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا حد ثنا محمد بن بشار  
انا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن ابى اسحاق عن الاسود بن يزيد قال سألت  
عائشة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل فقالت كان ينزل اول الليل  
ثم يقوم فاذا كان من الشجر او ترتم اى فراشه فاذا كانت له حاجة الى اهلها فاذا سمع  
الاذان وثب فان كان جنبا فاقض عليه من الماء والا توضأ وخرج الى الصلوة  
حد ثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس و ثنا اسحاق بن موسى (انصار)  
ثنا معن عن مالك عن محزمة بن سليمان عن كريب عن ابن عباس انه اخبره  
انه بات عند ميمونة وهي خالته قال فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع  
الاهم فرج العين وما معنى اى جانبها ۱۸  
اشارة الى انه محرم ۱۹

طويل يهتج تحو كيك قدم مباركة ركركت اى عرض كيك كيا اى اى طويل ناز يهتج  
گنا اولين واخرين معاف ہو چکے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں  
نمب ۳ اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو  
دور یافت کیا انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (عشا کی خانہ کے بعد) شب کے نصف اول میں استراحت  
فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے تھے کئی گنا خیر شب ہو جاتی تب وتر پڑھتے اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف  
لے آتے اگر رغبت ہوتی تو ایل کے پاس تشریف لیجاتے صبح کی اذان کے بعد فوراً ٹھکرا کر غسل کی ضرورت ہوتی  
غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لئے تشریف لیجاتے ف الطہا کے نزدیک بھی صحبت کیلئے بہترین وقت  
اخیر شب ہے کہ وہ اعتدال کا وقت ہے نیز سو کر اٹھنے کے بعد طہین کی طبیعت نشاط پر ہوتی ہے  
نمب ۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک لٹ (راکبین میں) اپنی قالہ حضرت ميمونة  
لام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے یہاں سویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اہل تکبہ کے طولانی حصہ پر سر  
رکھے ہوئے تھے اور میں تکبہ کے چوڑان پر سر رکھے ہوئے تھا قاضی عباس وغیرہ حضرات نے بجائے تکبہ کے بستر  
کا ترجمہ فرمایا ہے لیکن جبکہ لفظ اصل ترجمہ تکبہ ہی کا ہے اور تکبہ مراد لینے میں کوئی بعد بھی نہیں ہے پھر بستر امر لڑکی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طولہا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا  
انتصف اللیل او قبلہ لقلیل فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یمسح النوم  
عن وجهہ ثم قرأ العشر الايات الخواتیم من سورة آل عمران ثم قام الى شن معلق  
فتوضاء منه فاحسن الوضوء ثم قام یصلی قال عبد اللہ بن عباس فقمت الى جنبہ  
فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید الیمنی علی راسی ثم اخذ باذنی الیمنی ففتلہا  
فصلہ رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین  
مرات ثم اوثر ثم اضجع ثم جاء الموزن فقام فصلہ رکعتین خفیفین ثم خرج فصلی الضعیف  
حل ثنا البکریب محمد بن العراء ثنا وکیع عن شعبۃ عن ابی جبرۃ عن ابن عباس  
انفق علی توشیح ابی جبرۃ عن ابن عباس

سہ او قبلہ الطاهرانہ تروید  
من ابن عباس بناء علی  
تروید فی ان غایۃ النوم  
نصف اللیل او اقل منه  
واکثر ویمثل الشک من  
الراوی قالہ القاری ۱۲  
الخواتیم فی تنفیخ  
الخواتیم جمع ختام معنی  
الخاتمة منصوب علی ان  
الايات بدل من العشر  
قال المناوی ۱۲  
سہ الی جمرۃ مجیم وراء  
الطیحة اسمہ منصوب ہموان  
الضعیف ۱۲

ضرورت نہیں) غرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (ابن اہل سے تھوڑی دیر باتیں کر کے بعد اسکو آواز تقریباً  
نصف رات ہونے پر ایسے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر دیکھنے کے آثار کو دور فرمانے لگے پھر سورۃ آل عمران کے اخیر رکوع  
ان فی خلق السموات والارض کو تلاوت فرمایا (علماء کہتے ہیں کہ جاکے کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لینا  
چاہئے کلاس سے نشاء پیدا ہوتا ہے اور ان آیات کا پڑھنا مستحب ہے) اسکے بعد ایک مشکینہ پانی بھرا ہوا  
لٹکر ہاتھ اسکی طرف تشریف لیگئے اور اس سے برتن میں پانی لیکر وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی وضو کر کے حضور کی ریا میں جانب) برابر کھڑا ہو گیا حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسکے کہ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہئے) میری سرسہر ہاتھ رکھ کر میرا کان مڑوا  
(تنبیہ کیلئے یا کلن پکر گرا دیا) تب کو کہنے چنانکہ سنت کیو افق امام کے دائیں جانب کھڑے ہو جاوےں  
پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت پڑھنے رہے جس روایت کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چہرہ مرتبہ  
حضور نے دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہو گئی (املا علی قاری نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک  
تجدد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وزیر پھر کہتے تھے صبح نماز کے لئے جب بلال بلائے تھے تو دو رکعت سنت مختصر  
قرأت سے پڑھ کر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۰

مکمل ۶ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تجد (مع وتر کبھی) تیر رکعت

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصل من الليل ثلث عشرة ركعة حدثنا قتيبة  
ابن سعيد ثنا ابو عوانة عن قتادة عن زرارة بن اوفي عن سعد بن هشام  
عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا لم يصل بالليل منع من ذلك  
النوم او غلبته عيناه صلى من اهلها ثلثي عشرة ركعة حدثنا محمد بن العلاء انا  
ابو اسامة عن هشام يعني ابن حسان عن محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن  
النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا قام احدكم من الليل فليفتح صلوة بركعتين  
خفيفتين حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس وحديثنا اسحق بن  
موسى حدثنا معن حدثنا مالك عن عبد الله بن ابى بكر عن ابيه ان عبد الله بن  
قيس بن حمزة اخبره عن زيد بن خالد الجهني انه قال راى رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يفتي سدرت عتبت او فسطاطة فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين  
كره ثلثا للمباينة في طول الركعتين الاوليين ۱۳

سہ زرارہ بن اوفی  
اول محرف ثم معلول ۱۲  
سہ قال ابی ہشام سبہ الحدیث  
بالترجمة بان امره صلى  
الله عليه وسلم بشئ يفتي  
فاحه ۱۲ يفتي  
سہ هو عبد الله بن ابى بكر  
ابن محمد بن عمرو بن  
خزيمه في بعض النسخ  
من زيادة التاء في آخر  
لفظ الى بكر سهو من  
الناسخ ۱۳

پڑھا کرتے تھے (یعنی دس رکعت تہجد اور تین رکعت وتر کو بھی کم و بیش جیسا کہ روایات سے معلوم ہوا)  
**منہاج** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی غلبتہ نہ ہو وغیرہ  
کیوجہ سے رات کو تہجد نہیں پڑھ سکتے تھے تو فجر پر اُشت کیوقت باہر رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے و اگر حضور پرتہجد  
فرض تھا تب تو قضا ظاہر ہے اور اگر فرض نہیں تھا تب بیانِ فضیلت کیلئے قضا فرماتے تھے۔

**منہاج** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب  
رات کو تہجد کے لئے اٹھو تو شروع میں اول دو مختصر رکعتیں پڑھ لو تاکہ شروع ہی سے طویل رکعتیں  
شروع کرنے سے تکان نہ ہو جائے۔

**منہاج** زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک دن یہ ارادہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ  
و سلم کی نماز کو آج غور سے دیکھوں گا کہتے ہیں کہ آپ کے مکان یا خیمہ کی ہر کھمٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا (نظارہ پر یہ  
قبضہ کیا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعتیں ابتدائی پڑھی اسکے بعد طویل طویل رکعتیں

وہما دون اللتین قبلہما تم صلی رکعتین وہما دون اللتین قبلہما تم صلی رکعتین  
 وہما دون اللتین قبلہما تم صلی رکعتین وہما دون اللتین قبلہما تم صلی رکعتین  
 ثلاث عشرة رکعة حل ثنا اسحاق بن موسى حد ثنا معن حد ثنا مالک عن سعيد  
 ابن ابی سعید المقبری عن <sup>بشر بن قیس و ابیہ و سکون القان</sup> <sup>ابن</sup> المسلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سأل عائشة  
 كيف كان صلوة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في رمضان فقالت ما كان رسول الله  
 صلی اللہ علیہ وسلم یزید في رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة یصلی  
 اربعاً تسأل عن جسنین وطولین ثم یصلی اربعاً تسأل عن جسنین وطولین ثم

پڑھیں (تین دفعہ طویل کا لفظ اسکے زیادتی طول بیان کر نیکیکے لئے فرمایا) پھر ان سے مختصر دو رکعتیں  
 پڑھیں پھر اتنی ہی مختصر دو رکعتیں ایسے ہی پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں پھر ان سے بھی مختصر دو رکعتیں  
 پڑھیں پھر وتر پڑھے یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں، ف جو لوگ وتر کی ایک رکعت ہو نیکیکے قائل ہیں انکے  
 نزدیک چھ مرتبہ دو رکعتیں نوافل اور ایک رکعت وتر کل تیرہ ہوئیں، اور جسکے نزدیک وتر تین رکعت  
 ہیں انکے نزدیک کل پندرہ رکعتیں ہوئیں، تیرہ رکعتیں فرمانا اس بنا پر ہے کہ تجتہ الوضوء وتر کی دو رکعت  
 اسمیں شمار نہیں کی گئی، بعض روایتوں میں ”پھر ان سے مختصر دو رکعت پڑھی“ یہ لفظ بجائے پانچ مرتبہ کے  
 تین مرتبہ ہے، اس صورت میں تجتہ الوضوء کی دو خفیف رکعتیں جو نہروء میں وارد ہوئی ہیں انکے باوجود  
 دس رکعت نوافل ہوتی ہیں، ایسی حالت میں نامحالہ وتر کو تین ہی رکعت ماننا پڑیگا ایک رکعت مانتے  
 کی صورت میں تیرہ رکعت کا عدد پورا نہ ہوگا۔“

منبہ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ حضور رمضان اور  
 غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (گویا آٹھ رکعت تہجد وتر تین رکعت وتر چنانچہ خود  
 اسکی تفصیل فرماتی ہیں) کہ اول چار رکعت اسقدر طویل خستوع خستوع سے پڑھتے تھے کہ اسکی کیا تفصیل  
 بتلاؤں ایسے ہی پھر چار رکعت اور پڑھتے تھے پھر تین رکعت پڑھتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

یصلی ثلاثاً قالت عائشة قلت یا رسول اللہ اتنا من قبل ان نوتر قال یا عائشة ان  
عینی تنامان ولا ینام قلبی حدیثنا اسحاق بن موسی شامی عن شامالک عن ابن

میں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل  
جاگتا رہتا ہے (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ ان کے قلوب جاگتے رہتے ہیں) اس حدیث میں  
چند ضروری مباحث ہیں جن میں سے دو ذکر کرتے جاتے ہیں، اوّل تو یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس  
حدیث میں رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ کی نفل فرماتی ہیں حالانکہ ابن عباس زید  
بن خالد وغیرہ غیر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے تیس روایت ہیں بلکہ بعض روایات میں تیس سے  
زیادہ بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ ابوداؤد میں خود حضرت عائشہ نے عبد اللہ بن ابی قیس کے سوال پر حضور کی  
شب کی نماز کی رکعات یہ گنوائی ہیں کہ چار اور تین چہ و تین آٹھ اور تین دس اور تین چہ و تین ہوتی ہیں اور  
اس سے زیادہ واضح موطا امام مالک کی روایت ہے عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یصلی باللیل ثلاث عشرة رکعة ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح برکعتین خفیفتین، یعنی حضور اٹکو  
تیس رکعت پڑھتے تھے اسکے بعد صبح کی اذان پر دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے چنانچہ قرطبی نے کہا کہ حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کو اس اختلاف کی وجہ سے علماء نے مضطرب قرار دیا ہے (مضطرب ضعیف کی  
ایک قسم ہے) دوسری بحث یہ ہے کہ بعض لوگ اس حدیث سے یہ بھی مسئلہ نکالتے ہیں کہ تراویح بھی آٹھ رکعت  
ہیں حالانکہ اس روایت سے تہجد کا صرف آٹھ رکعت ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے بلکہ تراویح  
اس حدیث کو تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں صلوٰۃ اللیل کے لفظی معنی رات کی نماز کے ہیں لیکن اس سے مراد  
قرینہ سے تہجد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس سے اگر رات کی ہر نماز مراد لیجاوے تو تراویح کے ساتھ  
مغرب عشاء کے فرض اور انکی سنتیں سب خارج ہو جائیں گی، جنکو کوئی بھی نہیں نکال سکتا مگر اس  
حدیث میں صرف تہجد کا ذکر ہے وہی پوچھنا متصوّر ہے، اسی کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب مجتہد  
فرمایا اور پوچھ کر یہ پیش آئی تھی کہ حضور کی عادت تشریف رمضان المبارک میں زیادتی عبادت کی  
تھی، اس لئے اس مسئلہ کو خیال ہو کہ شاید تہجد کے عدد رکعات میں اضافہ فرماتے ہوں اس لئے پوچھا حضرت

سے اتنا مشہور حدیث  
الشماعی معنی الحدیث  
انہا لعلی ان الوتر بما یقوت  
بان لا یستیقظ فی الوقت ثم  
اشکوا علیہ بقصة لیلة  
التعلیٰ فلجا بالاعیابا جوة  
حدیثہ والوجه حدیثی  
ان الحدیث من باب یقوت  
الوضوء بالنوم دون باب  
الوقت والمعنی انک تنام قبل  
الوتر ثم توتر بعد الاستیقاظ  
والنحو ان الوضوء احيانا  
فاجابہا علیہ السلام بان  
قلبه یقظان قبل الوتر الحدیث  
فلا یراد ولا جواب فتاویٰ ۱۲

شہاب عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی من اللیل احدی عشرۃ رکعۃ یوترمنہا باحدۃ فاذا فرغ منها اضطجع علی شقہ الیمین حل ثنا ابن ابی عمر انہما مع عن مالک عن ابن شہاب بنحوہ وثنا قتیبۃ عن مالک

فی نسخۃ فقط و فی نسخۃ سوا فقط و فی نسخۃ سوا فقط

لہ اختلاف النسخ فی ذکر التحویل والحاجۃ الیہ والغرض بیان الطرق للروایۃ المتقدمۃ ۱۲

عہ پتہ ذیل بریل سکتا ہی یجوی کتب خانہ سہارن پور قیمت ۱۰

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس کی نفی فرمادی ورنہ خود حضرت عائشہ کا بھی یہ مقصود نہیں کہ تراویح کو دو رکعتی تہجد کی رکعات بھی گیارہ سو زیادہ بھی نہیں ہوتی تھیں اسلئے کہ تیرہ رکعات تک خود عائشہ سے ثابت ہو چکا ہے اس مضمون کو حضرت اقدس فخر الحق بن مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے اپنی رسالہ الرکعات النبیج میں بہت مفصل تحریر فرمایا ہے جس کا دل چاہے اُسے دیکھے۔

**منہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی جب آپ اس سے فارغ ہوتے تو اپنی دائیں کروٹ پر آرام فرماتے **ف** یہ حدیث خود اس پہلی حدیث کے خلاف ہے جس میں آٹھ رکعت کا بیان تھا اسی وجہ سے بعض علمائے حضرت عائشہ کی روایات میں کلام کیا ہے چنانچہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا، البتہ توجیہ کے درجہ میں اس اختلاف روایات کو اختلاف اوقات پر محمول کیا جاسکتا ہے، گاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور گاہے کم بیش، دوسرا مسئلہ وتر کی ایک رکعت کا ہے، وتر کے بارہ میں چند اختلافات ہیں سب سے اول اسکے حکم میں اختلاف ہی حنفیہ کے نزدیک وہ واجب ہے بعض دیگر ائمہ کے نزدیک مستحب ہی حدیث چونکہ اس سے ساکت ہوا سئلے اس بحث کو چھوڑ دیا گیا، دوسرا اختلاف اسکی رکعات میں حنفیہ کے نزدیک تین رکعتیں حتیٰ ایک سلام سے ہیں دوسرے بعض مامول کے نزدیک ایک رکعت ہی نہیں بھی اختلاف ہے بعض صرف ایک رکعت فرماتے ہیں اور بعض ائمہ ایک رکعت کی ساتھ اُس سے پہلے دو رکعت علیحدہ سلام کیساتھ واجب فرماتے ہیں، حنفیہ اپنے مسلک پر چند احادیث کا استدلال کرتی ہیں، **منہ** ابن عبد اللہ بن ابی قیس کی وہ روایت جو ابو داؤد وغیرہ نے ذکر کی ہے گذشتہ حدیث کی بحث اول میں گذر چکی ہے کہ حضرت عائشہ نے حضور کی شب کی نماز چار اوتار و تین چہلہ و تین آٹھ اوتار دس اور تین رکعتیں ذکر فرمائی اس تکلف کی ساتھ ذکر کرنا اور تین رکعت کو ہر گاہ بلا کم و زیادہ علیحدہ ذکر کرنا سیر صاف



عن ابن شہاب فحوة حد ثنا هناد ثنا ابو الاحوص عن ابراهيم عن  
 الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل تسع ركعات  
 حد ثنا محمود بن غيلان ثنا يحيى بن ادهم ثنا اسفلين الثوري عن ابراهيم فحوة  
 حد ثنا محمد بن المنثري ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن  
 ابي حمزة رجل من الانصار عن رجل من بني عبس عن <sup>عنه</sup> حد يفته بن اليمان انه  
 صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من الليل قال فلما ادخل في الصلوة  
 قال الله اكبر ذوالملكوت والجدوت والكبرياء والعظمة قال ثم قراء البقرة ثم ركع  
<sup>مباغتة في النجاة</sup> <sup>او كما انما هو بها</sup>

سہ ابو حمزہ قال القاری  
 قال المؤلف فی جامعہ  
 ابو حمزہ عند ناظر بن  
 زید و قال انسائی هو  
 عند ناظر بن یزید  
 قال ابو حمزہ قول لا کفر  
 و سبائی شئی منہ فی آخر  
 الحدیث ۱۲۰  
 سہ بنی عبس بہم ملتین  
 بینہما موحد فقیہہ ساکنہ  
 کفلس اسم صلیتہ بن زفر

دلیل ہے کہ یہ کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی تھی یہ تین ہی رکعتیں ہوتی تھیں ورنہ حضرت عائشہ  
 سات، نو، گیارہ فرماتیں، چار اور تین چہلو تین وغیرہ کہیں فرماتیں،  
 نمبر ۱۲ مبرا علی قاری نے حنفی کے دلیل یہ لکھی ہے کہ صحابہ کا سہرا جمع ہے کہ تین رکعات و نہ چار و نہ تین ہیں  
 اور اس سے کم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ایک رکعت بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہی نہیں اور  
 یہ ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع علیہ قول اولی ہے مختلف فیہ ہے۔  
 نمبر ۱۳ احادیث میں ایک رکعت پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے طریقوں سے حنفیہ  
 استدلال فرماتے ہیں علماء نے اس بارہ میں مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں۔

نمبر ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو  
 نو رکعات پڑھتے تھے، و حنفیہ کے نزدیک چہر رکعت تہجد اور تین رکعت و نہ چار و نہ تین ابی قیس  
 کی روایت میں خود حضرت عائشہ نے چہر اور تین فرمایا۔

نمبر ۱۳ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ  
 نماز تہجد پڑھی (بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ قصہ رمضان المبارک کا تھا) حضور نے نماز شروع فرما کر یہ دعا  
 پڑھی، اللہ اکبر ذوالملكوت والجدوت والكبرياء والعظمة اللہ صل جلالہ علمہ والہ کی ذات والا  
 صفات سب سے برتر ہے وہ ایسی ذات ہے جو بڑی بادشاہت والی ہے بڑے غلبہ والی ہے بڑی اور بزرگی

فكان ركوعه نحو من قيامه وكان يقول سبحان ربّي العظيم سبحان ربّي العظيم  
ثم رفع رأسه وكان قيامه نحو من ركوعه وكان يقول الحمد لله الحمد لله ثم سجد فكان  
سجوده نحو من قيامه وكان يقول سبحان ربّي الاعلى سبحان ربّي الاعلى ثم رفع  
رأسه فكان ما بين السجدين نحو من السجود وكان يقول رب اغفر لي رب اغفر لي حتى  
البقرة وآل عمران والنساء والمائدة أو الانعام شعبة الذي شك في المائدة  
والانعام قال ابو عيسى والوحمة اسم طلحة بن زيد وابو حمزة الصبعي اسمه

سجد يقول الحمد لله الحمد لله لا فائدة التثنية او اشارة  
الى جمع كل من اثنين  
بنفس واحد ذكره جمع  
من الشرح ۱۲  
سجد قال ابو عيسى الخوض  
المع ان اباحمزة الراوي  
في اول السند مختلف في  
اسمه وايضا كان يحمّل  
اللبس بالي حمزة الصبعي  
رجل اخ من الرواة فيمن  
اولا اسمه وذكر بعد اسم  
ابي حمزة الصبعي ان رجلا  
اخ اسمه نصر بن عمران  
والوطلحة هذا الذي  
في سند القوم يختلف  
في اسمه قال لقاري قال  
المؤلف في جامعهم عند  
طلحة بن زيد قال المسائي  
اسم طلحة بن يزيد قال  
ميركز ووقول الاكثر انتهى  
قلت وبه جزم اهل  
الرجال ۱۲

وعظمت والذات ہے) پھر حضور نے (سورۃ فاتحہ پڑھ کر) سورۃ بقرہ تلاوت فرمائی پھر رکوع کیا یہ رکوع  
قیام ہی جیسا تھا (اسکے دو مطلب علماء فرماتے ہیں، اور دونوں محمل ہیں، ایک تو یہ کہ یہ رکوع تقریباً اتنا  
ہی طویل تھا کہ بقنا قیام یعنی اگر قیام مثلاً ایک گھنٹہ کا تھا تو تقریباً ایک ہی گھنٹہ کا رکوع بھی تھا دوسرے  
یہ کہ جیسے قیام معمول سے زائد تھا ایسے ہی یہ رکوع بھی معمولی رکوع سے طویل تھا اس صورتیں قیام کے  
ایک گھنٹہ ہونے کی صورتیں رکوع اگر پندرہ منٹ کا بھی ہو گیا تو اس حدیث کا مصداق بن گیا، بندہ  
نا چیز کے نزدیک آئندہ ارکان کے لحاظ سے دوسری توجیہ وجہ یہ صحیح بخاری کی حدیث جو اب حد اقام  
الرکوع والاعتدال میں امام بخاری نے حضرت ہر اسے روایت کی ہے اسکی تائید کرتی ہے) حضور بڑا اس  
رکوع میں سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم فرماتے رہے پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہو کر اور یہ کھڑا  
ہونا بھی رکوع ہی جیسا تھا اسوقت نبی الحمد للہ ربی الحمد للہ فرماتے رہے پھر سجود ادا کیا اور وہ سجود  
اس قیام ہی جیسا تھا اس میں سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے رہے پھر سجود سے اٹھ کر بیٹھے  
یہ بھی سجود کی طرح سے طویل تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی اغفر لی رب اغفر لی فرماتے رہے  
غرض حضور نے اپنی اس نماز میں سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران سورۃ نساء سورۃ مائدہ یا سورۃ انعام راوی  
کو ان اخیر کی دو سورتوں میں شک ہو کہ کونسی تھی لیکن اول کی تین محقق ہیں، غرض تینوں وہ اور  
ان دونوں میں سے ایک یہ چاروں سورتیں تلاوت فرمائیں، ف اس حدیث کا ظاہر اس پر دلالت کرتا  
ہے کہ یہ چاروں سورتیں چار رکعت میں تلاوت فرمائیں، ابو داؤد کی روایت اس میں اور بھی واضح ہے جس میں

نصیر بن عمران حل ثنا ابو بکر محمد بن نافع البصری ثنا عبد الصمد بن عبد الوہاب  
عن اسمعيل بن مسلم العبدی عن ابی المتوکل عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت  
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بآیۃ من القرآن لیلۃ حل ثنا محمود بن غیلان  
یعنی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲  
ثنا سلیمان بن حرب ثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابی واہل عن عبد اللہ قال  
صلیت لیلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل قائماً حتی هممت بامر  
سوء فیل لہ وما هممت بہ قال هممت ان اقلع وادع النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم حل ثنا سفیان بن وکیع ثنا جریر عن الاعمش نحوہ حل ثنا اسحاق بن

لہ العبدی نسبة لنبی  
عبد قیس قبیلۃ مشہور  
لہ ابو المتوکل الناصبی اسمہ  
علی بن دواد بضم الدال  
وتقدیم الواو وقیل داود  
بقیۃ الدال ۱۰  
سہ بآیۃ الخ وحی ان  
تعد بحکم فانہم عبادک  
الایۃ وکان علیہ السلام کما  
یرکع ویسجد کما رواہ ابو یوسف  
وغیرہ وبشکل علیہ مانی  
روایت مسلم وغیرہ من  
النبی عن القراءة فی الركوع  
والسجود واجیب بانہ  
یحتمل ان ینکون لیمان  
الجواز وقیل النبی اویس  
بان المعنی یرکع ویسجد  
مقتضی ہذا الایۃ مثلاً  
بلفظ سبحان ربی العزیز  
الحکیم ۱۲

نصیر بن حجاج کہ حضور نے چار رکعتیں پڑھیں جن میں سے دو تین تلاوت فرمائیں لیکن مسلم وغیرہ کی روایت میں اسکی  
تفسیر ہے کہ حضور نے یہ سب ایک ہی رکعت میں تلاوت فرمائیں، اسلئے مسلم اور ابو داؤد کی روایت کو بظاہر  
دو قصوں پر حمل کرنا مناسب ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی قصہ ہو، اور کوئی سی روایت میں  
سہو واقع ہو گیا ہو۔

**منہ ۱۴** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد  
میں صرف ایک آیت کو تکرار فرماتے رہے وہ آیت سورہ مائدہ کے اخیر کے رکوع کی آیت ان نعد ۴۳  
فانکم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم ۱۵ اس اللہ اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہی  
تو یہ تیری ملک ہیں تیرے بندہ ہیں ہر طرح سے تیری چیز ہیں تو جو چاہے تصرف فرماوے اور اگر مغفرت  
فرماوے اور سب کو معاف کر دے تو تیری شان سے کچھ بھی بعید نہیں تو بڑی مغفرت والا ہے بڑا رحیم ہے۔

**منہ ۱۵** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ نماز پڑھی حضور نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے ایک بڑے کام کا ارادہ کر لیا کسی نے پوچھا کہ کس  
کام کا ارادہ کیا تھا کہنے لگے کہ میں بیٹھ جاؤں اور حضور کو تنہا چھوڑ دوں اس کے دو مطلب مختلف ہیں کہ  
بیٹھ کر نماز پڑھنے لگوں اور حضور تنہا کھڑے رہیں، یہ اس بنا پر بڑا ارادہ تھا کہ بے ادبی کو متناول تھا اور ہو سکتا  
ہے کہ بیٹھ جاؤں کا یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھنی چھوڑ دوں اس کا بڑا ہونا بالکل ظاہر ہے کہ حضور کی ساتھ

موسیٰ الانصاری شامی عن شامی عن ابی النضر عن ابی سلمیۃ عن عائشۃ ان  
 البی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی جالساً فیکبر ویکبر جالساً فاذا بقی من قراءۃ  
 رکعتہما یكون ثلثین او اربعین آیۃ قام فقرأ وھو قائم رکع وسجد ثم صنع فی  
 الركعة الثانیۃ مثل ذلک حل ثنا احمد بن منیع ثنا حفص بن غزافہ ثنا ابی نعیم  
 عن عبد اللہ بن شقیق قال سألت عائشۃ عن صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم عن نطوعہ فقال کان یصلی لیلا طویلاً قائماً ولبیلاً طویلاً قاعلاً فاذا قء وھو  
 قائم رکع وسجد وھو قائم واذ اقء وھو جالس رکع وسجد وھو جالس حل ثنا

ثنا ابنا

۱۲ قاری  
 ۱۵ الحناء بمفتحة و  
 شدة ذال معجمة ہو خالد  
 ابن مهران ولم یکن مجداً  
 ولكن کان یجلس الیہم  
 فحسب الیہم ۱۲

نماز کی بھی بے ادبی اور اس سے لاپرواہی معلوم ہوتی ہے۔

نمب ۱۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ ضعیف میں  
 نوافل میں قرآن شریف (جو تک زیادہ پڑھتے تھے اسلئے) بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع نہ پڑھیں  
 تقریباً تیس چالیس آیت ریحانی تھی تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے تھے اور رکوع میں تشریف لیجاتے تھے  
 اور کھڑے ہوئی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اس طرح دوسری رکعت ادا فرماتے بعض  
 لوگوں نے دوسری حدیث کی بناء پر اس صورت کو ناجائز بتلایا ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ صورت اسی  
 حدیث کی وجہ سے جائز ہے بخاری نے لکھا ہے کہ یہ صورت ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔

نمب ۱۷ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی نوافل کو چاہا  
 انھوں نے فرمایا کہ حضور رات کے طویل حصہ میں نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے حضور کی عادت تشریف یہ تھی  
 کہ جب قراءت کھڑے ہو کر فرماتے تو رکوع وسجود بھی کھڑے ہوئی حالت میں ادا فرماتے اور جب قراءت بیٹھ کر فرماتے  
 تو رکوع وسجود بھی بیٹھ ہی کی حالت میں ادا فرماتے رات کے طویل حصہ میں نوافل کے غمنا سے دو  
 مطلب تحریر فرماتے ہیں، یا تو یہ کہ ایک ہی رات میں بہت سا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور بہت سا  
 حصہ بیٹھ کر اور دوسرا مطلب یہ کہ یہ مختلف راتوں پر محمول ہے کہ بعضی راتوں میں طویل نماز کھڑے ہو کر پڑھتے  
 تھے اور بعضی راتوں میں طویل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے، لیکن یہ دوسرا مطلب زیادہ ترجیح دیا گیا ہے اس حدیث

اسحاق بن موسیٰ الانصاری ثنا معن ثنا مالک عن ابن شہاب عن السائب بن  
یزید عن المطلب بن ابی وداعة السهمی عن حفصة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی سبحة قاعدہ ویقول السورۃ  
ویرتلہا حتی تکون اطول من الطول عنہا حد ثنا الحسن بن محمد الزعفرانی  
حد ثنا الحجاج بن محمد عن ابن جریج قال خبرنی عثمان بن ابی سلیمان ان  
ابا سلمۃ بن عبد الرحمن اخبرہ ان عائشۃ اُخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
لم یمت حتی کان اکثر صلوة وهو جالس حد ثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن  
ابراہیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم رکعتین قبل الظهر ورکعتین بعد ہا ورکعتین بعد المغرب فی بیتہ ورکعتین  
اسفی المسجد ولیفہذا التقدیر المغرب بقولہ فی بیتہ ۱۲

لہ وداعة بقدر الوادو  
تحقیف الدال المهملة بعد  
الف ثم عین مهملة ۱۲  
السهمی نسبة قبیلہ من قریش  
قال المناوی ۱۲

سہ فی سبحة بضم السین  
وسکون الموحدة وناقلہ  
سمیت سبحة اشتقا لہا  
علی التسمیہ تقول فلان  
یسبح ای یصلی فوضا ونفلا  
ولیس علی راحلہ ۱۲

لہ الزعفرانی بقدر الزای  
المجتمعة وسکون العین  
المهملة وفخر الفاء والراء  
وبعد الالف نون نسبتہ  
الی الزعفرانیۃ قریۃ قرب  
بغداد وقیل محلة قدیمۃ  
بکرخ بعد دکن افغانست

تمہد یصل الیہ ۱۲  
سہ فی بیتہ متصل بالثنتہ  
قبل او بسنۃ المغرب فقط  
واغرب ابن ابی یوسف قال  
لا یجوز فی سنۃ المغرب  
فی المسجد قالہ القاری ۱۲

کا اخیر مضمون بظاہر اس سے پہلی حدیث کے مخالف ہے اسلئے علماء نے ان دونوں کو دو حالتوں پر محمول فرمایا  
کہ نوافل کا مدار نشاط اور سرور پر ہے جو وقت حسب طرح نشاط زیادہ حاصل ہوتا ہے اس طرح پڑھتے۔۔

**مذہب ۱۸**، حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نوافل بیٹھ کر پڑھتے اور ان میں  
کوئی سورہ پڑھتے تو اس قدر ترتیل سے پڑھتے کہ وہ سورت اپنے سے لابی سورت سے بڑھ جاتی تھی و یعنی  
چھوٹی سورہ میں ترتیل اور قراءۃ سے پڑھتے کہ وہ بڑی سورتوں کے برابر لگ جاتی۔

**مذہب ۱۹**، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے قریب  
زمانہ میں اکثر نوافل بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے و چونکہ زمانہ ضعف کا تھا اور نیز حضور تلاوت زیادہ فرماتے تھے  
لہذا بیٹھ کر نماز پڑھتے کا ثواب کھڑے ہونے سے آدھا ہوتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قاعدہ سے  
مستثنیٰ ہیں، حضور کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا کھڑے ہو کر چنانچہ بخاری و دیگر روایات کی  
روایات میں اسکی تصریح ہے۔۔

**مذہب ۲۰**، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ دو  
رکعتیں ظہر سے قبل ورد و ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو عشا کے بعد وہ بھی گھر میں پڑھی

بعد العشاء فی بیتہ حل ثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراہیم ثنا یوب  
عن نافع عن ابن عمر قال ابن عمرو حدثتني حفصة بن رسول الله صلى الله عليه  
وسلم كان يصلي ركعتين حين يطلم الفجر وينادي المنادي قال يوب راه قال حنيفة بن  
حل ثنا قتيبة بن سعيد ثنا مروان بن معاوية الفزاري عن جعفر بن برقان  
عن ميمون بن مهران عن ابن عمر قال حفظت من رسول الله صلى الله عليه  
وسلم ثمانين ركعات ركعتين قبل الظهر وركعتين بعد الظهر وركعتين بعد المغرب وركعتين  
بعد العشاء قال ابن عمر وحدثتني حفصة بن كعق الغلات ولم يكن اداها  
من النبي صلى الله عليه وسلم حل ثنا ابو سلمة يحيى بن خلف ثنا بشير بن المفضل

۱۵۱ راہ الضمیر المنصوب  
لنافع لان یوب را وعنه ۱۳  
۱۵ الفزاري بفتح الفاء  
وتخفيف الزاي وبعده  
الالف لانه نسبة الى الفزارة  
وهي قبيلة، ۱۲

ف اس حدیث میں سنتوں کا ذکر ہے سنت ہو کہ وہ حنفیہ کے نزدیک بھی اس طرح ہیں جیسا کہ ابن عمر  
کی حدیث میں گذرا البتہ ظہر کی سنتیں حنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت  
میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے، حضرت عائشہ  
مسند احمد اور داؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے لئے تشریف لیجاتے  
وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لیجاتے تھے باظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
سنتیں مکان پر پڑھ کر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ وغیرہ کی روایات  
میں ہے اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جسکو حضرت ابن عمر ازنا فرماتے ہیں  
اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے دو ہی رکعت سنت پڑھی ہوں۔

نمبر ۲۱ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے (میری بہن ام المؤمنین) حفصہ کہتی ہیں کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کی وقت جس وقت مؤذن اذان کہتا ہے اس وقت دو خفیف رکعتیں پڑھا کرتے  
ہیں، ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں متعدد روایات سے خفیف ہی ثابت ہیں اس لئے انکو خفیف ہی ہو  
پڑھنا افضل ہے، انہیں منجملہ اور قراتوں کے سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے ثابت ہے۔، نمبر ۲۲ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی مروی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم



عن خالد بن الحارث عن عبد الله بن شقيق قال سألت عائشة عن صلاة النبي <sup>رسول</sup> صلى الله عليه وسلم قالت كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعد الظهر ركعتين وبعد المغرب ركعتين وبعد العشاء ركعتين وقبل الفجر ثنتين حدثنا محمد بن المثنى ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن أبي إسحاق قال سمعت عاصم بن ضمرة يقول سألنا علياً عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم من النهار قال فقال انكم لا تطيقون ذلك قال قلنا من اطاق من اذ لك صلى فقال كان اذا كانت الشمس من ههنا كههنا <sup>من اطاق ترى بحسب البنية الحال وباعتبار الدوام ۱۲</sup> من ههنا كههنا <sup>اشارة الى جانب المشرق ۱۱</sup> واذا كانت الشمس من ههنا كههنا <sup>هذا هو صلوة العصر ۱۳</sup>

یعنی ومن لم یطیق منا  
ذلك علم ۱۲ ج  
سہ رکعتیں قال لمشاغ هذه  
صلوة الضحی و الاربع  
الایة ۱ لصلوة عند  
الزوال صلوة الاروا بین  
والا وجه عندی هذه  
صلوة الاشواق والایة  
الضحی ۱۳

آٹھ رکعتیں پڑھیں، دو ظہر سے قبل دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد مجھے میری بہن حفصہ نے صبح کی دو رکعتوں کی بھی خبر دی ہے جنکو میں نے نہیں دیکھا تھا ف یہ دو رکعتیں جو نہ ہمیشہ گھر میں ہی پڑھی جاتی تھیں اور صبح کا وقت زیادہ تر حاضر باشی کا ہوتا نہیں اسلئے اس عمر کا یہ کہنا کچھ مستبعد نہیں بعض علما کہتے ہیں کہ نہ دیکھنے کا یہ طلب ہے کہ اس وقت تک نہیں دیکھا تھا جو وقت حفصہ نے خبر دی تھی،

**منہب ۲۳** عبد الرحمن بن شقيق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نوافل کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے دو رکعت ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز سے قبل بتلانی **ف** اس میں بجز ظہر کے قبل دو سنتوں کے علاوہ باقی میں حنفیہ کا اتفاق ہے ظہر کی سنتیں حنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذیل میں وضاحت سے گزر چکا، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی تصریح ہے کہ ظہر سے قبل چار رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے اسلئے اسکو کبھی کسی ضرورت پر چل کر میں گئے،

**منہب ۲۴** عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن نوافل کے متعلق دریافت کیا جب تک وہ آپ نہیں پڑھتے تھے حضرت علیؑ نے کہا کہ تم وتے فتشوع خضوع اہتمام و انتظام کی طاقت کہاں رکھ سکتے ہو ہم نے عرض کیا کہ جو طاقت رکھ سکتا ہو گا وہ پڑھیں گا اور جو طاقت نہیں رکھیں گا وہ معلوم کر لیں گا تاکہ دوسروں کو بتلا سکے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے



الضی قال نعم اربع رکعات ویزید ما شاء الله عز وجل حد ثنا  
محمد بن المثنی حدثنی حکیم بن معویۃ الزیادی حد ثنا زیاد بن عبید الله  
ابن الربیع الزیادی عن حمید الطویل عن انس بن مالک ان النبی صلی الله  
علیہ وسلم کان یصلی الضی ست رکعات حد ثنا محمد بن المثنی ثنا محمد بن  
جعفر ان اشعبۃ عن عمرو بن ممرۃ عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ما أخبرنی  
احدا نہ رأی النبی صلی الله علیہ وسلم یصلی الضی الا اتمہا فی فانہا حدثت ان  
رسول الله صلی الله علیہ وسلم دخل بیتہ یوم فقم مکة فاختسل فبسم ثمانی رکعات  
ما رأیتہ صلی الله علیہ وسلم صلی صلوۃ قط اخف منها غیر ان کان یم الکوع و السجود

سہ الزیادی بکسر الزای  
وفقر الضیۃ و بعد الالف  
دال مملیۃ نسبتہ الی احد  
اجدادہ زیاد ۱۲  
عہ عبید الله مصغرا  
وفی نسخة مکررا قالہ القاری  
قلت والمؤید بکتب الرجال  
هو المصغر ۱۲

پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ ہاں ہاں چار رکعت  
کم سے کم پڑھتے تھے اور اس سے زیادہ متبادل چاہتا پڑھ لیتے و صلوۃ الضی وائل میں اسلئے متبادل چاہی  
پڑھے کوئی انتہا نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ رکعات پڑھنی ثابت ہوئی ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ  
حضور سے پڑھنا آٹھ ہی رکعت کا ثابت ہے، البتہ ترغیب بارہ رکعت تک وارد ہوئی ہے۔

نمب ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چہر رکعات  
پڑھا کرتے تھے و اختلاف اوقات کے لحاظ سے حضور کی صلوۃ الضی کی رکعات بھی مختلف ہیں، لہذا ان  
احادیث کو کچھ ایک دوسرے سے تعارض نہیں۔

نمب ۳ عبدالرحمن ایک تابعی کہتے ہیں کہ مجھے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی نے حضور کی صلوۃ الضی  
کی خبر نہیں پہنچائی، البتہ ام ہانی نے یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اُنکے مکان پر تشریف  
لے گئے اور غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز پڑھی میں نے ان آٹھ رکعات سے زیادہ مختصر حضور کی کبھی کوئی نماز  
نہیں دیکھی لیکن باوجود مختصر ہونے کے رکوع سجود پورے پورے فرما رہے تھے، یہ نہیں کہ مختصر ہونے کی وجہ سے  
رکوع و سجود ناقص ہوں، و عبدالرحمن کے اس کہنے کو کہ ام ہانی کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کی  
یہ نہیں لازم آتا کہ یہ نماز ام ہانی کے سوا کسی اور صحابی کو معلوم نہیں تھی، خود اسی باب میں چند صحابہ کی روایات

حدیثنا ابن ابی عمر ثنا وکیعہ ثنا کہ مس بن الحسن عن عیدل اللہ بن شقیق قال قلت لعائشہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی قال لا الا ان یجئ من مغیبتہ حدیثنا زیاد بن ابیوب البغلی دی ثنا محمد بن ربیعۃ عن فضیل بن مزروعی عن عطیہ عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی حتی نقول لا یدعھا ویدعھا حتی نقول لا یصلیھا حدیثنا احمد بن منیع عن ہشیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن منجاء بن عنقرئع الضبی او عن قرعۃ عن قرئع عن ابیوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ید من اسریر

ای بیادوم ۱۲

موجود ہیں، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں کہ صلوۃ الضحی کی روایات اس کثرت سے موجود ہیں کہ تو انہر یک پہونج گئی۔

**منب ۴** را عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے انھوں نے یہ فرمایا کہ معمولاً تو نہیں پڑھتے تھے یاں سہرے جب لوٹتے تو ضرور پڑھتے تھے حضور کی عادت تھی کہ اکثر تین سو صبح کی وقت میں داخل ہوتا اور پندرہ سو پندرہ تشریف لے کر نوافل اور فاتے حضرت عائشہ کا یہ جواب معاذ کے اس جواب کے بالکل عکس ہے جو شروع باب میں گذر چکا اسے علمائے اسکی مختلف طرح سے توجیہ فرمائی، امام بیہقی نے یہ توجیہ کی ہے کہ جس حدیث میں نفی وارد ہے اس میں نفی دوام کی مراد ہے جو گناہ پڑھنے کے منافی نہیں بعض علمائے اس طرح جمع فرمایا کہ سفر سے لوٹنے کے علاوہ اور ایام میں مسجد میں نہیں پڑھتے تھے بلکہ گھر پڑھتے تھے اس حدیث میں نفی خاصۃً مسجد میں پڑھنے کی مقصود ہے،

**منب ۵** ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الضحی کبھی تو اس قدر اہتمام سے پڑھتے تھے کہ ہم لوگوں کا خیال ہوتا تھا کہ آپ کبھی نہیں چھوڑینگے اور حضور کبھی فرض ہوئی کہ خوف ہو یا کسی اور مصلحت سے ایسا ترک فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بالکل چھوڑ دی اب کبھی نہیں پڑھیں گے ف بہت سے امور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امت کی سہولت کے خیال سے ترک فرمادیتے تھے جسکی بہت سی مثالیں ہیں۔

**منب ۶** ابوالوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زوال کی وقت

لہ عیدہ مصغراً ابن معتتب و ذکرہ المناوی بلفظ ابی عبیدہ و الظاہر انہ و ابی ابراہیم شیخہ ہوا الضحی ۱۲۷۷ لہ سہم بفقہ سیر و سکون ہا و کفلس ابن منجاء بکسی مہم و سکون لون فحجیم قالت بعد ہا موحدة انوار الحروف ۱۲

لہ قرئع بفقہ قات و سکون لہ و فتلتہ مفتوحة ضحین مہملہ علی وزن جعفر ۱۲ لہ او عن قرعۃ بفقہ قات و زانی و عین مہملہ کئی حۃ و غرضہ اندہ شاک ہشیم فی ان الروایۃ بواسطہ قرعۃ او بدون الواسطہ و سیاقی الحدیث الا انی بدون الشک بزیادۃ الواسطہ ۱۲

لے عند الزوال الخ قبل  
فی المناسبات بالترجمة ان  
لفظ عند كما يطلق هو عقب  
زوال الشمس يمكن حمل  
على ما قبل فتكون صلوة  
الضحى وقيل ان في بعض  
النسخ ليس بهذا باب  
الضحى واما باب الضحى واما  
باب الصوم بل كما بدأ اخله  
تحت باب عبادته صلى الله  
عليه وسلم ۱۲  
عن احمد بن ابو غرر  
المعبر بآراء هذا السنن  
ان احمد بن منيع روى  
هذا الحديث عن هشيم  
بالشك في ذكر قرعة وعده  
وروى عن ابى معوية  
بالواسطة بدون الشك  
والخبر فاض على الشك فكان  
واسطة قرعة بما ثبت في الرواية  
وكن ابانبات الواسطة الخ  
ابن ملجة والاصح احمد  
في مسند الا ان ابانبات  
الخبر عن ابن منيع عن  
قرن عن ابى ايوب فتاوى  
سنة الواسطة قبل هشيم  
المن كور في السنن المتقدمة  
واشكال بانه ان كان ذلك  
فان فائدة لتكرار السنن  
ووجهان الغرض ان ابن  
منيع روى قارة عن هشيم  
بان تردد وقارة بد وقد قاله  
النسائي قلت وانت خير  
بان المشهور من الكنية  
عدة رجال لكن الظاهر  
هناك يكون هشيم المن كور  
فانه ايضا يلى بالى معاوية  
سنة عبد الكريم هو ابن  
مالك الجوزى ۱۲

خصائل نبوی

ترجمہ شمس الثری

لے رکعات عند زوال الشمس فقلت يا رسول الله انك تد من هذه الاربع الركعات  
عند زوال الشمس فقال ان ابواب السماء تفتح عند زوال الشمس فلا ترجع  
حتى تصلي الضحى فاحمد بن بصدر لى في تلك الساعة خيد قلت انى كل من قراوة  
قال نعم قلت هل فيمن يسلم فاصل قال احمد ثنا احمد بن منيع ثنا ابو معاوية  
رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۲  
ثنا عبدة عن ابراهيم عن سهر بن منجاذ عن قرعة عن القرظ عن ابى ايوب  
عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه حد ثنا محمد بن اثنى انا ابوداود ثنا احمد  
ابن مسعود بن ابى الوضاح عن عبد الكريم الجوزى عن مجاهد عن عبد الله  
ابن السائب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى اربع ركعات من زوال الشمس

چار رکعت پڑھتے ہیں عرض کیا کہ آپ ان چار رکعتوں کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں، حضور نے فرمایا کہ آسمان کے  
دروازے زوال کی وقت سے ظہر کی نماز تک کھلتے رہتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی کاخیر اس وقت آسمان پر  
پہنچ جاوے، میں نے عرض کیا کہ انکی ہر رکعت میں قرأت کی جائے حضور نے فرمایا کہ ہاں قرأت کیجای  
میں نے عرض کیا کہ انہیں دو رکعت پر سلام فصل پھیرا جائے حضور نے فرمایا کہ نہیں چاروں رکعات ایک ہی  
سلام سے ہونی چاہئیں ف یہ غرض و فیہا کے یہاں صلوة الزوال سے تعبیر کی جاسکتی ہے اسلئے کہ نیکے نزدیک  
مستحبات میں صلوة الزوال کا بھی شمار ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ ظہر کی سنتیں ہیں اسلئے کہ نیکے نزدیک ظہر  
کی سنت کے علاوہ اور کوئی نوافل زوال کے بعد ثابت نہیں، بہر صورت دونوں قول کی موافق اسکو اور نیز  
آئندہ احادیث کو صلوة الضحیٰ کو کوئی ظاہری مناسبت نہیں اسلئے امام ترمذی کا ان احادیث کے چاشت کی نماز کے  
ذیل میں ذکر کرنا مشکل ہے لیکن مشائخ نے اسکی مختلف توجیہات فرمائی ہیں، اول یہ کہ چونکہ نماز کا وقت چاشت کی  
نماز کا انتہا تھا اسلئے تبعاً ان کیساتھ ذکر فرمادی مستقل باب کی ضرورت نہیں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ کتابت  
کی غلطی ہو اس جگہ نقل ہو گئی ورنہ اسکا اصل محل گذشتہ باب ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بعض نسخوں میں اس جگہ ذکر  
نہیں بلکہ اس پہلے ہی باب میں ذکر کی گئی ہیں، اور بھی مختلف توجیہات کی گئیں۔

نمبر عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر قبل

قبل الظهر وقال انها ساعة تفتح فيها ابواب السماء فاحب ان يصعد لي فيها عمل صالح حدثنا ابو سلمة يحيى بن خلف ثنا عمر بن علي المقدسي عن مسعر ابن كذا عن ابى اسحاق عن عاصم بن ضمرة عن علي انه كان يصلي قبل الظهر اربعاً وذكر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصليها عند الزوال ويمد فيها

## باب صلوة التطوع في البيت

حدثنا عباس بن الغنبري ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن معوية بن صالح عن العلاء بن الحارث عن حزام بن معوية عن عمه عبد الله بن سعد قالت سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلوة في بيتي والصلوة في المسجد قال قد ترى ما اقرب بيتي من المسجد فلان اصلي في بيتي احب الي من ان اصلي في المسجد لان تكون صلوة مكتوبة -

ن اخبارنا  
له المقدسي بضم الميم  
وفتح القاف وتشديد  
الدال المهملة المفتوحة  
هو عمر بن علي بن عطية  
ابن مقدم المقدسي ۱۲  
له حزام بن معوية  
مفتوحين بن معوية  
سبحان بن حليم بن  
خالد بن سعد بن  
الحكم وروى من جعلها  
انثين قال القاري ۱۲  
له عبد الله بن سعد  
الاضاري الحارثي وروى  
من جعلها عبد الله بن  
سعيد بالياء ۱۲۶

چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس ساعت میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صلح اس وقت بارگاہ عالی تک پہنچ جائے۔

منہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعت کو پڑھتے تھے اور انہیں طویل قرار دے پڑھتے تھے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر  
ف اس باب میں مصنف نے ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔

منہ خبر عبد اللہ بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنی افضل ہیں یا گھر میں، حضور نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد کے کتنا قریب ہے جسکی وجہ سے مسجد کے آگے میں کسی قسم کی رقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود (فرائض کے علاوہ) مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے زیادہ پسند ہے ف نوافل کا معنی چونکہ انفرادی ہے اسلئے انکا گھر میں پڑھنا افضل ہے تاکہ انکا مکمل ہو اسی لئے واجبات وغیرہ کا انکا مناسب نہیں وہ مسجد ہی میں افضل ہیں



## باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ثقاتیہ بن سعید شلاحماد بن زید عن ایوب عن عبد اللہ بن شقیق قال سألت عائشہ عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر قالت وما صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہر اکاملاً منذ قدم المدینۃ الا رمضان حدیثنا علی بن جعفر بن حمید عن الحسن بن مالک انہ سئل عن صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصوم من الشہر حتی یرئی ان لا یرید

نہ اخبارنا

۱۰ بنون الجمع او بالتحسانیۃ علی بناء الجہول او بالخطاب ثلثت وجہ ۱۰

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا ذکر

ف، اس باب سے مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نفل روزوں کا بیان ہے آپ کی عادت شریفہ روزہ بہت رکھنے کی تھی کبھی کبھی آپ مسلسل کئی کئی دن کے روزے رکھتے تھے روزہ کی فضیلتیں احادیث کی کتابوں میں بہت سی وارد ہوئی ہیں، میرے استاد مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ہر سال رمضان کے شروع میں روزہ کے احکام و فضائل مع نقشہ افطار و سحر وغیرہ مفت شائع فرمایا کرتے ہیں جس کا دل چاہے اس وقت منگالیا کرے کہ کارآمد چیز ہے۔

عہ اسی پتہ سے مل سکتی ہے

منہب ۱، عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کبھی حضور اس قدر متواتر روزے رکھتے تھے کہ ہمارے خیال ہوتا کہ اس ماہ میں افطاری نہیں فرماویں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارے خیال ہوتا کہ اس میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے، لیکن مدینہ منورہ شریف آوری کے بعد ہر رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے (یہ ہے کسی ماہ کو کامل افطاریں گزر دیا ہو یہ بھی نہیں کیا، گسانی، ابی داؤد)

منہب ۲، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور کے روزے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ عادت شریفہ اس میں مختلف تھی کسی ماہ میں اتنے روزے رکھتے کہ یہ خیال ہو جاتا کہ میں افطار فرمائے گا ارادہ ہی

ان یفطر منه ویفطر من حتی تری ان لا یبرید ان یصوم منه شیئا و کنت لا تشاء ان تراه من اللیل مصلیا الا ان رايتہ مصلیا و لا فائما الا رايتہ فائما حد ثنا محمود بن عیار ان ثنا اودا و دنا شعبۃ عن ابی یشر قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم حتی نقول ما یبرید ان یفطر منه ویفطر حتی نقول ما یبرید ان یصوم و ما صام شہرا کاملا من ذلک المنۃ الا رمضان حد ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی عن سفیان عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ قالت ما رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شہرا من متتابعین الا شعبان و رمضان قال ابو عیسیٰ هذا اسناد صحیح و ہکذا قال عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ

سالم

سلفہ قال ابو عیسیٰ الخضر المصدفہ مایطہر فی حدیث الحدیث من الاختلاف علی ابی سلمۃ بان سلما رواہ عن ابی سلمۃ عن ام سلمۃ و غیر واحد لہ عنہ عن عائشۃ و ذلک المصنوع لہ ان یختل ان ابی سلمۃ روی عنہما جمیعا، ۱۶

نہیں کسی ماہ میں ایسا مسلسل افطار ملتے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں آپ کا روزہ کارا وہ ہی نہیں آپ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ اگر تو حضور کو رات کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے تو یہ بھی ہو جاتا اور اگر نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہی تو یہ بھی میسر ہو جاتا۔ مقصود یہ کہ حضور کی عادت شریفہ تمام رات سوتے کی تھی نہ تمام رات جاگنے کی، بلکہ درمیان میں رفتاریں حقوق نفس وافرمانی ہوتے عبادات کا اہتمام بھی پورا پورا فرماتے تھے، اسلئے شب کو سو رہے دیکھنا بھی ممکن تھا اور نماز کی حالت میں دیکھنا بھی، بعض علمائے اسکاد و سر المطلب بھی بتلایا یہ وہ یہ کہ عادت اقدس اس باب میں مختلف تھی کہ کبھی اول شب میں نوافل پڑھتے کبھی اوسط میں کبھی اخیر میں اسلئے اگر رات کے کسی حصہ خاص میں کوئی سوتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتا ہے،

**منہب ۳** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی حضور کی یہ عادت شریفہ مروی ہے کہ کسی ماہ میں اکثر حصہ روزہ رکھتے تھے جس سے ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس میں افطار کارا وہ نہیں، اور کسی ماہ میں ایسے ہی اکثر افطار فرماتے تھے لیکن کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے تمام ماہ کے روزہ نہیں رکھتے تھے،

**منہب ۴** ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان و شعبان کے سوا دو ماہ کامل مسلسل روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ یہ حدیث بظاہر گذشتہ تمام احادیث کے خلاف ہو کیونکہ

وروی عن الحدیث فیرواحی عن ابی سلمة عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ویحتمل ان یکون ابوسلمة بن عبد الرحمن قد روی عن الحدیث عن عائشة  
 واما سلمة جمیعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حل ثناء هذا عبد عن محمد  
 ابن عمرو ثنا ابوسلمة عن عائشة قالت لمرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم  
 فی شہر اکثر من صیام فی شعبان کان یصوم شعبان الا قلیل ابل کان یصوم کل  
 حل ثنا القاسم بن دینار الکوفی ثنا عبد اللہ بن موسی و جائق بن غنم عن شیبان

سہ بل کان آخر اشکل اکثر  
 علیہ السلام صیام شعبان  
 مع ان ورد عند مسلم وغیرہ  
 افضل الصیام بعد رمضان  
 صوم شہر اللہ المحرم واجب  
 بالاعتمال نہ کان یعرض لہ  
 علیہ السلام اعد ان تمنع عن  
 الصوم فی المحرم کالسفر وغیرہ  
 اول شعبان تخصیص رفع  
 الاعمال و صوم لا یوجد فی المحرم  
 اور نہ علیہ السلام ما علم  
 فضلیۃ المحرم الا فی تفرعہ  
 الشہیف قالہ البیہقی قلت  
 یحتمل ان المراد بشہر المحرم  
 صوم بعضہ و صوم عاقلہ  
 دون تمام الشہر و کان علیہ  
 السلام یصوم فلا یجوز  
 عہد اللہ بن موسی بلفظ  
 التصغیر فمافی بعض النسخ عن  
 عبد اللہ بن موسی غلط ۱۲

ایتک سب روایتیں اس متفق تھیں کہ حضور رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں کرتے  
 تھے لیکن اس حدیث میں اسکی ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا، ان دونوں کا تطبیق علمائے مختلف طریقہ سے فرمائی  
 ہے اول یہ کہ اس حدیث میں شعبان کو مباحثہ ذکر کر دیا حضور کی عادت تھی کہ اکثر حصہ شعبان کے روزہ کرتی  
 اکی تھی چنانچہ آئندہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود اسکی تصریح موجود ہے، دوسرے یہ کہ ممکن ہے  
 کسی وقت میں اتفاقاً حضور نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں جسکی ام سلمہ کو اطلاع ہوئی، اور وہ کو  
 نہیں ہوئی، غرض کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس وغیرہ حضرت کی روایات میں علت کی نفی ہے کہ حضور کی  
 عادت تھی کہ رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی، اتفاقاً کسی ماہ کے پورے  
 روزے رکھ لینا اس کے معنی میں نہیں ہے،

**مذہب** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے  
 علاوہ شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصہ میں آپ روزے رکھتے تھے بلکہ  
 (قریب قریب) تمام مہینہ کے روزے رکھتے تھے، یہ ترقی کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام ماہ شعبان کے  
 روزہ نگاہ کر صاف بتلا رہا ہے کہ اس سے مباحثہ مقصود ہے شعبان میں روزوں کی کثرت کی وجہ سے حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس مہینہ میں وہ دن بھی ہے جس میں سال کے اعمال حق تعالیٰ میں شایہ کے  
 دربار میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں  
 اسکے علاوہ اور بھی بعض وجوہ احادیث وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں،

سنة عبد الله أي ابن مسعود كما هو متروك في رواية المشكوكه من ان يكون هو المراد عند الاطراق في اصطلاح المحققين  
قاله القاري، ١٢ سنة غرة بضم غين معجمة وتشديد بين راو اي اوله والمراد بهناك اوائله ١٢ سنة قال ابو عيسى انما غرض  
ترجمه في مثل هذا المصبيان قوله قد و يشك  
١٢ سنة

عليه بانه لقلام نوجیهه

ایراد التوثیق بہناک

بیان لوتیفه هفتاد و شش

كان يوم غرة كل شهر ۱۱

وَقَدْ رَأَى الْوَحْدَ بَعْدَ عَامٍ بَلَدًا

في كتابه

في معنى الرشد وسبب

التشديد للحية وقد في باب

في سنة ثمان وعشرين

وكان ماهرًا في قسمة

الرشك العربى

فكان عين الغيرة

قال رشك بالقيم في الفارسية

اوله فانه القاري، ١٢  
لا مع من عافية اهل

الحافظ، ۱۲۱۶، الجزء الثانی، ص ۱۲۱

موضوعات یمن ۱۳۴۴

عن عاصم عن زب<sup>ن</sup> عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم من غيرة<sup>منه</sup>  
كل شهر ثلثة ايام وقل ما كان يفطر يوم الجمعة محل ثنا محمود بن غسان ثنا داود بن  
الاشعبي عن يزيد بن الرشك قال سمعت معاذة قالت قلت لعائشة كان النبي صلى الله عليه وسلم  
الله عليه وسلم يصوم ثلثة ايام من كل شهر قالت نعم قلت من اية كان يصوم قالت كان  
ايام من اية صام قال ابو عيسى ويزيد الرشك هو يزيد الضبي البصري وهو وثقه  
وروى عنه شعبه وعبد الوارث بن سعيد وحماد بن زيد اسمعيل بن ابراهيم  
وغير واحد من الائمة وهو يزيد القاسم ويقال القسام والرشك بلغة اهل البصر  
هو القسام محل ثنا ابو حفص عمرو بن علي ثنا عبد الله بن داود عن ثور بن يزيد  
عن خالد بن معدان عن ربيعة الجوشني عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم  
الجوشني مضع باين ١١

مب. عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ شریعت میں تین

مختصه در این امر است و هر چه که از ایشان می آید به دست ایشان می افتد.

بزرگ ہو گیا تھا اور اس سلیسیت ستیہ کھس لویا کمر بھر روزہ دار رہے علم میں ہو گا ان تین دن کی عین میں

نہیں روزی رکھ لیتے تھے کبھی کبھی ہر چہ حجرات کو بھی تین سو روپے دینا ہوا کیونکہ ایسے ہی اور مختلف اوقات میں، ابن عباسؓ

میں نے اپنے دل سے اس کی یاد دہانی کی۔

لے رہتے تھے میں نے مکر پر اوجھالہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ اسکا اہتمام نہیں تھا جن ایام

ممنوع ۸ حضرت الشیخ فیض الاسلام: افان تری کہیں اقریب صلا اللہ علیہا مبارک ہو۔ ایت کہ نہ کا

(التر) ہمارے لئے یہ بھی روایات ہیں کہ ان دنوں روزے اہتمام کی وجہ سے وادہ ہوتی ہیں چنانچہ

\_\_\_\_\_

یَقْرَأُ صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ حَلْ شَنَا اَبُو مَصْعَبٍ الْمَدَنِي عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنِسٍ  
عَنِ ابْنِ اَبِي النَّضْرِ عَنْ ابْنِ سَلْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِي شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ صِيَامٍ فِي شَعْبَانَ حَلْ شَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
عَبْدِ شَنَا اَبُو عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ سَهِيلِ بْنِ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ  
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعْرَضُ اِلْعَمَالِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ فَلِحَبْلِ اَنْ  
يَعْرَضُ عَلَيَّ وَاَنَا صَائِمٌ حَلْ شَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْلَانَ شَنَا اَبُو اَحْمَدٍ وَمَعْوِيَةُ بْنُ هَفْشَامٍ  
قَالَا اِنَّا سَفِينٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ت رسول الله  
لہ رفاعۃ بکسوالہ و بعد  
الانف عین مہملہ  
لہ تعریض الخ اشکل علیہ  
بروایت مسلم بر رفع الیہ  
اللیل قبل عمل النہار و عمل  
النہار قبل عمل اللیل  
واجیب بان الرفع خیر  
العرض و فیہ توجہ ہاتھ  
لہ خیمۃ بفتح خاء و حجة  
و ثناء متلثۃ بینہما  
تحتانیۃ ۱۶۴

ایک ہزار و پندرہویں حدیث میں قریب ہی آ رہی ہے، پیر کے دن کے متعلق مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ  
بھی وارد ہو سکتا ہے کہ میں پیر ہی کے دن پیدا کیا گیا ہوں، اور پیر ہی کے روز مجھ پر قرآن شریف نازل  
ہوا تا شرم و ہوا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

**ممنب** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کی ہا میں  
زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے، اس کا بیان مفصل گذر چکا ہے۔

**ممنب** واللہ اعلم، رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر  
جمعرات کے دن حق تعالیٰ اہل شانہ کے دربار عالی میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال  
روزہ کی حالت میں پیش ہوں، تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاؤں اعمال پیش ہوتے ہیں اشکال  
ہے کہ مسلم شریف کی ایک روایت کلیہ حاصل ہے کہ اعمال صبح و شام دو مرتبہ روزانہ پیش ہوتے ہیں پھر پیر  
جمعرات پیش ہونے کا کیا مطلب، ان دونوں کے درمیان میں محدثین نے مختلف طریقے سے جمع کیا ہے، ہل سیکہ  
کہ رات دن کے اعمال مفصل روزانہ دو مرتبہ پیش ہوتے ہیں اور پھر ہفتہ میں دوبارہ چھلانگ پیش ہوتے ہیں اس پر  
ہی تمام سال کے مجموعہ اعمال شعبان میں پیش ہوتے ہیں۔

**ممنب** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) ہر مہینہ کے تین  
روزے اس طرح بھی رکھتے تھے کہ ایک مہینہ میں بارہ روزے اور پھر دوسرے ماہ مکمل یہ جمعرات کو،

علیہ وسلم یصوم من الشهر السبت والاحد والثین ومن الشهر الثانی والثالث والرابع والخمیس حتی تناهون برأسحاق الهمدانی فی عبد بن سنیما عن هشلم بن عروة عن ابیہ عن عائشة قالت کان عاشوراء یوماً یصومہ قریش فی الجاهلیة وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصومہ فلما اقدم المدينة صامہ وامر بصیامہ فلما افتترض رمضان کان رمضان هو الفریضة وترك عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ حتی تنامحمد بن بشارتنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفین عن منصور عن ابیہم عن عقیمة قال سالت عائشة اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخص من الایام اثیناً

سہ و امر الخ فی ذیل لما  
قالہ الخ فقیہ انما کان فرضاً  
ثم نسخ خلاً فالیوم الشاقیۃ

۱۲

**منہ ۱۲** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشوراء کا روزہ نہ جائزیت میں قریش کے حکم کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ہجرت سے قبل طوعاً) رکھ لیا کرتے تھے (لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی (اہتمام سے) رکھا اور امت کو بھی (وجوباً) حکم فرمایا، مگر جب رمضان المبارک نازل ہوا تو وہی قریشی روزہ بن گیا اور عاشورے کی فرضیت منسوخ ہو گئی) اب استحباب باقی ہے جس کا دل چاہے رکھے جس کا دل چاہے نہ رکھے، ف عاشورے کے روزے کی فرضیت میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرفے کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور عاشورے کے روزہ سے ایک سال کے بعض شرع میں لکھا ہے کہ عاشورے کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، اُسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اور حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی، اُسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا اور اُسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے، کتنی بڑی وحشی جانور بھی اُس دن روزہ رکھتے ہیں، اللہ اکبر! سقدر شکر دن ہے، مسلسل عاشورے کا روزہ اصل دسویں تاریخ کا ہے لیکن چونکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عاشورے کا نہیں رکھنا چاہیے اسلئے بہتر ہے کہ اُسکی ساتھ نویں تاریخ کا روزہ ملا لیوے اگر نویں کا نہ ملا سکے تو پھر گیارہویں کا ملاوے۔

**منہ ۱۳** عقیمة کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایام و عبادت



قالت کان عملہ دیمۃً وایکرم یطیق ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطیق حل ثنا  
 ہرون بن اسحاق ان عبدۃ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت دخل  
 علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وندی امرأة فقال من ہذا قلت فلانة ثناء اللیل  
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم من الاعمال ما تطیقون فواللہ لا یمل حق  
 تملو وکان احب ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی یدوم علیہ صاحبہ  
 حل ثنا ابو ہشام محمد بن یزید الرفاعی ثنا ابن فضیل عن الاعمش عن ابی سالم  
 قال سالت عائشۃ واما سلمۃ ای العمل کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قالت ما دیم علیہ ان قل حل ثنا محمد بن اسمعیل ثنا عبد اللہ بن صالح ثم معویۃ  
 ابن صالح عن عمرو بن قیس انہ سمع حاصم بن حمید قال سمعت عوف بن مالک  
 یقول کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة فاستاک ثم وضا ثم قال صلی فقممت

لہ دیمۃ فطۃ من الدوام  
 القلب وادۃ یاء لکسرة  
 ما قبلہا واصل لدیمۃ  
 المطرید واما لارعد  
 فیہ ولا یوق اقلہ ثلث  
 لیال ثم شبہہ غیرہ مالا  
 دوام ۱۲۰

لہ فوانۃ قال لرضی یکنی  
 بفران وقرانۃ عن اعلام  
 الاناسی خاصۃ یفریان  
 عجری المکنی عن فیکونان  
 کالعلم فلا یدخلہما الا لام  
 وینتم صرف فزانۃ وازہو  
 تنکیف فزانۃ قال جاء فی  
 فزان وقران الخ ۱۱ قاری  
 سہ الوقایح بکسر الراء  
 وتحقیف الفاء نسبتۃ الی  
 احمد اجل دہ رفاعۃ ۱۲۰

میں نے مخصوص فرمایا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضور کے اعمال دائمی ہوتے تھے تم میں سے کون طاقت رکھتا  
 جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طاقت رکھتے تھے،  
 نمبر ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ شریف لائی  
 تو میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ فلا فی ہوت  
 ہے جو رات بھر نہیں سوتی حضور نے فرمایا کہ نوافل استقراء قیام کر نی چاہئیں جب تک تحمل ہو سکے حق تعالیٰ جل شانہ  
 ثواب دینے سے نہیں گھبراتے یہاں تک کہ تم عمل کرنے سے گھبرا جاؤ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی عمل  
 زیادہ پسند تھا جس پر آدمی نباہ کر سکے۔

نمبر ۱۵ ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے پوچھا کہ حضور کے نزدیک کس معامل  
 زیادہ پسند تھا اور انہوں نے یہ جواب دیا کہ جس عمل پر مداومت کی جائے خواہ کتنا ہی کم ہو۔ فان سب  
 رواہ یقول ہی یہ مقصود ہے کہ روزہ اور ایسے ہی ہر نفعی عمل خواہ قلیل ہو لیکن جتنا کر سکے و تنابہا کر اتمام کرے۔  
 نمبر ۱۶ عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھی تھیں حضور نے

معه فہد فاستقر البقرة فلا تموتایة رحمة الاوقف فہمال ولا تموتایة عن اب الاوقف  
فتعود ثم ركب فمكث لا کما بقدر قيامه ويقول في ركوعه سبحان ذي الجبروت والملكوت  
والكبرياء والعظمة ثم سجد بقدر ركوعه ويقول في سجوده سبحان ذي الجبروت  
والملكوت والكبرياء والعظمة ثم قعد آل عمران ثم سورة يوسف مثل ذلك  
باب ما جاء في قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم  
حد ثنا قتيبة بن سعيد ثنا الليث عن ابن أبي مليكة عن يحيى بن ميثم عن  
سأل امرأته عن قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هي تتعت قراءة مفصلة حواف  
حرفا حد ثنا محمد بن بشارة واهب بن جبر بن حازم ثنا ابی عن قتادة قال  
قلت لانس بن مالك كيف كان قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هذا حد ثنا

مسواک فرمائی پھر وضو فرمایا پھر غانکی نیت باندھی میں نے بھی حضور کا اقتدار کیا اور حضور کی ساتھ غانکی نیت باندھی  
حضور نے سورۃ بقرہ شروع فرمائی اور جس آیتہ رحمت پر گزرتے وہاں وقف فرما کر حق جل شانہ سے رحمت کا سوال  
فرماتی اور ایسے ہی جس آیتہ عذاب پر گزرتے وہاں وقف فرما کر حق تعالیٰ شانہ سے اُس عذاب سے پناہ مانگتے  
پھر حضور نے تقریباً اتنی ہی دیر رکوع فرمایا رکوع میں سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة  
یہ دعا پڑھتے رہتے، پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور سلطنت والی نہایت بزرگی اور عظمت و بڑائی والی ہے۔  
پھر کھڑکی کی مقدار کی وضو کی جگہ کیا اور اس میں بھی یہی دعا پڑھی پھر (دوسری رکعت میں) سورۃ آل عمران  
(اور اس طرح ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورۃ پڑھتے رہتے۔ \*

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءۃ کا ذکر

ف اس باب میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ سے حضور کی قراءۃ کی کیفیت پوچھی انھوں نے ایک ایک رکوع کی کیفیت پوچھی  
صاف صاف کیفیت بتلائی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے میں حروف واضح طور سے ظاہر ہوتے تھے  
نمبہ قراءۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور کی قراءۃ کی کیفیت پوچھی تو انھوں

لہ وقف فی بعض النسخ  
ابن شہاب وہو غلط لیس  
فی الرواۃ الحد اسمہ لیث  
ابن شہاب یاربولیت بن  
سجل  
ابن ابی ملیکہ بالتصغیر  
اسمہ عبد اللہ بن عبد اللہ  
سجل ملک لیسیر  
الاولی وسکون الثانیۃ و  
قراءۃ الامر بعد ما کان  
لہ حد بلقط المصداقی  
ذات مد والمراد بالتویل  
النفس فی حروف المد  
واللین فی رواۃ البخاری  
کان یمد مدلاً فی بعض  
النسخ مدلاً علی وزنی فمد  
قال لقاری لم یقف علیہ  
روایت ۱۲

علي بن حجر ثنا يحيى بن سعيد الرضوي عن ابن جبر عن ابن أبي عمير عن  
أرسطمة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يقطع قراءته يقول الحمد لله رب العالمين ثم  
يقف ثم يقول الرحمن الرحيم ثم يقف وكان يقرأ أم لك يا وائل بن حنظلة قطرة  
ثنا الليث عن معاوية بن صالح عن عبد الله بن أبي قيس قال سألت عائشة عن  
قراءة النبي صلى الله عليه وسلم أكان يسوئ القراءة أم يجهر قالت كل ذلك قد كان يفعل  
ربما أسر وربما جهر قلت الحمد لله الذي جعل في الأمر سعة حتى تنالهمود بن غيلان  
ثنا كيع ثنا موسى عن أبي العلاء العبدى عن يحيى بن جعدة عن أم هاني قالت كنت  
اسمع قراءة النبي صلى الله عليه وسلم بالليل وأنا على عرشى حتى تنالهمود بن غيلان ثنا  
الأوداؤد أنا ثنا شعبه عن مجوبة بن مرة قال سمعت عبد الله بن مغفل يقول لأيت

سلطه الاموى بضم الهمزة  
وقم ميم نسته الى بنى امية ١٣  
له يقول انه فيه دليل على  
ان البسمة ليست جزء  
من القاطعة على ما هو من جهة  
الحنفية ومن ذهب الى ذلك  
قاله القارى في شرحه للشافعية  
له العبد بنى بفتح عين و  
سكون هو وحده في بعض  
النسخ الغوى بفتح الغين  
المجهم والنون وسواوا  
قاله القارى قلت والمؤيد  
بكتب الرجال هو الاول  
له مرة بضم واو تشد ياء  
١٣٤٠

نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدوے حروف کو مد کیساتھ کچھ بڑھتے تھے۔

**منہ ۳** مسلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قنات جابجا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے تھے کہ الحمد للہ رب العالمین پھر بڑھتے پھر الرحمن الرحیم پڑھتے پھر ملک یوم الدین پڑھتے پھر غرض ہر آیت کو جابجا انما یت اطمینان سے ترتیل کیساتھ پڑھتے۔

**منہ ۴** عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر انھوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا میں نے کہا الحمد للہ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی (کہ مقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ اسی طرح پڑھ سکے) یہ سوال جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے نجد کی نماز کے بارہ میں تھا۔

**منہ ۵** رام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور کے پڑھنے کی آوازیں گواہی دے کر چھت پر سے سنا کرتی تھی) یعنی یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صاف صاف بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ میں اپنے مکان سے سُن لیتی تھی۔

**منہ ۶** عبداللہ بن مخفل کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقته یوما لفتحہ وہو یقول انا فتحناک فتحا مبینا لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر قال فقرأ ورجع قال وقال معوية بن قرة لولا ان یحجم الناس علی الرخص لکرم فی ذلک الصوت <sup>الرجوع بالصوت</sup> او قال الحسن بن علی ثمالیة بن سعید ثمالیة بن قیس الحدادی عن حسام بن مصعب عن قتادة قال ابعث اللہ نبیا الا حسن الوجه حسن الصوت وكان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم حسن الوجه حسن الصوت وكان

وسلم فتح کے دن انا فتحناک فتحا مبینا لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر پڑھتے دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ترجیح کیساتھ پڑھ رہے تھے معویہ بن قرة (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کے جمع ہونا ایک اور چیز ہوتا تو میں اس پر بھی پڑھ کر سنا ناف ترجیح کے معنی لغت کے اعتبار سے لوٹانے کے ہیں) اور کو نوٹا کر پڑھنا مراد ہے، خود عبداللہ بن مغفلؓ سے اسکی تفسیر آمنتقول ہے، اسکا مطلب بعض علما سے آواز کو درست کر کے پڑھنے کا فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہ مکرمہ کے فتح ہونے اور دار الاسلام بنجانے کی وجہ سے غایت سرور تھا اسلئے نہایت لطفت سے پڑھ رہے تھے مگر میرے استاد حضرت والدین اور اللہ عزوجل کی تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ وٹنی پڑھ کر لطف فرماتے اسلئے اسکی حرکت سے آواز ترجیحی معلوم ہوتی تھی، اسی بنا پر عبداللہ بن مغفلؓ نے اسکی تفسیر کرتے نقل کی، اور اس وجہ سے معویہ نے اس کی نقل کرنے کی ہمت نہیں کرناستہ اس طرح آواز بنانے سے لوگ مجتمع ہو جاویں گے اس توجیہ کے موافق آئندہ صدیقے بھی مخالف نہیں ہوگی، بندہ کے نزدیک یہی توجیہ زیادہ پسندیدہ ہے اسلئے کہ اگر پہلے قول کے موافق آواز بنا کر اور درست کر کے پڑھنا مراد ہے تو پھر لوگوں کے مجتمع ہونا کیا خوف، نیز دوسری حدیث سے خلاف بھی نہیں رہے گا۔»

**منہ** وقلوہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے ہر نبی کو حسین صورت اور حسین آواز والا مبعوث فرمایا، سید طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسین صورت اور جمیل آواز والے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کا نبی الونکی طرح (آواز بنا کر نہیں پڑھتے خوف اس حدیث کو پہلی حدیث سے بظاہر تعارض ہے جسکی توجیہ گذشتہ حدیث کے ذیل میں گذر چکی، محدثین نے اس حدیث کی تضعیف بھی فرمائی ہے

لہ الحدادی نسبة الی حدیثان بضم حاء وتشدید دال مہملتین قبیلۃ من الازد ۱۲۴  
لہ حسام بضم حاء مہملۃ بعد ہا سین مہملۃ ۱۲۵  
مصعب بکسر میم فخر مہملۃ وتشدید کاف ضعیف قال الحدادی من مذاکرۃ حدیث ما بعث اللہ نبیا ۱۲۶  
۱۲۷ احسن الصوت ۱۲۸

ابن جریر رحمہ اللہ ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ثنا یحییٰ بن حسان ثنا عبد الرحمن  
ابن ابی الزناد عن عمرو بن ابی عمرو عن عکرمہ عن ابن عباس قال  
کان قراۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمالیسمہا من فی الحجۃ وهو فی البیت  
باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حد ثنا سوبید بن نصر ثنا عبد اللہ بن المبارک عن حماد بن سلمہ عن ثابت  
عن مطرف وهو ابن عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ

الرحمہ فی قصداً أو ترجیع  
الغناء قالہ القاری وقد  
علمت ان الحدیث  
ضعیف وقد تم فی الہند  
ایضاً منہ ۱۲۰  
عہ مطر بن یسار المیمون  
الطام المہملہ وکسہ الزاد  
المشہد ابن التفتازانی  
بکسر الجمع متبن المشہد تبن  
فمنہ اذ تخلیتہ فراء مہملہ ۱۲

منہ ۱۲۰  
ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز صرف اس قدر  
بلند ہوتی تھی کہ آپ اگر کوٹھڑی میں پڑھتے تو صحن والے سن لیتے، قرآن شریف کا آہستہ اور آواز سے  
پڑھنا دونوں مواقع کے لحاظ سے افضل ہیں، اگر ترغیب کا موقع ہو یا کوئی اور سبب جس کی توجہ کا ہو تو جس سے  
پڑھیں، اور اگر ریا وغیرہ کا خوف ہو تو آہستہ پڑھیں، عرض یہ کہ موقع کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے، اور  
جیسا موقع ہو ویسے ہی پڑھنا افضل ہے۔

### باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری کا ذکر

ف آدمی کا رونا چند وجوہ سے ہوتا ہے، کبھی رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی اشتیاق  
کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی غلیظہ خوشی سے کبھی کسی درد وغیرہ کی تکلیف کی وجہ سے کبھی رنج کی وجہ سے ہوتا ہے، ایک  
رونا اتفاق کا اکملاتا ہے جو کسی دوسرے کے دکھلائی کی وجہ سے نماز وغیرہ میں خستہ و خوار ہو کر بیٹھنے کی صورت پر  
رویا جاوے، ایک رونا ملنگے کا اکملاتا ہے جیسے کسی کے مردہ کو یا مزدوری لئے رویا جاوے، ایک ایسی ہی مزدوری کا رونا  
اکملاتا ہے جیسے کسی ہمت کے گھر مزدوری لیکر رویا جاوے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے، ایک نفقہ کار رونا اکملاتا ہے وہ  
یہ کہ کسی کو رونا بکھڑونا آجائے وغیرہ وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ اکثر میت پر شفقت و رحمت یا  
امت پر خوف یا اللہ کے ڈر یا اس کے اشتیاق سے ہوتا تھا جیسا کہ روایات سے معلوم ہوگا، انہی اقسام کا رونا  
محمود ہے ورنہ باقی مذموم ہیں، اس باب میں مصنف نے چہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

منہ ۱۲۰  
عہ مطر بن یسار المیمون  
الطام المہملہ وکسہ الزاد  
المشہد ابن التفتازانی  
بکسر الجمع متبن المشہد تبن  
فمنہ اذ تخلیتہ فراء مہملہ ۱۲

علیہ وسلم و یحییٰ و یحوفہ ازین کا نیز المرسل من البکاء حد ثنا محمد بن غیلان  
ثنا معوية بن هشام ثنا سفيان عن الأعمش عن إبراهيم عن عبيدة عن عبد الله  
ابن مسعود قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأ علي فقلت يا رسول الله  
صلى الله عليه وسلم اقرأ عليك وعليك انزل قال لي أحب أن أسمعه من غيري فقرأت  
سورة النساء حتى بلغت و جئنا بك على هؤلاء شهيدان قال قرأت عيسى النبي صلى الله  
عليه وسلم تهملان حد ثنا قتيبة ثنا جابر عن عطاء بن السائب عن أبيه عن  
عبد الله بن عمرو قال نكسفت الشمس يومًا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وسلم فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حتى ليكن ركعة ثم ركعة فلم يكن يرفع رأسه

روئے کیو بہ سے آپ کے سینہ سے ایسی جوش کی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے و ف یہ  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال خشوع و خضوع کیو بہ سے تھا کہ کہتے ہیں کہ صوفیا کے وجد و تواجد کا  
ماخذ یہ حدیث بھی ہے ۔ ، ،

تمثیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ قرآن  
شریف سناؤ (شاید حضور نے اسے ارشاد فرمایا ہو کہ سننے میں غور و تدبیر پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے) میں نے  
عرض کیا کہ حضور آپ ہی پڑھنا شروع فرمائیے اور آپ ہی کو سنائوں (شاید ابن مسعود کو یہ خیال ہوا ہو کہ سنانا  
تبلیغ اور یاد کرنے کیلئے ہوتا ہے) حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں میں نے  
انتقال حکم میں سنانا شروع کیا اور سورۃ نسا (جو جو تھے سہارے کے پونے سے شروع ہوتی ہے پڑھنی شروع  
کی) میں جب اس آیت پہنچا فلیف اذ اجئنا من کل امة بشہید و جئناک علی ہؤاء شہیدان  
تو میں حضور کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کیو بہ سے بہ رہی تھیں و حضور کا یہ  
گریہ یا سو بہ سے تھا کہ احوال قیامت منکشف ہو گئے تھے یا امت پر خوف کیو بہ سے تھا

تمثیل عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یک مرتبہ  
سورج مگن ہوا (یہ قصہ جمہور کے نزدیک منسلک ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجد میں تشریف لے گئے

یہ عیبہ بفتح عین مہملہ  
و کسیراء موحدة السملانی  
التابعی کن فی الشوحر  
و کتب الرجال ۱۲  
کے یوم اختلافوا فی ان  
الکسوف وقع فی عهد علیہ  
السلام مرة او اکثر  
منہا فاجہور من اهل  
المحدث و اهل السیر  
على الاول و قوی النوی  
و غیرہ الثانی ۱۲  
سے یوم اختلاف الروایات  
فی عدد الركوع الى ست  
ركوعات فقالت الشافعية  
و البخاری ان ما زاد علی  
الركوعین و هم او مروج  
و الراجروایات الركوعین  
و قالت الحنفية ان الاصل  
فی الصلوة ركوع واحد و هو  
المؤید بالروایات القولية  
و روایات الفعل متعارضة  
فی الاستدلال بالقول  
سالماعن المعارضة ۱۲



ثم رفع راسه فلم يكدر ان يسجد ثم سجد فلم يكدر ان يرفع راسه ثم رفع راسه فلم يكدر  
ان يسجد ثم سجد فلم يكدر ان يرفع راسه فجعل ينحني ويكبر ويقول رب الم تعذر ان  
لا تعذر هم وانافى حرب الم تعذر ان لا تعذر هم وهم يستغفرون ونحن نستغفر  
فلما صلى ركعتين انجلت الشمس فقام فحمد الله تعالى واثنى عليه ثم قال  
ان الشمس والقمر ايتان من آيات الله فاذا انكسفا فافزعوا الى ذكر الله تعالى حدثنا

لما ينحني غير ان يظهر من  
فما حر فان فلا بطون  
للصلوة ولفظ ابى داؤد  
نفي في آخر سجدة فقال ان  
اف وكتبوا الى الموعود  
في تقريرة عليه ههنا حكايته  
لصوتة صلى الله عليه وسلم  
ثم تلا يستنزل من صدور  
الحروف في الحكاية صلاها  
في الهكلى عنه ولا يلزم  
فساد الصلوة وهذا كما  
في حكايته هم لصوت الغزاق  
بفاق مع ان شيئا من  
الحروف لا يصدر منه  
فانبات الحروف في حكايته  
لضرورة النقل والكتابة  
انتهى فلهذا ورد الله  
مفصحه فما اجاد

اور نماز شروع فرما کر اتنا طویل قیام کیا کہ گویا رکوع کر نیکا ارادہ ہی نہیں  
سے اٹھنے کا ارادہ ہی نہیں پھر ایسے ہی کہنے کے بعد سر اٹھا کر قوم میں اتنا طویل قیام کیا کہ گویا سجدہ کرنا ہی  
نہیں سیطرہ سجدہ سے اٹھ کر جلسہ اور پھر جلسہ کے بعد دوسرے سجدہ میں غرض ہر ہر کرن اس قدر طویل  
ہوتا تھا کہ گویا یہی کرن اخیر تک کیا جاویگا دوسرا کوئی کرن نہیں اس کے بعد شدت غم اور وحش کی سوسائش  
لیتے تھے اور روتے تھے اور حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی میں یہ عرض کرتے کہ اے اللہ تم نے مجھ کو یہ وعدہ فرمایا  
تھا کہ میری موجودگی تک امت کو عذاب نہ ہو گا، یا اللہ تم ہی سہی وعدہ فرمایا تھا کہ جب تک یہ لوگ استغفار  
کرتے رہیں گے عذاب نہیں ہو گا، اب ہم سب کے سب استغفار کرتے ہیں انوں پر اب اس کے اخیر میں ہوا کا ان اللہ  
لیعد ہم و انت فیہم وما کان اللہ معہ ہم وہم یستغفرون ایسا آیت کی طرف اشارہ ہے  
حضور نے جب سلام پھیرا تو آفتاب نکل چکا تھا، حضور نے اس کے بعد وعظ فرمایا جس میں حق تعالیٰ شانہ  
کی حمد و ثناء کا لحدیہ مضمون فرمایا کہ شمس و قمر کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے تاریک نہیں ہوتے بلکہ حق تعالیٰ  
جل شانہ کی رونمائی ہیں (جن سے حق سبحانہ اپنے بندوں کو عبرت دلاتے ہیں اور ڈراتے ہیں) جب  
اس ہو جایا کہ میں تو اللہ جل جلالہ کی طرف فرماؤں تو میرا ہوا کیا کروا اور استغفار و نماز شروع کر دیا کروا اس  
وعظ کی مصلحت تھی کہ ایام جاہلیت میں یہ بات مشہور تھی کہ چاند و سورج کا کس کی بڑی موت یا کسی بڑے  
شخص کی پیدائش کی وجہ سے ہوتا ہے اور اتفاق وقت کہ حضور کے زمانہ میں جب گن ہوا تو اس دن صاحبزادہ  
اقدس حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہوا تھا اس لئے اس سے جاہلی خیال کی اور  
بھی تائید ہوتی تھی، صلوة الکسوف میں علماء کا خلافت ہے کہ ایک رکوع سے پڑھنی چاہئے۔ یا ایک سی

لہ اہل بیت قبل از یحییٰ و ہذا الحدیث  
عن اشکال لان المراد بئس حقیقۃ کما

ہو ظاہر اللفظ فہو مشکل لان

ارباب السیر والحدیث  
التفقوا علی ان بناتہ صلی

اللہ علیہ وسلم طہر من

فی الکبر واما ان یزاد اہل

احدی بناتہ فیکون الاضافة

بجائزۃ و ہو یس بیعید کن

لہو یقول ان اہل اہل ی

بناتہ ماتت فی الصغر الا ما

فی مسند احمد عن اسامۃ

قال لی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم باطاعت بنت ابی العاص

من زینب بنت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وہی فی

الزعر و اشکل بان اہل

التایخ قالوا ان امامۃ عاشت

بعد علیہ السلام حتی تزوجھا

علی فاما ان یحمل علی

الوہم او مراد احد بنیہ

او ابن بعض بناتہ کما

یؤیدہ الروایات قالہ القاری

قلت ولا بعد فی تعدد

المسئولین و یصح ان لا یسمی

لہ نقضی بلفظ التاوید و کسر

الضاد یؤید ان تموت

من القضاء و ہو الموت

لہ تنبی لا ینافی قول

عائشۃ ما بکی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم علی

محمد بن غیلان ثنا ابو احمد شناسفین عن عطاء بن السائب عن عکرمۃ  
عن ابن عباس قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ لہ نقض فی قصہا

فوضعہا بین ید یدہ فماتت وھی بین ید یدہ وصاحت اما یمین فقال یعنی النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اتبکین عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الست اراک

قال فی لمست ابکی انما ھی رجمۃ ان المؤمن بكل خیر علی کل حال ان نفسہ تنزع  
من بین جنبیہ و ہو محمد اللہ تعالیٰ حک ثنا محمد بن یسار ثنا عبد الرحمن بن

مہدی شناسفین عن عاصم بن عید اللہ عن القاسم بن محمد عن عائشۃ ان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان بن مظعون و ہو میت و ہو بکی او قال

زائد حنفیہ کا مسلک ایک ہی رکوع کا ہے اس حدیث سے ان کی تائید ہوتی ہے، باقی علی بحث اور  
فریقین کے دلائل اس جگہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔

منہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی ایک لڑکی قریباً وفات پھیں حضور نے  
انکو گود میں اٹھایا اور اپنے سامنے رکھ لیا حضور کے سامنے ہی رکھے رکھے انکی وفات ہوئی، ام ایمن (جو حضور

کی ایک باندی تھیں) چلا کر روئے لگیں حضور نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے ہی چلا کر رونا شروع کر دیا  
جو کہ حضور کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لئے اس نے عرض کیا کہ حضور بھی تو رورہے ہیں، آپ نے فرمایا

کہ یہ ممنوع رونا نہیں یہ اللہ کی رحمت ہے کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرماویں اور ان میں شفقت و رحمت  
کا مادہ عطا فرماویں پھر حضور نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کا نفس نکالا

جاتا ہو اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی عمدہ تالیف اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ قصہ کس صاحبزادی کا ہے  
اس جگہ مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی بیان کرنا ہے کہ سنگری شفتت کے خلاف ہے،

منہ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو انکی وفات کے بعد پر سہ  
دیا اس وقت حضور کے آنسو ٹپک رہے تھے یہ جلیل القدر صحابی حضور کے رضاعی بھائی ہیں مہاجر بن

میں سب سے پہلے شہید ہوئے ان کا انتقال ہوا اور یقین میں دفن ہوئے۔

لہ قولہ فازل فی قبرہا شکل  
علیہ نزول الایمان فی  
قبر المرأة مع وجود المحرم  
ویمکن ان یجاب عنہ بانہ  
لا یحظر فی القبر الا من یستحب  
کما صرح بہ البحر الرائق فی  
شرح کنز الدقائق و تروک  
الاستحباب لمثل هذا التنبیہ  
الذی کان مقصودا ہنا  
عمالا استبعاد فید مع انہ  
یجتمعالنیکون بعض الاعذار  
ہناک فی الخارۃ ۱۲  
لہ الفرائض بکسی الفاء  
ما یبسط الرجل تحتہ یجمع  
علی فرش بضمین فعال  
معنی مفعول کلباس معنی  
ملبوس ۱۳  
مسہر بضم میم و سکون  
سین مہملۃ و کسی ہا ۱۴

وعیناہ تہرقان حد ثنا اسحاق بن منصور انا ابو عامر ثنا فلیح و ہوا بن سلمان  
عن ہارون بن علی عن انس بن مالک قال شہدنا ابنہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس علی القبر فزایت عینیہ تد معان  
فقال فیکم وجہ لم یقارف اللیلۃ قال ابو طلحۃ انا قال انزل فنزل فی قبرہا  
**باب ما جاء فی فرائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**  
حد ثنا علی بن حجر انا علی بن مسہر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ  
قالت اما کان فرائش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی ینام علیہ اذ احشوه لیف

**منب** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادی (ام کلثوم) کی  
قبر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ قبر میں شخص ان کے لئے آج رات  
مجاہد مت کی ہو، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں حضور کے فرمانے سے وہ قبر میں اترواں کہا  
جاتا ہے کہ یہ حضرت عثمان پر تعریض تھی کہ باوجودیکہ اُن کی بیوی حضور کی بیٹی سحبت بیمار تھیں حتیٰ کہ اُن کی دن  
انتقال ہو گیا، اس کے باوجود وہ اس شب میں دوسری بیوی کیساتھ مشغول رہے،  
**باب اُن روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے**  
**بارہ میں وارد ہوئی ہیں**

**ف** اس باب میں دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں، ۱۔  
**منب** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سونے اور آرام  
فرمانے کا بستر چڑھ کا ہوتا تھا جس میں کھجور کے درخت کے چھلکے بھرے ہوتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
وسلم کا بستر کبھی چڑھ کا ہوتا تھا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کبھی صرف ٹاٹ کا جیسا کہ دوسری حدیث  
میں آ رہا ہے کبھی صرف بوریا ہوتا تھا صحابہ جب نرم بستر بنانیکی درخواست کرتے تو حضور یہ ارشاد فرمایا  
کرتے تھے کہ مجھے ذہنی راحت و آرام سے کیا کام میری مثال اُس راہ گیر کیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں را  
آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہوا سلتے مجھے بستر وغیرہ کچھ نہیں چاہیے،

حد ثنا ابو الخطاب زیاد بن محیی البصری ثنا عبد اللہ بن میمون انا جعفر بن محمد  
عن ابيه قال سألت عائشة ما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك  
قالت من ادم حنثوه ليف وسألت حفصة ما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم  
في بيتك قالت من ثمانية ثمانين فينام عليه فلما كان ذات ليلة قلت لوثنيته اربع  
ثنيات كان اوطأ لثنتيناه بارب ثنيات فلما اصبح قال لفرش قوني الليلة قالت قلنا هو  
فرشك لان ثنتيناه بارب ثنيات قلنا هو وطأ لك قال روي عن ابي الاوفى انه قال لفرشك  
باب ماجاء في تواضع رسول الله صلى الله عليه وسلم

لہ عبد اللہ بن میمون  
ابن داؤد القلاح فما  
فی المصنوع عبد اللہ بن  
مہدی غلط ۱۲

لہ جعفر الصادق  
۱۲ امام المشہور والوہ  
۱۲ امام محمد لیاق لیکن  
الحمد بیت منقطع لافہ  
لویلیق حفصا والاعاشہ  
۱۲ قاری

منہ ۲ امام محمد یافرضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں  
حضور کا بستر کیسا تھا انھوں نے فرمایا کہ چمڑہ کا تھا جس کے اندر کھجور کے درخت کے چھلکے بھرتے ہوئے تھے  
حضرت حفصہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور کا بستر کیسا تھا انھوں نے فرمایا کہ ٹاٹ کا تھا جس کو دوہرا  
کر کے ہم حضور کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چھو کر اس کے بچھا دیا جاوے تو زیادہ  
نرم ہو جاوے میں نے ایسے ہی بچھا دیا حضور نے صبح کو دریاft فرمایا کہ میری نیچے رات کیا چیز بچھائی تھی میں نے  
عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات اس کو چھو کر دریاft تھا کہ زیادہ نرم ہو جاوے حضور نے فرمایا کہ اس کو  
اپنے ہی حال پر رہنے دو اس کی نرمی رات مجھے تعجب سے مانع ہوئی ف نرم بستر نہ نرت نوم اور غفلت سے سونکا  
سبب ہوتا ہے اور کھردری چار پائی پرول تو نہ نرت غفلت سے نہیں آتی دوسرے آنکھ بھی جلدی ہی کھل جاتی ہے  
باب ان روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرۃ تواضع  
فرمانیکے بارہ میں وارد ہوئی ہیں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے زیادہ متواضع تھے صوفیہ کہتے ہیں کہ حقیقۃ تواضع تجلی شہود  
کے دوام کے بغیر حاصل نہیں ہوتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے واقعات ایک دوئیں ہزاروں  
سے زائد ہیں اسلئے انکا احاطہ تو کیسے ہو سکتا ہے تاہم نمونہ مصنف نے کچھ ذکر فرمائے ہیں ایک مرتبہ کسی سفر  
میں چند صحابہ نے ایک بکری ذبح کر نیکالاد فرمایا اور اس کا کام تقسیم فرمایا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کر لیا

حد ثنا احمد بن منیع وسعید بن عبد الرحمن الخزومی وغیرہ واحد قالوا أنا  
سفین بن عیینة عن الزهري عن عبيد الله عن عبد الله بن عباس عن عمر بن  
الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (تظروني كما اطرت النصارى عيسى  
ابن مريم) انما انا عبد الله فقولوا عبد الله ورسوله حد ثنا علي بن حجر انا سويد  
ابن عبد العزيز عن حميد عن انس بن مالك ان امرأه جاءت الى النبي صلى الله  
عليه وسلم فقالت ان لي اليك حاجة فقال اجلس في اي طريق المدينة تشئت اجلس  
اليك حد ثنا علي بن حجر انا علي بن مسهر عن مسلم الاوروكي عن انس بن مالك  
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعود المريض يشهد له الجذارة ويكب له الحمار  
ويجيب دعوة العبد وكان يومئذ قريظة على حمار فخطم بمجمل من ليف علي  
سليم حرب بن قريظة ۱۳ ذات حطام ۱۴

عبد الله قال العلماء كان حق  
المصنف ان يعينه لان  
المسعى به في الروايات  
كثيرون لكن في البخاري  
انه عبيد الله بن  
عبد الله بن عتبة بن  
مسعود قال البخاري ۱۳  
انه بصير اوله من الاطباء  
ويروى المبالغة في المدح ۱۴

دوسرے نے کھال نکالنا کسی نے پکانا، حضور نے فرمایا کہ پکانیکے لئے لکڑی اکٹھی کرنی میرے ذمہ، صحابہ نے  
عرض کیا کہ حضور یہ کام ہم لوگ کر لیں گے حضور نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کر لو  
لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ جل جلالہ بھی اس کو پسند نہیں فرماتے، ایسے ہی  
اور بہتر کڑوں واقعات ہیں، اس باب میں مصنف نے تیرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

**منہب ۱** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری  
ایسی تعریف مبالغہ آمیز حد سے فزون نہ کرو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ اللہ  
کا بیٹا ہی بنا دیا، میں حق تعالیٰ جل شانہ کا بندہ ہوں اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو،

**منہب ۲** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر  
عرض کیا کہ مجھے کچھ تخلیہ میں عرض کرنا ہے، حضور نے فرمایا کہ کسی سترک کے راستہ پر بیٹھ جاؤ اور اپنے سر پر لٹکا  
**منہب ۳** حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرماتے  
تھے اور جنازوں میں شرکت فرماتے تھے گھر پر سوار ہو جاتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تھے  
آپ بنو قریظہ کی لڑائی کے دن عربی گھر پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پھر ٹوٹی تھی اور کاٹھی بھی اسی کی تھی

اکاف من لیف حد ثنا واصل بن عبد اللہ علی الکوفی ثنا محمد بن فضیل عن  
 الزعمش عن النس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعی الی خبز  
 الشعیر والاعمال السیفۃ فیحب ولقد کان لک درع عند یهودی فہا وحید لایکھا  
 حتی مات حد ثنا محمد بن غیلان ثنا ابو داؤد الحفزی عن سفیان عن الربیع بن  
 صبیح عن یزید بن ابان عن النس بن مالک قال حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علی رجل بن وعلی قطیفۃ التساوی الیعتہ دراعہم فقال لہم اجعلہا جارا یراء فیہ  
 وراہم سمعہ حد ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن نا عفان نا حماد بن سلمۃ عن حمید  
 عن انس قال لم یکن یخص حب الیم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وکانا اذا

لہ الحفزی یقفہ المہملۃ  
 والقاد لقد مریرا نفیاب  
 تعطرہ علیہ السلام ۱۲

ف عرب ہیں گروہوں کی ایک خاص قسم ہے جو جنت میں یہاں کے موٹے فخریوں سے بڑے ہوتے ہیں اور  
 تیز اس قدر کہ معمولی ٹٹوں سے تیز ہوتے ہیں، دو دو تین آدمی انہیں بے تکلف بیٹھ جاتے ہیں،  
 نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روئی اور کئی  
 دن کی باسی پہلنی چکدائی کی دعوت کئے جاتے تو آپ (اُس کو بھی بے تکلف) قبول فرمایا کرتے، آپ کی ایک نہ  
 ایک یہودی کے پاس رہن تھی، اخیر تک حضور کے پاس اُس کے چھڑنے کے لائق دام نہیں ہوئے،  
 نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پڑے پالان  
 پر سوجھ گیا، اُس پر ایک کپڑا بڑا ہوا تھا جو چار درم کا بھی نہیں ہو گا یہ بھی ممکن ہے کہ اُس پر سے مرا حضور کی  
 فوت والا ہو یعنی آپ ایک معمولی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے جو چار درم کی بھی نہیں تھی، بعض حضار مدرس کے  
 نزدیک یہ مطلب زیادہ پسندیدہ ہے لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک پہلا مطلب زیادہ راجح ہے اور اس  
 باب کی گیارہویں حدیث اس کی تائید کرتی ہے اور حضور یہ دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ اس کج کو ایسا  
 حج فرمائے جو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو، یہ دعا امت کی تعلیم کی غرض سے تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 کے کمال تواضع اور غایت عبودیت کی وجہ سے تھی،

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ



ن عمرو

رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك حدثنا سفيان بن وكيع ثنا جميع بن  
 حماد بن عبد الرحمن بن العجلاني عن رجل من بني تميم عن ولد أبي هالة زوج خديجة يكنى  
 أبا عبد الله عن ابن أبي هالة عن الحسن بن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال سألت خالي  
 هند بن أبي هالة وكان فاضلاً عن حلية النبي صلى الله عليه وسلم وأنا اشتبهت أن  
 يصف لي منه شيئاً فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فحماهم ما يترأوا وجهه  
 تلو الأقمري ليلة البدر فذكر الحديث بطوله قال الحسن فكنتم بها لحسين رضي الله عنه  
 فوجدت قد سبقني إليه فسألهم ما سألته عنه ووجدت قد سألوا به عن من خلفه ومن  
 خرج من مثله فلم يدع من شيئاً قال الحسن فسألت أبي عن دخول رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم في البيت فكان يقول يا أبا هالة

سأله ابن عمرو وأروى في  
 نسخة بالواو قال القاري  
 صوابه عمير بالتصغير  
 وتقدم في مبداء الكتاب  
 بيان ۱۲۴  
 في الحديث تقدم بعضه  
 في باب الخلق وبعضه في  
 باب كيف كان الكلام ۱۲  
 في شكله بفتح أوله أي  
 طريقة المسلوكة بين أصحابه  
 في مجلسه فهو اخص من  
 محضره وقيل بكسر أوله  
 حسن طريقته وحيثه  
 قاله القاري ۱۲۴

محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا اس کے باوجود وہ پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اسے  
 کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور کو یہ پسند نہیں تھا۔ ۱۲۴  
 نمبر ۱۲۴ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا وہ حضور  
 کے حالات اکثر بیان کیا کرتے تھے اور مجھے ان کے سننے کا اشتیاق تھا تو انھوں نے میرے پوچھنے پر حضور کے  
 علیہ شریف کا ذکر فرمایا کہ حضور بلند پایہ بلند مرتبہ تھے آپ کا چہرہ اور بدنی طرح چمکتا تھا اور پورا علیہ شریف  
 (جیسا کہ شریعت کتاب میں پہلے باب کی ساتویں حدیث میں مفصل گزر چکا ہے) بیان فرمایا، امام حسن  
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض وجوہ سے اس حدیث کا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ایک عرصہ تک  
 ذکر نہیں کیا ایک عرصہ کے بعد ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس حدیث کو سن چکے تھے اور صرف یہی  
 نہیں کہ ماموں ابان سے یہ حدیث سن لی ہو بلکہ والدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان تشریف  
 لیجائے اور باہر تشریف لائے اور حضور کا طرز طریق بھی معلوم کر چکے تھے چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں  
 کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان تشریف لیجائے کے حالات دریافت کئے، تو  
 آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف فرما ہونیکے وقت کو تین حصوں میں منقسم  
 فرماتے تھے، ایک حصہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے یعنی نماز وغیرہ پڑھتے، دوسرا گھر والوں

صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان اذا وى الى منزله جزء دخول ثلثة اجزاء جزء الله عز وجل وجزء  
 وجزء لنفسه ثم جزءه بينه وبين الناس في ذلك بالخاصة على العامة وان كان  
 عنهم شيئاً كان من سبوق في جزء الامه اشارة اهل الفضل باذنه وقسمه على قدر  
 فضلهم في الدين فمنهم من ذوا الحاجة ومنهم من ذوا الحاجة من ذوا الحوائج فيبتاع  
 بهم ويشغلهم فيها يصلح به الامه من مسئلة هم عنها واخبارهم بالذي ينبغي لهم  
 ويقول ليبلغ الشاهد منهم الغائب في ابلعون حاجة من لا يستطيع ابلعها فانه من  
 ابلغ سلطانا حاجة من لا يستطيع ابلعها ثابت الله قد ميبه يوم القيمة ولا ينكر  
 عند ذلك ولا يقبل من احد غيره يدخلون رواة اوليفه قورن الا عن ذواق  
 طابيس الخیر ۱۲ مع رانکر از روزه قار ۱۳

ت فرد

ت بما ت عنهم  
 له الا ذلك ای ما ینکر  
 من حاجات الناس للحوائج  
 اليه وقوله ولا يقبل الخ  
 بمنزلة تالکین ماتقد ۱۲  
 له ذواق بقفا ولفخال  
 بمعنى مفعول ای من  
 مطعوم حسی علی ما سبو  
 الا غلب او معنوی  
 من العلم وغیره فانه  
 يقوم له مقام الطعام  
 للجسد ۱۲ قاری

کے اداے حقوق میں مثلاً اُن سے ہنسنا بولنا بات کرنا تیسرا خاص اپنی راحت کے لئے رکھتے تھے پھر اُس  
 اپنے دے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے اس طرح ہر کس کو خاص صحابا اُس وقت میں  
 داخل ہوتے اُن خواص کے ذریعے سے مضامین عوام تک پہنچتے اُن لوگوں کو کسی چیز کا اخفانہ فرما  
 یعنی نہ دین کے امور میں نہ دنیوی متاع میں غرض ہر قسم کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اس حصہ عامہ میں  
 آپ کا یہ طرز تھا کہ اُن آئینوں میں بل فضل یعنی اہل علم و عمل کو ماضی کی اجازت میں ترجیح دیتے،  
 اُس وقت کو اُن کے فضل دینی کے لحاظ سے اُن پر تقسیم فرماتے بعض آئینوں کے ایک حاجت بیکرا تو بعض  
 دو حاجتیں بعض چند حاجتیں حضور اُن کی حاجتیں پوری فرماتے اور اُنکو ایسے امور میں مشغول فرماتے  
 جو خود انکی اور تمام امت کی اصلاح کے لئے مفید اور کارآمد ہوں ۲۰

مثلاً اُن کا دینی امور کے بارہ میں حضور سے سوال کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف  
 مناسب امور کی اُنکو اطلاع فرمانا حضور یہ بھی فرمادیا کرتے تھے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید  
 اور ضروری اصلاحی امور کو غائبین تک بھی پہنچادیں اور نیز یہ بھی حکم فرماتے کہ جو لوگ کسی عذر پر تردد وری  
 شرم یا عیب کی وجہ سے حج سے اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کر سکتے تم لوگ اُنکی ضرورتیں مجھ تک پہنچادیا کرو  
 اسلئے کہ جو شخص بادشاہ تک اُس شخص کی حاجت پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو حق تعالیٰ شانہ قیامت

وخرجون اذ لا یغنی علی نخی قال فسالته عن مخرج کیف کان یصنع فیہ قال کان  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرجون لسانہ الا فیما یعنیہ ویؤلفہم ویؤلفہم ویؤلفہم  
لکم کل قوم ولولہ علیہم ویخرجون الناس ویخرجون منہم من غایران یطوی علی احد  
منہ شبرہ واولحلقہ ویتفقدا صحابہ ویسأل الناس عما فی الناس ویجس المحسن ویقویہ  
ویقیمہ القیوم ویؤکھبہ معتدل الزمیر مختلف ولا یفعل محافة ان یفعلوا ویؤکھبوا کل  
عند عتاد لا یقتصر عن الحق ولا یجاوزہ الذین یلونہ عن الناس خیابہم افضلہم  
عند اعہم یصنعہم واعظہم عند منزلہ احسنہم موافقا وواردة قال فسالته عن  
اقتضی ارادة الخیر لم یسوت ۱۲ ای المشاکرۃ والمسابقۃ فی المعاش ما یزق ۱۳

سہ یخرجون بضم الشاء  
وکسہا ای یجس ویحفظ  
وینیبہ بفتح اولہ ای ہمہ  
لکم یخرجون لای یخرجون بعض  
الناس من بعض یاہم  
بالخبر او یخرجون من  
عند اب اللہ والیوم عقابہ  
۱۲ قال المناوی  
سہ شبرہ بکس وفسكون  
طلاقہ وجہہ ویتناقضہ  
وفیہ رضوخہم نشأ عن  
قولہ یخرجون ولین الاکثر  
بقولہ واولحلقہ بضم تین  
ارضخ اولہ ای ولا احسن  
خلقہ قالہ القاری ۱۲  
سہ عتاد بفتح اولہ ہو العدة  
والناصب یعنی انہما اعد  
لکل امر من الامور حکماً  
من الاحکام مد لیلان  
ادلة الاسلام ۱۳

کدن اس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے لہذا تم لوگ اس میں نہ روکدوشی کیا کرو حضور کی مجلس میں اہل  
نور ہی کا تذکرہ ہوتا تھا اور ایسے ہی امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے خوشی سے سنتے تھے اس کے علاوہ  
لا یعنی اور فضول باتیں حضور کی مجلس میں نہ ہوتی تھیں صحابہ حضور کی خدمت میں دین کے طالب بن کر  
حاضر ہوتے تھے اور بلا کچھ حکمت وہاں سے نہیں لاتے تھے (چکھتے سر مرد امور دینیہ حاصل کرتا بھی ہو سکتا ہے اور  
حسی چکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ موجود ہوتا اس کی تواضع فرماتے) صحابہ  
ہدایت اور خیر کے لئے رہنما بن کر آئے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ میں نے باہر تشریف لے کر دے کے متعلق دریافت  
کیا تو فرمایا کہ حضور رضی اللہ عنہ کے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے فضول تذکروں میں وقت ضائع نہیں کرتے  
تھے انہی لوگوں کی تابلیغ قلوب فرماتے، لگو مانوس فرماتے متوحش نہیں بناتے تھے ہر قوم کے کرم و معزز کا اکرام  
واعزاز فرماتے اور اس کو خود اسی طرف سے بھی اسی قوم پر منتولی اور سردار مقرر فرمادیتے، لوگو کو مذہب الہی سر  
ڈراتے (یا مضر امور سے بچنے کی تاکید فرماتے) اور خود اپنی بھی خلقت کی تکلیف رسانی سے حفاظت فرماتے  
لیکن کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی کو نہیں ہٹاتے تھے اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے لوگوں کے  
آپس سے معاملہ کی تحقیق فرما کر انکی اصلاح فرماتے اچھی بات کی تحسین فرما کر ترقی فرماتے اور بُری بات  
کی برائی بتلا کر اس کو اٹل فرماتے ہر امر میں میاں دوی اختیار فرماتے نہ کہ تلون، لوگوں کی اصلاح سے غفلت  
نہ فرماتے مباد کہ وہ دین سے غافل ہو جاویں یا کسی امر میں حد سے بڑھ جائے کی وجہ سے دین ہی اکتا جاویں

ن اللہ

مجلس فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقف ولا يجلس الا على ذكر وذا  
 انتهى الى قوم مجلس حيث ينبغي به المجلس ويامر من ذلك يلقى كل جلسا من نصيبه  
 لا يحسب جلسا ان احل اكرم عليه فانه من جالسا او فاضل في حاجة صابرة  
 حتى يكون هو المنصوف ومن سأل حاجة لم يرد الا بها او ميسور من القول  
 قد وسع الناس بسط وخلق فصالحا وبارا وصادقا في الحق سواء مجلسه  
 فجلس علم وحياء وصبر وامانة لا ترفع في الاصوات ولا تؤين في العزم ولا تنثي  
 فلتاته متعادلين يتفاضلون فيه بالتقوى متواضعين يوقرون اقبية لكبير ووجوه  
 جميع فلتته هي الزلزلة يعني ثم يكن مجلسه فلتاته ۱۲

له لا تؤين بضم المنة  
 الفوقانية فهمزة ساكنة  
 فموجدة مخففة مفتوحة  
 وتشديد ايضا فنون من  
 الا من هي العقد في  
 القضا بان لا تاعديها  
 فالمراد به العيب قاله  
 المناوي ۱۲۰۰  
 لا تنقض بضم او لاد  
 سكون لنون وفتح المثلثة  
 اي انشاء فلتاته بفتح الفاء  
 واللام اي زلزلة يعني  
 اذا فطمت من بعض خاص  
 سقطت لم تنضم عنه ذكره  
 المناوي ۱۱۰۰

ہر کام کے لئے آپ کے یہاں ایک خاص نظام تھا۔ حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد سے تجاوز فرماتے  
 آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا  
 جس کی خیر خواہی عام ہو، آپ کے نزدیک بُرے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں  
 زیادہ حصہ لے، امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی مجلس کے حالات دریافت کی تو انھوں  
 نے فرمایا کہ آپ کی نشست و برخاست سب ذکر اللہ کیساتھ ہوتی تھی جب کسی جگہ آپ تشریف لیجاتے تو  
 جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے ہر بیٹھنے والے کا دیکھنے میں حق ادا فرماتے آپ کے  
 پاس کا ہر بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور سب سے زیادہ میل اکرام فرما رہے ہیں جو آپ کے پاس بیٹھتا یا کسی امر  
 میں آپ کی طرف کوئی راجحت کرتا تو حضور اُس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہ خود انھن کی ابتداء کرے  
 جو آپ کو کوئی چیز مانگتا تو آپ اُسکو مرحمت فرماتے یا اگر نہ ہوتی تو نرمی سے جواب فرماتے آپ کی خدمت میں  
 اور خوش خلقی تمام لوگوں کو عام تھی آپ تمام خلقت کے شفقت میں باپ تھے اور تمام خلقت حقوق میں آپ کے  
 نزدیک برابر تھی آپ کی مجلس مجلس علم و حیا اور صبر و امانت تھی (یعنی یہ چاروں باتیں سب حاصل کی جاتیں  
 یا یہ کہ چاروں باتیں اُس میں موجود ہوتی تھیں) نہ اُس میں شور و شغب ہوتا تھا نہ کسی کی عزت و  
 آبرو اتاری جاتی تھی، اُس مجلس میں اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تھی تو اُسکو شہرت نہیں دی جاتی  
 تھی، آپس میں سب برابر شمار کئے جاتے تھے ایک کو دوسرے پر فضیلت تقویٰ سے ہوتی تھی، ہر شخص دوسرے کے



ابن حبیب ثنا بن زید الرقاشی عن النس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج علی  
 رجل رث وقطیفہ تکنا نری ثمنہا اربعۃ دراهم فلما استوت بہ راخلتہ قال لکبیک  
 بختہ لا سمعۃ فیہا ولا ریاہ حد ثنا اسحاق ثنا عبد اللہ بن زراق ثنا عمر بن ثابت  
 البنانی وعاصم الاحول عن النس بن مالک ان رجلا خیا طاعا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فقبول لثریدا علیہ دباء وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأخذ النمل  
 وكان یحب الدباء قال ثابت فسمعت النسا یقول فما صنع فی طعما قد ر علی  
 ان یصنع فیہ دباء الا صنعہ حد ثنا محمد بن اسمعیل ثنا عبد اللہ بن صالح  
 حدثنی معاویہ بن صالح عن عیسیٰ بن سعید عن حمزۃ قلت قیل لعائشۃ  
 ما اذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ قالت کان یشتر من البشر

صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت پھوں پر کمال رحمت معلوم ہوتی ہے۔  
 نمبر ۱۱ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا جس پر  
 ایک کبوتر تھا جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درہم ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے ہوئے کھڑے ہو کر  
 اس کجاوہ پر بارشہرت سے برا فرمایا تو یہ حدیث اسی باب میں پانچویں نمبر پر گذر چکی ہے۔  
 نمبر ۱۲ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت  
 کی، کھانہ میں خرید لیا اس پر کدو پڑا ہوا پیش کیا حضور کو چونکہ کدو مرغوب تھا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر  
 سے کدو نوش فرمائے گئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا تیار  
 نہیں کیا گیا جس میں مجھے کدو دلائے کی قدرت ہو اور اس میں کدو نہ لایا گیا ہو، وف زید شوریہ میں  
 بھیگی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں، یہ قصہ حضور کے سالن کے باب کی گیارہویں حدیث میں بھی گذر چکا ہے  
 وہاں بجائے زید کے شوریہ روٹی کا ذکر ہے، ممکن ہے کہ دو قول چیزیں ہوں یا شریہ اسکو مجازا کہہ دیا ہو  
 یا اس حدیث میں شوریہ باروٹی اجزاء کے لحاظ سے کہہ دیا ہو۔

نمبر ۱۳ عمرہ کہتی ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ





ذکرنا الطعام ذکروه معنا فکل هذا احد ثلثه عن النبي صلى الله عليه وسلم  
 حدثنا اسحاق بن موسى ثنا يونس بن بکی عن محمد بن اسحاق عن زیاد  
 ابن ابی زیاد عن محمد بن کعب القتيبي عن عمرو بن ابی العاص قال کان رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم يقبل بوجهه وحده یتنه على انظر القومیتا الفهر من ذلك فكان  
 يقبل بوجهه وحده یتنه على سقی طهنت انی خیر القوم فقلت یا رسول الله انا خیر  
 وابوبکر فقال ابوبکر فقلت یا رسول الله انا خیر ام عمر فقال عمر فقلت یا رسول الله  
 انا خیر ام عثمان فقال عثمان فلما سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فصدقني  
 صدقني

اشر استعمال اللفظ  
 فيه قبيل وقيل ليقال  
 انشوا الا في لغة ردية ۱۲۴

ہماری ساتھ عاید رہے۔ دلہا ری اور بے تکلفی فرماتے تھے جس قسم کا ذکر کر رہے تھے تھے حضور بھی ہمارے ساتھ  
 ویسا ہی ذکر فرماتے تھے، جب ہم نے آپ کو دیکھا تو دیکھتے تھے حضور بھی اس قسم کا ذکر کر رہے تھے، اور جو وقت  
 آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے حضور آخرت کے ذکر سے فرماتے جب کچھ کھانے پینے کا ذکر ہوتا تو حضور بھی ویسا ہی  
 ذکر فرماتے یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا ذکر کر رہا ہوں اس خیر جملہ کا ترجمہ پیش کر دے گا کہ اس کا  
 یہی ہو گا کہ اگر ایسا کہ بندہ ناجائز نہ نزدیک شروع حدیث میں حضور کے کیا حالات سنوں گی ساتھ میں  
 اور ترجمہ یہ کہ حضور کے ہر نوع کے حالات سننا سکتا ہوں اس لئے جس قسم کے ذکر کی درخواست کرو وہ سنوں  
 منصب عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہنے ہیں کہ قمر کے بدترین شخص کی طرف بھی حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم تالیف قلوب کے خیال سے اپنی توجہ اور اپنی کلام مبذول فرماتے تھے چنانچہ خود میری طرف حضور کی  
 توجہات عالیہ و کلام باریع ایسا رہتا تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں قمر کا بدترین شخص ہوں جس کی طرف حضور سب  
 سے زیادہ توجہ فرماتے ہیں، میں نے اسی خیال پر ایک دن دریافت کیا کہ حضور میں افضل ہوں یا ابوبکر رضی اللہ  
 عنہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر پہلے میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ حضور نے فرمایا کہ تم پھر  
 میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عثمان رضی اللہ عنہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عثمان، جب میں نے حضور سے  
 تسبیح پوچھا تو حضور نے بار عبادت صحیح صحیح فرمایا میری مدارت میں مجھے افضل ہیں فرمایا مجھے اپنی اس حرکت  
 پر مجھ میں مذمت ہوئی اور یہ خیال ہو کر مجھے ایسی بات ہرگز نہیں پوچھنی چاہئے تھی، وہ یہ ولا حضور کی

فلو ددت انی لم اكن سالت محمدا ثنا قتیبہ بن سعید ثنا جعفر بن سلیمان الضبی  
عن ثابت عن النس بن مالک قال قال حد مت رسول الله صلى الله عليه وسلم  
عشر سنين فما قال لي اف قط وما قال لشيء صنعت لم صنعت وما لشيء تركت  
لم تركت وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست  
خرا ولا حبرا ولا شيئا كان الين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شمت  
مسكا قط ولا عطر اكان اطيب من عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم حد ثنا  
قتیبہ بن سعید و احمد بن عبد الله هو الضبی والمعنى واحد قال ثنا احمد بن

الضبی بضم المجرمة  
وقطر الموحدة نسبة الى  
ضبیة بن قیس الضبیة  
ابن ربيعة كل في هامش  
الترمذی ب ۱۳۰

لے قط بفتح قاف وتشد بلا  
طاء مضمومة كن في اصول  
ای بدل وی التوكید نفی  
الماضی ۱۲۰

س الضبی بفتح الضاد  
المجرمة والباء المكسورة  
المشدة لنسبة الى بنی  
ضبة وهو جماعة ۱۲۰

خاص توہم کی بنا پر اپنے کو سب سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہ پہلی طویل روایت سے معلوم ہو چکا  
ہے کہ حضور کی عادت شریفہ افضل کے ترجیح دینے کی تھی، لیکن بسا اوقات تالیف قلب کے خیال  
سے مدارات میں غیر افضل کو بھی ترجیح دیجاتی تھی، یہ ترتیب سوال کی اس بنا پر ہے کہ خود حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الناس جانتے تھے،  
چنانچہ احادیث میں اس کی تصریح آتی ہے کہ ہم حضور ہی کے زمانہ میں سب سے زیادہ حضرت ابو بکر  
رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے۔۔۔

منہ انس بنی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے  
مجھے کبھی کسی بات پر حضور نے افواہ تک بھی نہیں فرمایا نہ کسی کام کے نہ کسے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور اس طرح کبھی  
کسی کام کے نہ کسے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے  
ایسی ہی خلق کے اعتبار سے بھی تھے کہ میں نے کبھی کوئی ناشی کپڑا یا خالص شیم یا اور کوئی نرم چیز ایسی نہیں  
چھوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے نرم ہو میں نے کبھی کوئی مشک یا کوئی عطر حضور  
کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا یہ کوئی مباخذہ میر یا اعتقادی بات نہیں حضور  
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کر کے خوشبو کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا جس سے آپ صاف  
کرتے تھے تمام دن اس سے ہاتھ سے خوشبو ملتی تھی۔۔۔

زید عن سلم العلوٰی عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ  
 کان عندہ رجل بہ اثر صفرة قال وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکاد یواجه  
 احدا بشئ یکفہ فلما قام قال للقوم لو قتلتمہ بدعہ ہذہ الصفرة حل لنا محمد  
 ابن یسار ثمال محمد بن جعفر ثمال شعبۃ عن ابی اسحاق عن ابی عبد اللہ الحلجی  
 واسمہ عبد بن عبد عن عائشۃ انہا قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئة السیئة  
 ولكن یعفو ویصفح حل ثمال ہرون بن اسحاق الہمدانی ثمال عبد بن ہشام  
 ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بیلہ شیئا قط الا ان یجاہد فی سبیل اللہ ولا ضرب خادما ولا امرأۃ حل  
 احمد بن عبد الصبی ثمال فضیل بن عیاض عن منصور عن الزہری

سلم بفقہ فسكون  
 قالہ القاری ہو سلم بن  
 قیس العلوٰی البصوی  
 والعلوی نسبة لقبیۃ  
 بنی علی بن ثوبان  
 قالہ المناوی ۱۲۰  
 سلم المجدلی بفقہ المجیم  
 والد ال منسوب الی  
 قبیلۃ جدیلۃ ۱۲۱

منہ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس پر زورنگ کا عفرانی کپڑا  
 تھا حضورؐ کو شخص کی کوئی بات ناپسند نہ ہوتی تو اکثر بلا ضرورت منہ در منہ اسکو منع نہیں فرماتے تھے، جب وہ  
 شخص چلا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم لوگ اسکو زور کپڑے سے منع کر دیتے تو اچھا ہوتا۔ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم امت پر شفقت کی وجہ سے اس طرح خصوصیت سے اسلئے نہیں روکتے تھے کہ کبھی اسکے انکار یا اعتراض  
 کا سبب بن جاوے جس سے گفت و گو توبہ پر منتج ہو جائے اگر ان امور سے اطمینان ہوتا تو منع بھی فرمادیے جتنا چاہے  
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو ایسے ہی کپڑوں کو حضورؐ نے خود منع فرمادیا تھا، (وغیرہ وغیرہ)

منہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش کو تھوہ نہ تکلف  
 فحش کوئی اور سخت کلامی فرماتے تھے نہ بازاروں میں چلا کر خلاف وقار باتیں کرتے تھے بُرائی کا بدلہ بُرائی  
 سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرماتے تھے اور درگزر فرماتے تھے،

منہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک  
 سے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو نیکیاں نہ پہنچائی کسی خادم کو نہ کسی عورت (یعنی باندی وغیرہ کو)

عن عروۃ عن عائشۃ قالت ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منتصرا من مظلمۃ ظلمہا قط ما لم یبتہک من محارم اللہ لعل فیہ فاذا انتہاک من محارم اللہ تعالیٰ شیء کان من اشدہم فی ذلک غضبا وما خیر بین امرین الا اختار الیسر وما مالو یکن ما تم لحد ثنا ابن ابی عمیر ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن عروۃ عن عائشۃ قالت استاذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ فقال بئس ابن العشرۃ او اخر العشرۃ لئلا یرد لہ قال ان لہ لاقول فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ما قلت ثم انت لہ لاقول فقال یا عائشۃ ان من شر الناس من ترکہ الناس او ودعہم الناس اتقاء فحشہ

مشکوٰۃ ردی ۱۲

لہ مظلمۃ یکسو الامر اسلما  
لما تطلب من الظالم واما  
اخذ منك وبقدر الامر وکذا  
ظلم وقیل بالکسر والقبح  
الظلم و هو وضع الشئ فی  
فیہ محلہ قالہ القاری ۱۳  
تظلمہا بصیغۃ المجرول  
والضمیر المستتر ارجع  
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم والظلم متعدا لی  
مفعول واحد فلا یظهر  
لتعنی ظلمہا بناب الضمیر  
المنصوب وچہ الا ان یقال  
بنزع الحافض قالہ القاری ۱۴  
لہ رجل قبل اسمہ عیینۃ  
ابن حصن وقیل مخوفه ورا  
یبعد تعدد القضیۃ ویکو  
اسلم حیثین وان کان اسلم  
ظاہرا قالہ القاری قال  
المنادی قال لخطیبہ عیاض  
و غیرہما الصمیمان عیینۃ  
قالو ویبعد ان یقول هذا  
فی حق مخوفۃ لانه من خیال  
الصحابۃ ۱۵

**منہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ نہیں لیتے تھے البتہ اللہ کے دین کی حرمتوں میں کسی کی بے حرمتی ہوتی تو حضور زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دوا مروں میں اختیار رکھ جاتے تھے تو ہمیشہ سہل کو اختیار فرماتے تا وقتیکہ اس میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ نہ ہو ف نیکوئی کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنگ حنین جب عقبہ زبیرؓ پر تھم چلا آیا اور آپ کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور حجرہ افریقہ اور وہ ہو گیا تو بعض حاضرین نے عرض کیا کہ اس موذی کے لئے بد دعا فرماؤں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ ناواقف ہیں۔

**منہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سے ایک شخص نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے قبیلہ میں بُرا آدمی ہے، اور اسکو حاضری کی اجازت بھی مرحمت فرمادی اُسکے اندر آئے پھر اُس کیسا تھا نہایت نرمی سے باتیں کیں، جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ حضور نے اُس کے بارہ میں، ول یہ لفظ فرمایا تھا پھر اسقدر نرمی سے کلام فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ عایشہؓ بدترین لوگوں میں وہ ہے کہ لوگ اُس کی بدکلامی کی وجہ سے اُسکو چھوڑ دیں، ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم کلامی تالیف قلب اور اُس کے مانوس کرنے کے لئے فرمائی نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

حل ثنا سفیان بن وکیع ثنا جمیع بن عمر بن عبد الرحمن الجعفی حدثنی  
رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہاشم بن عبد اللہ عن ابن ابی ہاشم عن  
الحسن بن علی رضی اللہ عنہما قال قال الحسن بن علی سألت ابی عن سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فی جلسائہ فقال کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائم البشر سهل الخلق لیس الجانب  
لیس بفظ ولا غلیظ ولا حناب ولا فحاش ولا عیب ولا مشاح یتغافل عما یشئ  
ولا یؤیس منه ولا یجیب فیہ قد ترک لنفسہ من ثلاث المراء والاکبار وما لا یعنیہ  
وترک الناس من ثلاث کل لای ذم احد ولا یعیب ولا یطلب عورۃ ولا یتکلم  
الا فیما رجا ثوابہ واذا تکلم اطلق جلسائہ کما نما علی رؤسہم الطیر فلا اسکنت تکلموا  
الا طرا فان یقبل بمرہ الی صدرہ ویسکت ساکتا ۱۲ نہایت

لہ مشاح بضم المیم  
وتشدید النحاة فاعل  
من مفاعلة الشیء ہو الجلی  
وفی نسخة جمیعہ بدلہ  
ملاح ای لم یکن ہبالغا  
فی المدح وفی آخری ولا  
مزاح قال القاری ۱۳  
لہ الاکبار کسر فسکون  
فموجدة استعظام النفس  
فی الجلو من المشی وغیرہ  
وفی نسخة الاکثار واختارہ  
القاضی عیاض فی شفاہ  
والمراد بہ اکثار الکلام ۱۴

کی عادت نہ رہے بھی نرم کلامی کی تھی اور اس کے آنے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو اس امر پر  
متنبہ بھی کر دیا کہ حضور کے اس طرز کی وہ سے اُسکو مخلص نہ سمجھیں وہ کچھ بھلا آدمی نہیں ایسا نہ ہو کہ اس  
دھوکہ کی وجہ سے کسی مضرت میں پڑ جاویں۔

**منہ ۹** امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام حسین نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علی  
رضی اللہ عنہ سے حضور کا اپنے اہل مجلس کی ساتھ طرز پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہمیشہ خند پیشانی خوش  
خلق کیساتھ متصف رہتے تھے کسی بات میں آپ کی موافقت کی ضرورت ہوتی تو سہولت سے موافق ہو جاتے  
تھے نہ آپ بد خو تھے نہ سخت گواور سخت دل نہ آپ چلا کر کہتے تھے نہ بد کلامی فرماتے تھے نہ عجیب گیر تھے نہ پسند  
بات سے اعراض فرماتے، دوسرے کی کوئی خواہش آپ کے پسند نہ آتی تو اس کو مایوس بھی نہ فرماتے اور صاف  
جواب بھی نہ دیتے تھے آپ نے تین باتوں سے اپنے آپکو مبرا فرما رکھا تھا جھگڑے سے اور تکبر سے اور بیکار  
بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو پلکھاتھا نہ کسی کی مذمت فرماتے نہ کسی کو عجیب لگاتے نہ کسی کو عیب  
تلاش فرماتے آپ صرف وہی کلام فرماتے جو باعث اجر ہوتی جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے صحابہ سطر  
گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے انکے سروں پر پرندے بیٹھتے ہوں، حب آپ چپ ہو جاتے تب وہ حضرات کلام کرتے



لا یقیناً زعموا عندہ الحدیث ومن تکلم عندہ انصتوا الحق یفرخ حدیثہ عندہ  
 حدیث اولہم یضاحک مما یضحکون منه ویعجب مما تعجبون ویصبر للغریب  
 علی الجفوة فی منطقہ ومسلاتہ حتی ان کان اصحابہ یستعجلونہم ویقول اذا راہتم  
 طالب حاجۃ یطلبہا فارقدوہ ولا یقبل الثناء الا من مکافی ولا یقطع علی احد  
 حدیثہ حتی یجوز فیقطعہ ہاوی او یمان حدیثا محمد بن بشر انہ سئل عن عبد الرحمن  
 ابن مہدی ثنا سفین عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ  
 یقول ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قاطعاً فقال لا حدیثاً

لہ مجوز بالجیم والزاوی  
 ای تجاوز عن الحدیث  
 نسخۃ بالجیم والراء من  
 المجور والمیل ۱۲  
 ۱۳ فقال بینہ الحدیث  
 السابق بانہ لم یروہ الا  
 بہاوی ویمسور من القول  
 ولنعم ما قبل ۱۴  
 ما قال لا قط الا فی تشہدہ  
 لولا اللہ ہل کانت لہ نعماء

اپکے سامنے کسی بات میں نزل نہ کرتے آپ سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک  
 سب ساکت رہتے ہر شخص کی بات (تو ہر سے سننے میں ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو یعنی پہلے ہی  
 کسی کی بات نہیں سنی جاتی تھی) جس بات سے سب ہنسنے آپ بھی ہنسنے فرماتے، اور جس سب لوگ تعجب کرتے  
 تو آپ بھی تعجب میں شریک رہتے یہ نہیں کہ سب الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں مسافر آدمی کی سخت گفتگو  
 اور بے تیزی کے غرض ہر سوال پر صبر فرماتے اسی لئے بعض صحابہ آپ کی مجلس اقدس تک مسافر و کولیگیا  
 کرتے تھے (تاکہ انکے جا بجا ہر قسم کے سوالات سے خود بھی منتفع ہوں) اور وہ امور جو آپ کی وجہ سے یہ حضرات  
 خود نہ پوچھ سکتے تھے وہ بھی معلوم ہو جاویں) آپ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو  
 دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو اگر آپ کی کوئی تعریف کرے تا تو آپ اس کو گوارا نہ فرماتے البتہ اگر بطور  
 شکریہ و لادراہسان کے ذیل میں کوئی آپ کی تعریف کرے تا تو آپ سکوت فرماتے کسی گفتگو قطع نہ فرماتے البتہ اگر کوئی حد سے  
 تجاوز کرنے لگتا تو اس کو روک دیتے یا کھڑے ہو جاتے تاکہ وہ خود رک جائے یہ حدیث گزشتہ باب کی ساتویں حدیث  
 کا کراہیہ مفصل روایت جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام سوالات ہیں شفاء فی غیاض میں جو ہیں  
 امام ترمذی نے حسب مناسبت مقام خاص خاص جز تحریر کئے ہیں،

ممنہ ۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کے کوئی چیز  
 مانگنے پر انکار نہیں فرمایا اگر اس وقت موجود ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرما لیتے

عبداللہ بن عمران ابوالقاسم القوشی المکی ثنا ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب  
عن عبید اللہ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس  
بالخیر وکان اجود ما یمکن فی شہر رمضان حتی ینسلخ فیاتیہ جبریل فیعرض علیہ  
القرآن فاذا القید جبریل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من  
الرجل المرسلۃ حل ثنا قتیبۃ بن سعید ثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن  
النسائی بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ید خرسیناً الغد حل ثنا  
ھرون بن موسی بن ابی علقمۃ القروی المذنی حدثنی ابی عن ھشام بن  
سعد عن زید بن اسلم عن ابی عن ھمیر بن الخطاب ان رجلاً جاء الی رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسأله ان یعطیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عذری

۱۔ اجود بالخیر ای سخی  
بذل الخیر من السخیج  
المرسلۃ فانہا یشترعنها  
جود کثیر لانہا تنشر السحاب  
وتملأ ہامہا ثم تبسطها  
لتعم الارض فیحباب  
الموات وینجز النبات و  
تعبیرہ بافعل رض وکونہ  
اعطی جوداً منہا لانہا قد  
تخلو عن المطر وہو علیہ  
السلام لا ینفک عن المطر  
۲۔ الفروی بفتح الفاء و  
سکون الواو نسبتہ الی  
فرواس بن محمد ۳۔

یا اُس کے حق میں دعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہ اُس کو کسی اور طریقہ سے عطا فرماویں۔

**مذہب ۱۱** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ  
ہر وقت سخی تھے بالخصوص رمضان المبارک میں تمام ماہ اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے اُمیں۔ بھی  
جو وقت حضرت جبریلؑ تشریف لاکر آپ کو کلام اللہ تشریف سُناتے اُس وقت آپ بھلائی اور نفع پہنچا نہیں  
تیز بارش لانیوالی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے، و ترمذی کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ہزار روپیہ سے زیادہ ہوتے ہیں  
کیس سے آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بورے پر ڈلوادے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کر دے  
ختم ہو جانے کے بعد ایک سال آیا جس کا قصہ تیسری حدیث میں حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں آ رہا ہے۔

**مذہب ۱۲** انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو ستروں کیو اسطے کسی چیز کو  
ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرمادیتے۔ ۱۲

**مذہب ۱۳** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سی ضرورت مند نے حضورؐ سے کچھ سوال کیا آپ نے  
ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو اُس وقت کچھ موجود نہیں تم میرے نام سے خرید لو جب کچھ آویگا تو میں دے دوں گا

شیء ولكن ايتبع علي فاذا جاءني شيء قضيتہ فقال عمر يا رسول الله قد اعطيتہ فما  
 كلف الله ما لا تقدر عليه ففكره النبي صلى الله عليه وسلم قول عمر فقال رجل من  
 الانصار يا رسول الله انفق ولا تخف من ذي العرش اقلنا فتبسم رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم وعرف البشرفي وجهه لقول انصارى ثم قال هذا امرت  
 حد ثنا علي بن محبوبنا شريك عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن السريبيع  
 بنت معوز بن عفره قالت اتيت النبي صلى الله عليه وسلم بقناع من رطب واجز غب  
 فاعطاني ملائكة فحلبوا وذهبوا حد ثنا علي بن خشر او غير واحد قالوا انا عيسى بن يوسف عن  
 هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقبل اليها ويثيب عليها  
**باب ما جاء في حياء رسول الله صلى الله عليه وسلم**

له قد اعطيتہ او السائل  
 قبل هذا واعطيت الميسو  
 من القول وهو قولك عندك  
 شيء قال المناوي قلت و  
 يحتمل ان يكون الضمير الى  
 المال والقصة مختصرة  
 وفي شهر الحبيب عن الترمذي  
 انه الى اليه تسعون الف  
 درهم فوضعت على حصير  
 فنادى سائل حتى فرغ منها  
 فجاءه رجل فسأله فقال  
 ما عندى شيء ولكن ايتبع  
 عليا لحد يث فيحتمل ان  
 يكون المرجم ذلك المال  
 الذي قسمه صلى الله  
 عليه وسلم ۱۲۱  
 علي بن حجر المحمدي  
 بسنداه ومثله ففكر تقدم  
 في الخواب ففكره النبي  
 صلى الله عليه وسلم الا ان  
 الرواية هناك بالشك و  
 ههنا بلفظ وذهبوا ۱۲

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ دے چکے ہیں وسعت سے زیادہ کا آپ کو  
 حق تعالیٰ شانہ نے مکلف نہیں بنایا حضور کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ پسند آیا تو ایک انصارى  
 صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جس قدر جی چاہے خرچ کیجئے رب العرش سے کسی کا اندیشہ نہ کیجئے، حضور کو  
 ان کا عرض کمر پسند آیا اور حضور نے بسم قول یا جس کا اثر چہو مبارک پر ظاہر ہوتا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ  
 حق تعالیٰ شانہ نے بھی اسی کا حکم فرمایا ہے۔ ۱۲۱

**منہ ۱۲۲** ریح کہتی ہیں کہ ہر ایک طباقی کجور و نکا اور کچھ چھوٹی چھوٹی چلی چلی ککڑیاں لیکر حاضر خدمت  
 ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ اپنا دست مبارک بکھر کر سونا اور زلور مرحمت فرمایا  
 یہ حدیث حضور کے میوہ کے ذکر میں گزر چکی ہے۔ ۱۲۲

**منہ ۱۲۳** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر یہ قبول فرماتے تھے  
 اور سپر بردہ بھی دیا کرتے ف کمال خلق ہے کہ ہر یہ واپس کرنے میں دوسری کی دشمنی کا خیال ہے اور ہر یہ  
 نہ دینے میں اس کو کوئی نفع نہیں اس لئے اس صورت میں کسی دلداری بھی ہوگئی اور کوئی نقصان بھی نہ ہوا  
**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حياء کا ذکر**

حد ثنا محمود بن غیلان ثنا البوداؤد ثنا شعبۂ عن قتادۃ قال سمعت عبد اللہ  
ابن ابی عتبۃ یحدث عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم اشد حياء من العزراء فی خلدھا وکان اذا ذکرۃ شیئا نحو فناء فرج  
حد ثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع اذاسفیان عن منصور عن موسی بن  
عبد اللہ بن یزید الخطمی عن مولی لعائشۃ قال قالت عائشۃ ما نظرت الی فرج  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقلت ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط  
باب ما جاء فی حجامۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

لہ الخطمی بفتح معجمۃ  
وسکون مہملۃ تنسیبۃ  
الی خط قبیلۃ من العرب

ف، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کمال درمختی پر تھا جس باب کو شروع کیا جاوے اس میں  
آپ کے اوصاف کے لئے الفاظ کا حقہ میسر نہیں ہوتے آپ کی حیا کے واقعات دوچار نہیں ہیں سیکڑوں واقعات  
اس کے شاہد ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ کثرت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ  
نہیں جاتے تھے یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کسی سے بالمقابل نہیں ہوتے تھے، امام ترمذی نے بھی  
مؤلفہ اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

منہ ۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیا میں کنواری  
لڑکی سے جواب پتہ پردہ میں ہو کہیں نہ ملے ہوئے تھے، جب حضور کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرہ سے  
پہچان لیتے حضور انہما را پسندیدگی نہ فرماتے،

منہ ۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کی حیا را دوستی کی وجہ سے مجھے کبھی آپ کے  
محل شرم دیکھنے کی ہمت نہیں پڑی اور کبھی نہیں دیکھا، ف جب حضور کی شرم کی وجہ سے ہمت نہیں پڑی  
تو خود حضور کو کیا دیکھتے، چنانچہ ایک دوسری روایت میں اسکی بھی نفی ہے جب حضرت عائشہ باوجودیکہ تمام  
بیسیوں میں سب سے زیادہ بے تکلف تھیں انکایہ حال ہے تو اور و نکا تو کیا ذکر چنانچہ حضرت ابن عباس  
کی روایت میں ہے کہ حضور کے محل شرم کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگی بچنے لگوانے کا ذکر

حد ثنا علی بن محمد ثنا اسمعیل بن جعفر عن حمید قال انس بن مالک  
 عن کسب الحجاء فقال انس اجمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حجاء بوطیبة  
 فامر له بصاعين من طعام وکلوا اهل فوضعوا عنده من خراج وقال ان افضل  
 ماتل ویتیم بالحجامة او ان من امثل دواکم الحجامة حد ثنا عمرو بن علی ثنا  
 ابو داود ثنا ورقاء بن عمر عن عبد الرحمن بن ابی حمیلہ عن علی بن النبی صلی الله  
 علیه وسلم اجمعوا امری فاعطیت الحجاء اجرة حد ثنا ابرو بن اسحاق الرمیانی  
 ثنا عبد الله عن سفیان الثوری عن جابر بن الشعیب عن ابن عباس خذ قال  
 ان النبی صلی الله علیه وسلم اجمع فی الاخذ عین وین الکتفین واعطی الحجاء

لہ خراج بقیۃ الحجاء المعجمة  
 ما یوظف علی المملوک کل  
 یوم ولفظ کلمہ مشعور بالشفا  
 دون الامر ۱۳۱

ف اس باب میں مصنف نے چہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

**منہب ۱** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سینگی لگوانے کی اجرت کا مسئلہ پوچھا کہ جائز ہے  
 یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ بوطیہ نے حضور کے سینگی لگائی تھی آپ نے دو صلہ کھانہ (ایک روایت میں کہ جو بھی آتا)  
 مرحمت فرمایا اور ان کے آقاؤں سے سفارش فوا کہ ان کے زہجو محصول تھا انھیں کمی کرادی اور یہ بھی ارشاد فرمایا  
 کہ سینگی لگانی بہترین دوا ہے ف محصول سے یہ مراد ہے کہ ظلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اتنی  
 مقدار روزانہ ہمارے حوالہ کر دیا کہ بقیہ سے ہیں کچھ کام نہیں وہ تمہارا اس طرح کا ظلام عبد ماذول کہلاتا ہے  
 انکار روزانہ تین صلہ مقرر تھا حضور کی سفارش سے ایک صلہ کم ہو کر دو صلہ وہ گیارہ صلہ میں علماء کا  
 اختلاف ہے فقہاء حنفیہ کے نزدیک تقریباً چار سیر وزن کا ایک صلہ ہوتا ہے

**منہب ۲** حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگی لگوائی اور  
 مجھ کو مسکی مزدوری دینے کا حکم فرمایا میں نے اسکو ادا کیا۔

**منہب ۳** ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور نے گردن کی ہونوں جانب پچھنے لگوائے اور دونوں شانوں کے  
 درمیان اور اسکی اجرت بھی مرحمت فرمائی اگر نا جائز ہوتی تو حضور کیسے مرحمت فرماتے، ف چونکہ سینگی  
 لگانے میں منہ سے خون کھینچنا پڑتا ہے اسوجہ سے بعض حدیثیں اسکی اور اس پیشہ کی بُرائی آتی ہے جس

اجرت لو کان خراجا لم یعطہ حل ثناہرون بن اسحاق ثنا عبدہ عن ابن ابی لیلی عن یافع  
عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا جماعا فحجہم و سألکم خراجک فقال  
ثلثتا صم فوضع عنہ صاعا واعطاه اجرہ حل ثنا عبد القدوس بن محمد بن اعطاس  
البصری ثنا عمرو بن عاصم ثنا ہمام وجیر بن حازم قال انما قتادة عن انس بن مالک  
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحجم فی الزخارین والکاهل وکان یحجم لیسبع  
عشرة وتسع عشرة و احدی وعشرین حل ثنا اسحاق بن منصور انک عبد اللہ بن الزرق عن  
معمر بن قتادة عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحجم و یحجم لہ و یحجم لہ  
باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ و ہو محرم کرہ مالک  
مطلقا و الحدیث حجة  
علیہ و قالت الحنفیة  
انہ اس فی احتجام المحرم  
مالہ ینقض شعرا ۱۲  
لہ و یحجم لہ و یحجم لہ  
بین مکة والمدینة علی  
سبعة عشر میل و من  
المدینة ۱۴

بنی بعض علماء اسکی اجرت کو ناجائز فرماتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ ان پر اعتراض فرماتے ہیں کہ اگر یہ ناجائز  
ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مرحمت فرماتے،  
منہ ۱۳ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک سینگ لگائی وہ اسے کورایا جس نے آپ کے سینگ  
لگائی حضور نے اس سے اسکا روزانہ محصول دریافت فرمایا تو انھوں نے تین صلے بتلایا حضور نے ایک  
صلے کم کر دیا اور سینگ لگائی اجرت مرحمت فرمائی ف بظاہر یہ وہی ابو طیبہ ہیں جن کا قصہ باب  
کی پہلی حدیث میں گذر چکا۔

منہ ۱۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردن کی دو توبی  
جانبوں میں ورہہ دو شانوں کے درمیان سینگ لگواتے تھے اور عموما ۱۱ یا ۱۲ تاریخ میں سکا استعمال فرما  
تھے ان تاریخوں کی اور بھی بعض روایات میں خصوصیت آئی ہے۔

منہ ۱۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن ملل میں  
(جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے) حالت احرام میں پشت قدم سینگ لگوائی ف حالت احرام  
میں سینگ لگوانا بعض ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بال نہ کھڑے ہیں۔  
باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض نام اور بعض القاب کا ذکر



حدیثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیرہ واحد قالوا ثنا سفین عن الزهري  
عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحي الذي يمحو الله به الكفر وانا الحاشية  
الذي يحشر الناس على قدمي وانا العاقب والعاقب لذي ليس بعد نبي <sup>هذا قول البخاري</sup> حدیثنا  
محمد بن طريف الكوفي ثنا ابو بكر بن عياش عن عاصم عن ابي واثل عن حفصة  
قال لقيت النبي صلى الله عليه وسلم في بعض لحوق المدينته فقال انا محمد وانا احمد

نظر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے القاب معنی کے محاط سے تعظیماً اور تعریفاً استعمال کر گئے ہیں  
چنانچہ ترمذی کی شرح میں ابن العربی سے ایک ہزار نام نقل کئے جاتے ہیں لیکن مصنف نے اپنی عادت کی موافق  
مختصر مختصر نمونہ رکھ کر بطور حدیث وارد کی ہیں اس سلسلے اس باب میں بھی صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی جنہیں نو نام آگئے  
منہب ۱۔ جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں مغلہ  
آگے محمد ہے اور احمد ہے اور احمی ہے جسکے معنی مٹا دینا والے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے میرے ذریعہ کفر کو مٹایا  
اور ایک نام حاشیہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت میں حشر کے لئے سب سے پہلے پکواٹھاویں گے اور تمام  
امت آپ کے بعد حشر کی جائے گی تو گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے حشر کا سبب بنے اور  
ایک نام میرا عاقب ہے جس کے معنی پیچھا آنے والے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء  
سے پیچھے تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔۔۔

منہب ۲۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور سے راستہ میں ملا حضور تشریف لیا رہے تھے، تذکرہ  
حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور احمد ہے اور بنی الرحمتہ ہے یعنی حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ذات والا  
صفات کو مسلمان اور کافر سب کے لئے باعث رحمت بنایا ہے (چنانچہ خود قرآن شریف میں وما ارسلناک  
الا رحمتہ للعالمین ارشاد ہے مسلمانوں کے لئے آپ کا رحمت ہونا ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا  
وسیلہ ہے، کفار کے لئے اس لئے کہ حضور کے الطاف و شفقت کی وجہ سے پہلی امتوں کی طرح اس امت پر عذاب  
نازل نہ ہوا، اور نیز جب تک آپ کے دین کا بقا رہیگا اس وقت تک عالم کا ظاہر باقی رہیگا جس وقت تمام دنیا میں ایک

وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَأَنَا الْخَاشِعُ وَنَبِيُّ الْمُرَحِّمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ  
ثَنَا النُّصْرِيُّ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ زُرَّ عَنْ حَظِيفَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ هَكَذَا قَالَ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ زُرَّ عَنْ حَظِيفَةَ  
**بَابُ مَا جَاءَ فِي عِيشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سَمَاءَ بْنِ حَوْبٍ قَالَ سَمِعْتُ

بھی اللہ کا نام لینے والا باقی نہ رہیگا نظام عالم دہم پر ہم پر ہو کر قیامت قائم ہو جاوے گی) نیز ایک نام میرا نبی التوبہ ہے  
اگر آپ کی امت کے لئے صرف توبہ اپنے شر اظہار کی ساتھ گناہوں کی معافی کے لئے کافی کر دی جائے بخلاف بعض ام  
سابقہ کے کہ قتل نفس وغیرہ اس میں شرط تھا) ایسے ہی ایک نام مقفی ہے (یعنی سب سے پیچھے آنے والا  
جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، یا پہلے انبیاء کا تہلیل کرنے والا علماء نے دونوں معنی لکھے ہیں، دوسرے معنی کا  
یہ حاصل ہے کہ اصل توحید اور اصول دین میں آپ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موافق تھے  
ایک نام حاشر ہے جس کا مطلب گذشتہ حدیث میں گذر چکا، ایک لقب آپ کا نبی السلام ہے (یعنی وہ نبی  
جس کی امت میں ہمارا زیادہ ہوگا اور ہمیشہ رہیگا، چنانچہ آپ کی پیشین گوئی ہے کہ میری امت میں جہاد  
قیامت تک رہیگا، حتیٰ کہ آخر حصہ امت دجال سے قتال کرے گا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ان اسماء کو خاص طور سے اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ نام پہلی کتابوں میں پیشین گوئی کے طرز پر لکھے ہوئے تھے اہل کتاب  
ان اسماء والقباب وصفات سے آپ کو پہچانتے تھے۔۔۔

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گزراوقات کا ذکر**  
ف یہ باب پہلے ہی گذر چکا ہے بعض نسخوں میں سب روایات ایک ہی جگہ ذکر کی ہیں مقام کمنا سب  
بھی یہی بات ہے لیکن جو نسخے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں یہ باب مکرر پایا جاتا ہے اگر نقل کرنے والوں  
کی غلطی سے ایسا نہیں ہوا تو بہت ممکن ہے کہ خود امام ترمذی نے کسی جملہ صحت سے اس کو مکرر لکھا ہو غور و متفرق  
مصلح اس کی سمجھ میں آتی ہیں مصنف نے اس موجودہ باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں سے بعض  
مکرر ہیں جو پہلے ابواب میں گذر چکی ہیں۔۔۔

اسے ہکذا کے ذکر کے بعد  
السنن الثانی مکان الاختلاف  
بین السنن بن تم نبیہ  
ہیں الکراہ علی محل الخاف  
بان حماد بن سلمہ لم یقل  
عن عاصم عن ابی واثق  
کما قال ابو بکر بن عیان  
بل ذکرہ ابی واثق  
زما، ۱۱

ابو حاتم نے انہیں  
مکروہ تقدیم اور ان کتاب  
والمشک ان زیادات  
بعض الاحادیث فی باب  
الاجوب تک اذ العنوان  
وبعضہم ذکر وہنا  
توجہات متکلفہ ۱۲  
سے حدیث ثقیفہ تاج الخصال  
بسننہ ومنتہ مکرر تقدیم  
فی باب صفۃ اداء النبوی  
صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۲ قاری " ما شئتہم صفة مصلح  
مخوف ای الستمین  
فی طعام وشراب مقدار  
ما شئتہم فہا موصولة  
ویجوز ان یكون مصدریۃ  
۱۲ قاری "

۱۳ عبد اللہ بن ابی زیاد  
بالاضافة فی لفظ الجلالة  
فہا فی بعض النسخ بدو نہ  
تصحیف من الناسخ ۱۲  
۱۳ فوفیہ الخ اشکل علی

الحديث بروایات الوصال  
وقوله علیه الصلوة والسلام  
یطعن فی ابی ویسقی فی ولد  
اضطر ابن حبان الی انکار  
احادیث وضعہ الجوراسی  
ولیس كذلك فانہ ثابتہ  
بوجود فلا بد ومن الجمع  
بان الاطعام منه تعالی  
مخصوص بالوصال فی الجمع  
بشيء الخ یتمثل اختلاف  
الاحوال باختلاف الاوقات  
او یتمثل ذلك علی اول  
الامر ۱۲

۱۴ قال ابو عیسی الخ قال  
ابو یحوری رواۃ ثقات  
فلو تروا الغرابۃ لا تخافوا  
تجامع الحسن والحیۃ ۱۴

النعمان بن بشیر یقول لستم فی طعام وشراب ما شئتہم لقد رأیت نبیکم صلی اللہ  
علیہ وسلم وما یجد من الذل ما یملأ بطنہ حد ثنا خرون بن اسحاق ثنا عبد  
عن هشام بن عروہ عن ابی عن عائشہ قالت ان کنال محمد مکتب شہرا و النستوقد  
بناسرا ان هو الا التمر والماء حد ثنا عبد اللہ بن ابی زیاد ثنا سیدنا سیدنا سیدنا  
عن یزید بن ابی منصور عن انس عن ابی طلحہ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم الجوع ورفعا عن بطوننا عن حجر حجر فرقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عن بطنہ عن حجر بن قال ابو عیسی ہذا حدیث غریب من حدیث ابی طلحہ (تقریر)  
المن ہذا الوجه ومعنی قوله ورفعا عن بطوننا عن حجر حجر کان احد ہم یشد

منہ انعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ تم لوگ کھانے پینے میں اپنی مرضی موافق منہک نہیں (اور جتنا  
دل چاہے تم لوگ نہیں کھاتے ہو) حالانکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے یہاں دی  
کجوریس بھی پیٹ بھر نہیں تھیں یہ حدیث سالن کے باب میں دوسرے نمبر پر گذر چکی ہے

منہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حضور کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک  
ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی صرف کجور اور پانی پر گزارا تھا ۔

منہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت بھوک  
کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھائے کہ ہر شخص کے پیٹ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے  
ایک پتھر بندھا ہوا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دکھائے کہ حضور کو  
شدت بھوک ہم سے زیادہ تھی اور ہم سے زیادہ وقت بدول کھائے گذر چکا تھا اہل مدینہ کی یہ عادت  
تھی کہ شدت بھوک کی وقت جب عاجز ہو جاتے تو پیٹ سے پتھر باندھ بیٹے تاکہ اسکی سختی کی وجہ سے چلنے پھرنے  
میں ضعف لاحق نہ ہو، بعض علما کی یہ رائے ہے کہ یہ مدینہ کے کسی پتھر کی ساتھ خاص ہے اس کی وجہ سے  
بھوک میں کس قدر تسکین ہو جاتی ہے لیکن ظاہر یہی قول ہے اسلئے کہ اب بھی اکثر ایسا کیا جاتا ہے کہ شدت  
بھوک کی وقت پیٹ کو کسی کپڑے کا سخت باندھ لینا ضعف اور بھوک کی پیچیدگی میں مفید و مؤید ہوتا ہے ۔

فی بطنہ الحجرج من الجہد والضعف الذی بہ من الجوع حد ثنا محمد بن اسمعیل ثنا  
 آدم بن ابی ایاس ثنا شیبان ابو مغویۃ ثنا عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمۃ بن  
 عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال قال عروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ساعۃ لا یخرج فیہا  
 ولا یلقاہ فیہا احد فأتاہ ابو بکر فقال ما جاءک یا بابکر فقال خرجت اتقی رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم وانظری وجہہ والتسلیم علیہ فلم یلبث ان جاء عمر فقال  
 ما جاءک یا عمر قال الجوع یا رسول اللہ فقال لنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا قد  
 وجدت بعد ذلك فانطلقوا الی منزل ابی الہیثم بن التیہان الانصاری وكان رجلا  
 کثیرا الخمل والشجر والشاء ولم یکن لہ خیل فلم یجد وہ فقالوا الامر ان ابن صاحبک  
 فقالت انطلق یستعذب لنا الماء فلم یلبثوا ان جاء ابو الہیثم بقرۃ ینعم باؤضعہا  
 ای یحیی لنا بالماء العذبا لا استعذب بک خوش کیشیدن ۱۶ ای الا الان جارا ولان جارا ۱۷ ما وہ یخبر بہا ۱۸

لہ التیہان بفتح التاء  
 الفوقانیۃ وکسر الفوقانیۃ  
 المشددة وھو لقب اسمہ  
 عامر وقیل علیک واسمہ  
 ابی الہیثم مالک ۱۶۰

**منہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت دو تھانہ  
 سے باہر تشریف لائے کہ اُس وقت نہ حضور کی عادت تشریف باہر تشریف لانے کی تھی نہ کوئی شخص حضور کی  
 خدمت میں اُس وقت دو تھانہ پر حاضر ہوتا تھا، حضور کی باہر تشریف آوری پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ  
 عنہ حاضر ہوئے حضور نے ابو بکر سے یہ وقت آنیکا سبب پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ جمال جہاں آکر کی زیارت  
 اور سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں (یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کمال تناسب کی وجہ سے تھا کہ حضور اقدس  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر خلاف عادت باہر تشریف آوری کی نوبت آئی تو اُس یکجاں دو قالب بھی اس کا  
 اثر ہوا) تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور نے اُن سے بھی بے وقت حاضر  
 کا سبب پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی  
 ایسے ہی سے گھر سے آیا تھا، تینوں حضرات ابو الہیثم انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اہل ثروت لوگوں  
 میں تھے کجور و نکابر ایلغ تھا بکر ہیں بھی بہت سی تھیں، البتہ قادم کوئی نہیں تھا اسلئے گھر کا کام سب غور  
 ہی کرنا پڑتا تھا یہ حضرت جب اُنکے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر والوں کے لئے میٹھا پانی لینے گئے  
 ہیں جو غلام نہ ہوئے کی وجہ سے خود ہی کرنا پڑتا تھا لیکن اُنکے پہنچنے ہی وہ بھی مشکیزہ جو مشکل سے اٹھتا تھا

تختہ

تفرجاء يلزم النبي صلى الله عليه وسلم ويفديه بابيه وأما ثم الطلق بهم إلى حد يفته  
فبسط لهم بساطاً ثم الطلق إلى الخلة فجاء بقنو فوضع فقال النبي صلى الله عليه وسلم  
أفلا تنقبت لنا من رطب فقال يا رسول الله اني أردت ان تختاروا أو تختاروا من  
رطبهم وليسوا فاكلوا وشربوا من ذلك الماء فقال النبي صلى الله عليه وسلم هذا  
الذي نفسي بيده من النعيم الذي تسألون عنه يوم القيمة ظل بارد ورطب  
طيب وماء بارد فالطلق ابوا له يثمل يصنع لهم طعاماً فقال النبي صلى الله عليه  
وسلم لا تنجن لنا ذات درفنج لهم عناقاً أو جدياً فأتاهم بها فاكلوا  
فقال النبي صلى الله عليه وسلم هل لك خدام قال لا قال فاذا أنا ناسبي فأتينا

لہ بقنو بکسر القاف و  
سکون النون بوزن جمل  
ای عن ذکما فی روایت  
مسلم ۱۲  
لہ او جد یا شک من  
الراوی والعناق بفتح  
العين انثی المعز لها اربعة  
اشهر وواحد ی بفتح الجیم  
وسکون الدال ذکر المعز  
ما لم یبلغ سنة قاله  
البیہودی ۱۲

بدقت اعطائے ہوئے واپس آکر حضور کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے اور زبان حال سے  
ہم نشیں جب میرے ایام بھلے آئیں گے \* بن بلائے میرے گھر آپ چلے آئیں گے  
پڑھتے ہوئے تھوڑے کو لپٹ گئے اور حضور پر اپنے ماں باپ کو نشانہ کر کے معاف کیا اور یا غنیں چلنے کی خوش  
اکی وہاں پہونچ کر فرش پچھایا اور دین و دنیا کے سرور و مہمان کو بٹھا کر ایک خوشہ جس میں ہر طرح کی  
کھجوریں تھیں سامنے حاضر کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ اٹے کی کیا ضرورت تھی اس میں ابھی  
کچھ کچی بھی ہیں جو ضائع ہو چکی ہیں زبان اسے عرض کیا تاکہ اپنی پسند سے کچی اور گردی ہر نوع کی حسب رغبت  
نوش فرماویں ہر سہ حضرات نے نوش فرمائی اور بانی پیما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ہر لمحہ تعظیم  
امت تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے یہ بھی اُس  
نعیم میں داخل ہے جسکا سہاں قیامت میں ہو گا اور سورۃ الہکم النکاح کے قیم پر حق تعالیٰ شانہ نے اسکا ذکر  
فرمایا ہے اُنکے شکر کے متعلق سو ان کلمہ ہماری نعمتوں کا کس درجہ شکر ادا کیا اللہم لا احصى ثناء علیک انت  
کما انتیت علی نفسك کس کس قدر نعمتیں دیں ٹھنڈا سایہ اور ٹھنڈا پانی اور تازہ کھجوریں اس کے بعد  
میزبان کھانہ کی طیاری کے لئے جانے لگے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ فرط محبت میں یہ کھانا نفق مت ذبح کر دینا  
بلکہ ایسا جانور ذبح کرنا جو دودھ کا نہ ہو میزبان نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور بچلت تمام کھانہ بھار کر کے

فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثِمِ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اخْتَرْتَنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مَوْثِقٌ مِنْ حَدِّ هَذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يَصِلُ إِلَى اسْتِصْوَافٍ بِمَعْرُوفٍ  
فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثِمِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ  
امْرَأَتُهُ مَا أَنْتَ بِبَالٍ عَاقِلٍ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْ تَعْتَقَهُ قَالَ فَمَنْ  
عَتِيقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً

لے استصواف لغو افعال  
بہ معروف و قاصیۃ منی  
فمعروف و قاصیۃ باسٹو  
تضمینہ معنی افعال ۱۳۰

حاضر خدمت کیا اور ممالوں نے تناول فرمایا حضور نے اُس وقت یہ ملاحظہ فرما کر کہ مشتاق میرا بے سبکام  
خودی کر رہا ہے اور شرع میں بیٹھاپائی بھی خود ہی لاتے دیکھا تھا اسلئے دریافت فرمایا کہ تمھاری پاس  
کوئی خادم نہیں باقی ہیں جو اب ملنے پر حضور نے فرمایا کہ اگر کہیں سے غلام آویں تو تم یاد دلانا اُس وقت تمھاری  
ضرورت کا لحاظ رکھا جائیگا اتفاقاً ایک جگہ صرف دو غلام آئے تو ابو الہیثم نے حاضر ہو کر وعدہ عالجہ کی یاد دہانی  
کی حضور نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو سادل چاہے پسند کر لو جو تمھاری ضرورت کے مناسب ہو یہ جاننا  
دلدادہ حضور کی موجودگی میں اپنی کیا رائے رکھتے (سنئے) درخواست کی کہ حضور ہی میرے لئے پسند فرماؤں (وہاں  
بجز دیناری کے اور کوئی وجہ ترجیح اور پسند بڑی ہوئی نہیں سکتی تھی) حضور نے ارشاد فرمایا کہ مشورہ  
دینے والا میں ہوتا ہے اس لئے میں امین ہونے کی حیثیت سے فلاں غلام کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ میں نے  
اُسکو نماز پڑھتے دیکھا لیکن میری ایک وصیت اس کے بارے میں یاد رکھو کہ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیجیو  
ابو الہیثم خوش خوش اپنی ضرورتوں کے لئے ایک مددگار ساتھ لیکر گئے اور حضور کا فرمان عالییناں بھی بیوی کو  
سنا دیا انھوں نے کہا کہ حضور سے ارشاد کی کما حقہ تعمیل نہ ہو سکی گی اور اُس زیرہ بھلائی کا معاملہ کہ ارشاد  
عالجہ کا اتنا حال ہو جائے ہم سے نہ ہو سکے گا اسلئے اسکو آزادی کر دو کہ اس سے اتنا ارشاد ممکن ہو جس پر انجائیا  
اور مجسم اخلاص خاوند نے فوراً آزاد کر دیا اور اپنی دقتوں اور تکالیف کی ذر بھی پرواہ نہ کی حضور (قدس علیہ السلام)  
علیہ وسلم کو جب واقعہ اور جاں نثار صحابی کے ایثار کا انعام ہوا کہ بہرہی و اُس کے جانشینوں کے لئے  
حق تعالیٰ شانہ وہ باطنی مشیر و مدبر کا کہ پیدا فرماتے ہیں جن میں سے ایک ہر بھلائی کی تربیب دینا ہے



الاول بطانتان بطانة تأمره بالمعروف وتنهاه عن المنكر ويطانة الزنا لو خبا<sup>۱۱</sup> ومن  
يوق بطانة السوء فقد وقى حل ثنا عمر بن اسمعيل بن مجالد بن سعيد حدثني  
ابي عن بيان حدثني قيس بن ابي حازم قال سمعت سعد بن ابي وقاص يقول  
اني لاول رجل هراق دما في سبيل الله واني لاول رجل رمى بسهم في سبيل الله  
لقد رأيتني اغزو في العصابة من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ما ناكل الا ورق  
الشجر والحبل حتى تفرحت اشد قناعتي ان احدا ليضع كما تضع النشاة والبعير  
واصبحت بتواسل يعزرونني في الدين لقد خبت اذا وضل عملي حل ثنا محمد

له بطانة الخبوسا لبا  
الموحد صاحب سورة  
الذي يستنبيه في امور  
تشبه اليه بطانة الثوب  
له الحبله بغير مسلمة و  
سكون موحد ثمرة السمرة  
يشبه الوبيا وقبل ثمر  
العضاة والعصاة كل ثمر  
يعظم وله ثمر قاله القاري  
سه اشد اقنا جهم شرق  
في القاهوس لشدق الكسور  
ويقيم الدليل مسملة لطفظة  
الفر من باض الخد بن جهم  
اشد قناعتي صارت اطراف  
القدم ذات قروح  
له وكان سبب الحديث  
انه كان امير البصرة وكانوا  
وتشوا ابالي عمر قالوا  
الحسن يعني وازادني  
قديم الاسلام فان كنت  
محتالجا لتاديهو خسرت  
وخبت ۱۲

اور ہر بُرائی سے روکتا ہے، دوسرا مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا جو شخص اُسکی بُرائی سے بچا دیا  
جاوے وہ ہر قسم کی بُرائی سے روک دیا گیا ف البواہیتم کی بیوی بمنزلہ بہترین مشیر کار کے تھیں جنہوں نے  
مشورہ دیکر ایک کا شیر یعنی ایک غازی غلام کو آزاد کر دیا اور اپنی ضروریات اور مشقت کے بعد کے حصول  
کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔

منہ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ائمہ محمدیہ میں سب سے پہلا وہ شخص جس نے کسی کافر کا خون  
بھایا ہوا، اور ایسے ہی پہلا وہ شخص ہے جس نے جہاد میں تیر پھینکا ہو، ہم لوگ ائمہ محمدیہ کی ایک جماعت ایسی  
حائقیں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانسی کوئی چیز نہیں تھی درختوں کے پتے اور خاردار درختوں کے پھل ہم لوگ  
کھایا کرتے تھے بس کی وجہ سے پاخانہ میں بھی اونٹ اور بکری کی طرح میٹگنیں نکلا کرتی تھی اسکے بعد بھی  
قبیلہ بنو اسد کے لوگ اسلام کے بارہ میں مجبور ہو گئے ہیں اگر میری دین سے ناواقفیت کا یہی حال ہی تو  
خمس الدنیا والافقہ دنیا اس تنگی و عسرت میں گئی، اور دین کی یہ حالت کہ نماز سے بھی واقفیت نہ ہوئی ف  
اس حدیث میں چونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اس وقت کی تنگی دکھانی مقصود تھی اسلئے تمام قصہ کو  
مختصر کر دیا اس حدیث کا ذیل میں دو قصہ ہو گئے پہلا قصہ ہے جس کے بارہ میں حدیث وارد ہوئی جسکو عربی شیعہ  
میں مختصر لکھا گیا، دوسرا قصہ اس جنگ کا ہے جسکا ذکر حضرت سعدؓ نے اپنی اس حدیث میں فرمایا قصہ سر پہ خط کا  
ہے جو اختلاف اقوال میں یا جب میں ہوا جسکا مختصر قصہ یہ کہ تین سو ماجرین وانصار کو ابو عبیدہ

ابن بشار ثنا صفوان بن عیسیٰ ثنا عمرو بن عیسیٰ ابو نعامة العدوی قال سمعت  
خالد بن عمرو وشولیساً بالرقاد قال رُبعت عمر بن الخطاب عتبة بن غزوان  
وقال اطلق انت ومن معك حتى اذا كنتم في اقصى ارض العرب وادنى بلاد ارض  
العجم فاقبلوا حتى اذا كانوا بالمربد وجدوا هذا الکفن فقالوا اما هذه قالوا هذه  
البصوة ففساروا حتى اذا بلغوا حبال الجسر الصغیر فقالوا ههنا امرتم فابوا فنكروا  
المقابل ۱۲ قبل جو کین ۱۲

له ابو نعامة بفتح النون  
على الصحيح قاله القاري عن  
المغنی والعدوی بفتح العين  
والدال المهملتين ۱۲

بن البحر ح ما تخی میں مذہب منور سے پانچ روز کی منزل پر ساحل سمندر کی جانب قبیلہ جینہ کے مقابلے  
لئے بھیجا گیا اس لشکر میں اول تین اونٹ یومیہ فرج ہوتے تھے اور جب ونوئی قنت کے خوف سے امیر نے زرع  
کی حالت فرمادی تو کچھ مقدار کھجوریں تقسیم ہوتی تھیں ورنہ بھی کم ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچتی کہ ایک  
کھجور یومیہ فی آدمی ملتی تھی لیکن جب وہ بھی ختم ہو چکیں تو درختوں کے پتے جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی، خط کے  
معنی پتے جھانسنے کے ہیں سی لئے اسکا نام سریتہ الخبط مشہور ہو گیا اسکا طویل قصہ بتدرج حسرت کا اور  
انتہاء لطف کا جس کو تاریخ اسلام کی طویل کتابوں میں دیکھا جاوے۔

۱۲ شولیسامع غرا بمعجمة  
اوله ومعه امه اخوه وشولیس  
ابن حیاثر ابوالرقاد بن عمر  
الراء بعد هاقان خفيفة ۱۲  
له فاقبلوا قال القاري  
فعل ما ض من الرقبال  
بمعنى توجهوا ۱۲  
له المرید بکسر ميم فسكون  
فقسم حلة موضعه بالبصرة

منبہ خالد بن عمرو وشولیس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو حکم فرمایا کہ تم  
اپنے رفقاء کے ساتھ (جہن مو مجاہد تھے عجم کی طرف) چلے جاؤ اور جب شہداء سرزمین عرب پر پہنچو جمال کہ سرزمین  
عجم بہت ہی قریب رہا جاوے (تو وہاں قیام کرنا مقصد انکی روانگی کا یہ تھا کہ دربار عمری میں یہ اطلاع پہنچی تھی  
کہ عجم کا رادہ عرب پر حملہ کا ہے یا بروایت دیگر نیز درجہ سے عجم سے امداد منگانی ہے جس کا یہ راستہ ہے اس لئے حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو ناکہ بندی کے لئے ارسال فرمایا تھا) وہ لشکر چلا اور جب مرید بصرہ پر پہنچے  
تو وہاں عجم طر کے سفید سفید تھیں نظر پڑے لوگوں نے استعجاباً آپس میں پوچھا کہ یہ کیا چیز ہیں تو لوگوں  
نے کہا کہ یہ بصرہ ہیں (بصرہ اصل لغت میں سفیدی مائل تھیں وگرتے ہیں اس کے بعد پھر شہر کا نام پڑ گیا تو  
گویا انھوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک قسم کے بھر ہیں) اس کے بعد عمری ہدایت کے موافق آگے بڑھا اور جب  
دجلہ کے چھوٹے پل کے قریب پہنچے تو لوگوں نے خبر لیا کہ حضرت عمرؓ کی معینہ جگہ یہی موقع ہے اس لئے  
وہاں پڑو ڈال دیا، راوی نے اس جگہ تمام قصہ (یعنی خراسان کے لشکر کے آنے اور عتبہ کے فتح کرنا اور قصہ)

اذا اقام به وهو موضع  
جس الزبل او نجف  
الوطب ۱۲  
له الكفن ان بفتح الكاف  
وتشديد الهمزة  
نحو ما كتبه الى البياض ۱۲



وما لی لبلا ل طعام یا کلد ذو کبد لا شیء یواربہ الا بلال حدثننا عبد اللہ بن  
عبد الرحمن ابن ابی نعفان بن مسلم ثنا ابان بن یزید العطاری ثنا قتادة عن النس بن  
مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یجمع عندہ غذا وراعی شاة من خبز ولحم الا علی  
ضیف قال عبد اللہ قال بعضهم هو کثرة الایدی حل ثنا عبد بن حمید ثنا  
محمد بن اسمعیل بن ابی فدیك ثنا ابن ابی ذئب عن مسلم بن جندب عن  
نوفل بن ایاس الهمدانی قال کان عبد الرحمن بن عوف لنا جلیسا وکان نغم الجلیس  
وانہ انقلب ینا ذات یوم حتی اذا دخلنا بیتہ ودخل فاعتسل ثم خرج واتینا الضیف  
خبز ولحم فلما وضعت بکی عبد الرحمن فقلت لہ یا ابا محمد ما یمیک قال هلك  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبق شیء من خبز الشعیر فلا ارا نا

۱۲۰۰  
تقدم الکلام علی الحدیث  
فلا تغفل  
۱۲۰۰  
تقدم الکلام علی الحدیث  
قالہ القاری والمناوی ۱۲

ف یہ قصہ جیسا کہ مصنف نے اپنی جامع میں لکھا ہے کسی وقت مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لیجائیے نہایت  
کلمت جو ہجرت کا زمانہ نہیں، اس لئے کہ اُس وقت حضرت بلال رضی اللہ آپ کیساتھ نہ تھے بلکہ اُس  
کے علاوہ کسی اور موقع پر یہ قصہ پیش آیا۔

منہ ۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر  
صبح کے کھانے میں یا شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں مگر حالت ضیف  
میں وہ ضیف کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ حضور کے گزراۃ اوقات کے بارہ بھی باب  
پہلے ذکر ہو چکا ہے اُسکی اخیر حدیث کے ذیل میں اُسکی مفصل تقریر گزر چکی ہے۔

منہ ۱۰ نوفل بن ایاس کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی  
ہیں باریوم نشین اور حقیقتہً بہتہ بن ہم نشین تھے، ایک مرتبہ ہم انکی ساتھ کسی جگہ سے لوٹے واپسی میں انکے  
مکان پر نہتے آنکھوں نے اول غسل کیا، اسکے بعد ایک بڑے برتن میں روٹی گوشت لاکر رکھا گیا عبد الرحمن رضی اللہ  
عنہ اُسکو دیکھ کر رونے لگے اور میرے دریافت کرنے پر رونے کی یہ وجہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
کو وہ تک کبھی بھی اس کی نوبت نہیں آئی کہ آپ نے یا آپ کے گھر والوں نے جوئی روٹی ہی سے شکم سیری

آخرنا لما هو خير لنا  
**باب ما جاء في سن رسول الله صلى الله عليه وسلم**  
 حدثنا احمد بن منيع ثنا روح بن عبادة ثنا زكريا بن اسحاق ثنا عمرو بن دينار  
 عن ابن عباس قال مكث النبي صلى الله عليه وسلم مكة ثلث عشرة يومين الى  
 وبالمدينة عشرة او ثلث وستين سنة حدثنا احمد بن نعيم ثنا احمد بن محمد بن اسحق  
 ابن جعفر عن شعبة عن ابي اسحاق عن عامر بن سعد عن جابر عن معاوية انه  
 سمعه يخطب قال مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثلث وستين  
 والوبكر وعمر وانا ابن ثلث وستين سنة حدثنا حسين بن مهران البصري  
 قيل مات معاوية وهو ابن ثمان وسبعين وقيل سنة ثمانين ۱۲

۱۲ یعنی  
 ان جبراً سمع معاوية  
 حال کو خطیباً ۱۲

فرمانی ہوا اب حضور کے بعد جہان تک میرا خیال ہے ہم کو کوئی یہ ثروت کچا لست کسی بہتری کے لئے نہیں ہے  
 ف حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایسی حالتوں میں اسکا خوف ہوتا تھا کہ خدا نخواستہ اس عید  
 میں داخل نہ ہو جاویں کہ تم اپنی خوبیوں کا بدلہ دنیا میں پانچکے ہو، جس کا قرآن شریف کی اس آیت میں  
 ذکر ہے اذ ہبتم طیباً تکرّم فی حیوۃکم الدنیا والآئۃ ۔

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر

ف اس باب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں  
**منہ** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فوت کے بعد تیس سال  
 مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے اور دس سال ہجرت کے بعد مدینہ منورہ قیام رہا اور تیس سال کی عمر میں  
 ہوا ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جنکا مختصر تذکرہ پہلے  
 بھی گذر چکا ہے محدثین اور اہل تالیف کے نزدیک یہ ہی روایت زیادہ صحیح ہے۔

**منہ** ۲ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک تہ خطبہ میں یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 وصال تیس سال کی عمر میں ہوا حضرت شعیب رضی اللہ عنہما یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر رضی اللہ  
 عنہما کا وصال بھی تیس سال کی عمر میں ہوا میری بھی اس وقت تیس سال کی عمر ہے ف کیا بعید ہے

ثنا عبد الرزاق عن ابن جرير عن الزهري عن عروة عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم مات وهو ابن ثلاث وستين سنة حدثنا أحمد بن منيع ويعقوب بن إبراهيم الدورقي قال ثنا اسمعيل بن عليّ عن خالد الحذاء عن أبي حمزة ثمال بن ابي هاشم قال سمعت ابن عباس يقول توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن خمس وستين حدثنا محمد بن بشار و محمد بن أيان قال ثنا معاذ ابن هشام حدثني أبي عن قتادة عن الحسن بن دغفل بن حنظلة أن النبي صلى الله عليه وسلم قبض وهو ابن خمس وستين سنة قال أبو عيسى ودغفل لا يعرف له سما ما من النبي صلى الله عليه وسلم وكان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم رجلا حدثنا سفيان بن موسى الانصاري ثنا معن ثنا مالك بن انس عن ربيعة ابن ابى عبد الرحمن عن انس بن مالك انه سمعه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم الطويل البائن وزا القصر وزا الأبيض والزهوق وزا الأحمر والأبجد

المقطر ١٢  
القصير قصير ١٢

کہ مجھے بھی یہ طبعی ابتلاء نصیب ہو جاوے، محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اسلئے کہ انکا وصال تقریباً انسی سال کی عمر میں ہوا ہے۔

منہ ۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مروی ہے کہ حضور کا وصال تیریسویں سال کی عمر میں ہوا  
منہ ۴ راہن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ حضور کا وصال ۶۵ سال کی عمر میں ہوا  
ف یہ روایت پہلی سب روایتوں کے خلاف ہے بابت رقم اس کی کچھ گفتگو ہوگی۔“

**منہ** غفل بن غنظلہ سرہوی سے بھی یہی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۶۱ سال کی عمر میں ہوا امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ غفل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے مگر حضورؐ سے انکی ملاقات ثابت نہیں۔

منہب ۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لالہ تھے نہ پیستہ قد (نیز رنگ کے لحاظ سے) نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ آچکے بال نہ بالکل سیاہ تھے نہ بالکل

له اسمعيل بن ابراهيم  
وعليه اسم امه وكان يكره  
ان يقال له ابن عليته لكن  
غلبت عليه بالمشهوره

عمر بن قيس  
ابن عمار مولى بني هاشم  
وفي نسخة عمارة وبها  
من الكتاب ١٢

من الكاتب ١٢٠  
 سهو عقل فبقية الالام  
 اول الحروف ثم معجمة تسلكه  
 فقاء مفتوحة كجعفر ١٢٠

که رجلا ای مجاوران  
حد الصباء ولعل المص  
ذهب تبع الخاری الی  
ان اربد لها من ثبوت  
اللقی ولا یفشی مجرد  
المحاصرة ۱۲

1



القطط ولا بالسبط بعدہ اللہ تعالیٰ علی راس اربعین سنة فاقام بمكة عشر سنين و  
بالمدينة عشر سنين وتوفاه الله تعالیٰ علی راس ستين سنة وليس فی راسه وحيته  
عشرون شعرة بيضاء حمل ثناقتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن ربيعة بن  
ابی عبد الرحمن عن انس بن مالك نحوه

## باب ماجاء فی وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم

حمل ثنا ابو عمار الحسین بن حرث وقتيبة بن سعيد وغير واحد قالوا ثنا سفيان

سلف قتيبة بن سعيد تقدم  
عن الحسن بن الحسن  
قال في الكتاب فارجه اليه ۱۲

سید (بلکہ بکلی سی پچیدگی) اور گھونگر یا لہ پرتے ہوئے چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اُس کے بعد دس  
سال حضور نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں ساٹھ سال کی عمر میں حضور کا وصال  
ہوا اسوقت آپ کے سر مبارک اور فارسی میں تقریباً بیس سال بھی سفید نہیں ہونگے وف حضرت انس کی  
یہ حدیث کتاب کے بالکل شروع میں گذر چکی ہے اُس کے فائدہ میں ان تینوں روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے  
اور مختلف روایات میں توجیہ بھی ذکر کر دی گئی، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عمر شریف کے بارہ میں تریسٹھ  
سال کی روایت صحیح ہے باقی روایتیں اُس کی طرف باج کجا سکتی ہیں یا نہیں چپے کے راویوں کو کسی قسم کی  
غلطی ہوئی، چنانچہ حضرت عائشہ کے بھانجہ عروہ بن الزبیر نے حضرت ابن عباس کی پیسٹھ برس والی رفا  
کو غلط بتلایا ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اُسکو وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔

## باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر

وف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باتفاق اہل تاریخ دو شنبہ کے روز ہوا ہے لیکن تاریخ میں  
اختلاف ہے اکثر مؤرخین کا قول بارہ ربیع الاول کا ہے مگر اس میں ایک نہایت قوی اشکال ہے وہ یہ کہ ستر  
کی ہونڈی الحجہ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرفات پر تشریف فرما تھے وہ باتفاق محدثین جمعہ کا  
دن تھا اس کے بعد خواہ ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینہ ۳ دن کے ہوں یا ۲۹ دن کے بہر صورت ۲۴  
ربیع الاول دو شنبہ کی نہیں ہو سکتی اسی سے بعض محدثین نے دوسرے قول کو ترجیح دی کہ  
حضور کا وصال دو ربیع الاول کو ہوا۔

ابن عیینہ عن الزہری عن أنس بن مالك قال أخر نظرة نظرتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كشف الستارة يوم الاثنين فظنرت إلى وجهه كأنه ورقة مصحف والناس يصولون خلف إلى بكوا فاشاء إلى الناس أن اثبتوا أو لو بكروا لم يسموا لقي السجف قلوبی من آخر ذلك اليوم حل ثنا محمد بن مسعدة البصري ثنا سليمان بن أخضر عن ابن عون عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة قالت كنت مسندة النبي صلى الله عليه وسلم إلى صدری او قالت إلى ججری فد عابطست لیبول فيه ثم یال فهاه صلی الله علیه وسلم حل ثنا قتیبة ثنا الليث عن ابن المهاد عن موسى بن سرجس عن القاسم ابن محمد عن عائشة انها قالت رأیت رسول الله صلى الله علیه وسلم وهو بالموت وعند قد حقیه ماء وهو یدخل یدیه فی القدح ثم یسیر وجهه بالماء ثم یقول اللهم اعنی علی منكرات الموت او قال علی سكرات الموت ثنا الحسن بن الصباح

لہ یوم الاثنين منصوب علی الطرفیہ فلفظ كشف الستارة ساد مسند الخبر ای آخر نظرة نظرتها الی وجهه حین كشف الستارة یوم الاثنين وقیل مرفوع علی ان خبره ۱۲۰ لہ السجف بقدر السین المهملة وقیل بکسر سکون الجیم الستار ۱۲۱ لہ آخر ذلك الیوم مر هذا یناقی خبره اهل السیر بانه لونی حین اشتد انضی قال العسقلانی و یجمع بینہما بان اطلاق الآخر معنی ابتداء الخول فی اول نصف الثانی ۱۲۰ لہ مسندة علی بن الفاعل ای جعلت طریقی علی السلام مسنداً الی صدری ۱۲۱ لہ المنکوص للمعروف والمراد عقلاً وکلاً وکلاً وکلاً واشتاک انہما امور منکرۃ لا یألفها الطبع ۱۲۲

**منب** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جو وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دیدار نصیب ہوا وہ اس وقت ہوا جبکہ حضور نے مرض الوفا میں روشنبہ کے زریعہ اٹھایا۔ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک گویا مصحف شریف کا ایک پاک صاف ورق تھا لوگ اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقتدار میں نماز ادا کر رہے تھے (صحابہ آپ کو دیکھ کر فرط غمتی میں پیچھے ہٹنے لگے اس خیال سے کہ شاید آپ تشریف لاتے ہوں) حضور نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور اسی دن وصال ہو گیا وہی شب تھی کہ روز کا آخری نظارہ ہے جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انداز فرمایا کہ نظام شرعی قائم ہو گیا اور لاڈلا ابوبکرؓ نیابت کا حق ادا کر دیا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جب کو دنیا کی آنکھوں نے دیکھ لیا۔

**منب** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت میں نے حضور عالی کواپنے سینہ پر سہارا دی رکھا تھا کہ آپ نے پیشاب کے لئے لمشت منگایا اور پیشاب سے فراغت حاصل فرمائی اس کے بعد پھر وصال ہو گیا۔

**منب** حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال کی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کرقیب ایک پیالہ پانی کا رکھا تھا کہ اُس میں بار بار ہاتھ دالتے اور چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے (کہ یہ شدت حرارت اور

لہ مبشر بقم الموحدۃ  
وکسوا الشین المعجمة  
الثقیلة ۱۲  
لہ لا اغبط فیہ اشعار  
بانه لوکان کرامة لکان  
اولی بمرء الحق ان الشدة  
کانت فی مقد مات الموت  
لا فی نفس سیکرانة کما یتوهم  
فمراد عایشة فی لا اتمنی  
من غیر سبق مرض ۱۳  
قاری  
لہ من عبد الرحمن  
قال القاری واما استفهم  
عنه ان عبد الرحمن بن  
الحارث متعذر دیر الزوات ۱۴  
لہ الجراح یجھمین و فقم  
الارواح الا ولی کذا فی ما هشر  
التمذیب عن المغنی ۱۵  
لہ هو الخ فیه ان المشهور  
بهذه النسبة هو عبد الرحمن  
بنفسه لا ابوه فتامل ۱۶  
لہ الموضوع انما اشکل  
علیه بنقل موسی علیہ السلام  
یوسف من معبر الى  
فلسطين واشکل ایضا  
ان مقتضى الحدیث ان  
وفاة عیسیٰ تكون فی الحجرة  
التی رقت والتوجیب فی  
کلیهما متنع ۱۷

الیزا شامبش بن اسمعیل عن عبد الرحمن بن العلاء عن ابيه عن ابن عمر عن  
عائشة قالت لا اغبط احد یحون موت بعد الذی رأیت من شدة موت رسول الله  
صلی الله علیه وسلم قال ابو عیسیٰ سألت ابا زرعة فقلت لمن عبد الرحمن بن العلاء  
هذا قال هو عبد الرحمن بن العلاء بن الجراح حد ثنا ابو کریب محمد بن العلاء  
ثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن بن ابی بکر هو ابن الملیکی عن ابن ابی ملیک عن  
عائشة قالت لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اختلغوا فی دفنه فقال ابو بکر  
سمعت من رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض الله  
نبیا الا فی الموضع الذی یجب ان یدفن فیہ اذ فتوة فی موضع فرائس حد ثنا  
محمد بن بشار وعباس العنبری وسوار بن عبد الله وغیر واحد قالوا انا یحیہ

گھبراہٹ کے وقت سکون کا سبب ہوتا ہے اس وقت حضور بارگاہ الہی میں یہ دعا فرما رہے تھے کہ  
یا اللہ موت کی شدائد پر میری امداد فرما۔ ۴  
منہ ۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت تکلیف کے  
بعد اب مجھے کسی کی بھی مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر شک نہیں ہوتا ف اسلئے کہ شدت مرض  
گناہوں کے سقوط اور مراتب کے بلند ہونیکا سبب ہوتا ہے۔ ۶  
منہ ۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کی وقت آپ کے دفن میں صحابہ کا  
اختلاف ہوا کسی نے مسجد نبوی کو پسند کیا اور کسی نے یقین کو کسی کا خیال جدا علیٰ ابراہیم علیہ السلام کے  
دفن پر ہی ایسا ہوا تو کسی کا وطن صلی مکہ مکرمہ واپس لایا غرض مختلف رائیں ہو رہی تھیں کہ حضرت ابو بکر  
رضی اللہ عنہ نے حضور کا ارشاد نقل فرمایا کہ نبی کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں انکا دفن پسندیدہ ہو اس لئے  
حضور کو آپ کے وصال ہی کی جگہ دفن کرنا چاہیے ف چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ  
عنہ ہی کے ہاتھ سے یہ سب امور انجام پائے مقدر ہو چکے تھے اس لئے اس نوع کے مسائل بھی خصوصیت  
سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو معلوم تھے۔ ۸

ابن سعید عن سفیان الثوری عن موسی بن ابی عائشة عن عید بن عبد اللہ بن عبد اللہ  
عن ابن عباس وعائشة رضی اللہ عنہما ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
بعد ما مات حد ثنا نصر بن علی الجعفی ثنا مروم بن عبد العزیز العطار  
عن ابی عمران الجونی عن یزید بن بایوش عن عائشة ان ابا بکر رضی اللہ  
عنہما دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته فوضع فمہما بین عینیہ و  
وضعہما ین علی ساعدیہ وقال وانبیاء واصفیاء واخلیاء حد ثنا بشر بن جراح  
الصواف البصری ثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس قال لما کان الیوم  
الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة اضاء منہا کل شئ فلما  
کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منہا کل شئ وما فیضنا ایل ینا عن الذباب وانا  
لفی دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انکرنا قلوبنا حد ثنا محمد بن حاتم ثنا عامر  
فیہ فی النقص یرید انہم لم یجدوا قلوبہم علی ما کان علیہ من الصفات والافعال والقرآن

لہ الجونی بقیمہ الجعفی نسبة  
الی جون بطن من اذ ۱۳۰  
لہ بابن بنی بوحدة فالف  
فوحدة ساکنہ فنون  
مضمومة فہملة بعوی  
کن فی المناوی ۱۲۰  
لہ انکرنا الصیغۃ المتکلم  
لما ضی ای تحیرت قلوبنا  
بوفاته صلی اللہ علیہ وسلم  
ولم یبق علی ما کان من  
الرقۃ والصفاء والحدیث  
حجۃ لمشائخ الصوفیۃ  
ورر علی من انکرنا صفات  
المشائخ مستند الیان  
الصفاء لہ رفع لہ ۱۲۰

**منہ** حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حضور کے وصال کے  
بعد تشریف لاکر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا ف یہ حدیث مختصر ہے۔

**منہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے  
آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمایا ہائے نبی ہائے صفیؑ اور ہڈی طلیل

**منہ** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ  
تشریف لائے ہیں مدینہ کی ہر چیز منور اور روشن بن گئی تھی، اور جس دن حضور کا وصال ہوا ہے مدینہ کی  
ہر چیز تاریک بن گئی تھی ہم لوگ حضور کے وصال کے بعد مٹی سے ہاتھ بھی جھاڑے نہیں پائے تھے کہ ہم نے  
اپنے قلوب میں تغیر پایا ف یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کا اعمال و عقائد میں تغیر ہوا۔ بلکہ فیض صحبت اور  
مشاہدہ ذات کے انوار جو ہر وقت مشاہدہ ہوتے تھے وہ حاصل نہ رہے، چنانچہ اب بھی سالکین کو مشائخ کی  
یہ سانکی حاضری اور غیبت میں توازن کا بین فرق محسوس ہوتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ان انوار کے حصول  
کے لئے اب مجاہدات ذکر فکر کر لیا جاتا ہے اور اُس وقت کسی چیز کی ضرورت نہ تھی، جمال جہاں آرا

ابن صامح عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين حدثنا محمد بن أبي عمرو ثنا سفيان بن عيينة عن محمد بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين فمكث ذلك اليوم وليلة الثلاثاء ودفن من الليل وقال سفيان وقال غيره يسمع صوت المساحي من آخر الليل حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا عبد العزيز بن محمد عن شريك بن عبد الله بن أبي مريم عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف قال توفي

له من الليل أي ليلة الثلاثاء على ما عليه الأكثر وفيه أقوال أخرى ليلة الثلاثاء ويوم الثلاثاء وغير ذلك والمجمع منقسم ۱۲ ته المساحي بفتح الميم وكسر الحاء المهملة جمع مسحاة وهي كالجرف فزالوا إناهم من حد بل على ماني الصحاح وفي النهاية ۱ ان ميمنا علة لان من السحو بمعنى الزالة والكشف ۱۱

کی زیارت ہی سیکڑوں جلووں سے زیادہ تھی۔ \*

**منہب ۹** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور کا وصال دو شنبہ کے روز ہوا۔

**منہب ۱۰** امام باقر سے منقول ہے کہ حضور کا وصال دو شنبہ کے روز ہوا یہ روز اور شنبہ کا روز استقام میں گزرا، اور منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضور والا کو قبر شریف میں اتارا سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو یہ ہی ہے جو گذر لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آخر حصہ شنب میں پھاوڑہ کی آواز آتی تھی۔ ف گویا آخر حصہ شب میں قبہ گھودی گئی، اس حدیث میں یہ فلجان کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں اس قدر تاخیر کیوں کی گئی، حالانکہ دفن کی تعمیل میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر جس قدر مراحل درپیش تھے اُس کے لحاظ سے یہ بھی کچھ تاخیر نہیں ہوئی، سب سب ہم کام ہم خلافت تھی، تجیز و تکفین کے ہر ہر جزو میں جس کی ضرورت تھی نبی ہونے کی وجہ سے ہر ہر چیز میں حکم معلوم کرنے اور اختلاف نازل کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ گذشتہ اختلاف سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کوئی مکہ مکرمہ واپس لیجائے پر مصر تھا اور کوئی مدفن ابراہیمی پر وغیرہ ایسے ہی تجیز و تکفین، اور صلوٰۃ الجنازہ، اس کے علاوہ انصار میں بیعت کا مسئلہ بحث میں آجائے سے یہ ہم اور بھی زیادہ سخت بن گئی تھی کہ اگر کوئی نااہل میر بن گیا تو دین کا سنبھالنا مشکل پڑ جاوے گا مسئلہ امارت کے علاوہ تمام اہل مدینہ کی فرادی فرادی نماز کہ اُس کے لئے بھی بہت زیادہ وقت درکار تھا۔

**منہب ۱۱** ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دو شنبہ کے روز ہوا اور شنبہ کے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزِ اربعین ودفنِ یومِ التثاء قال ابو عیسیٰ هذا  
حدیث غریب حدیث ثمانی بن علی الجعفی <sup>اننا</sup> انا عبد اللہ بن داود قال تناسلت بنی ط  
الخیر ناعم نعیم بن ابی ہند عن نبیط بن شریط عن سالم بن عیین وکانت لہ  
صحبة قال اغنی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرضہ فافاق فقال حضرت  
الصلوة فقالوا نعم فقال مروا بنا لا فلیؤذن ومروا ابابکر فلیصل للناس او قال  
بالناس ثم اغنی علیہ فافاق فقال حضرت الصلوۃ قالوا نعم فقال مروا بنا لا فلیؤذن  
ومروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشہ ان ابی رجل اسیف اذا قام ذلک  
المقام بلی فلا یستطیع فلو امرت غیرہ قال ثم اغنی علیہ فافاق فقال مروا بنا لا  
فلیؤذن ومروا ابابکر فلیصل بالناس فان کن صواحبا وصواحبات یوسف قال  
<sup>۱۱</sup> <sup>۱۲</sup> <sup>۱۳</sup> <sup>۱۴</sup> <sup>۱۵</sup> <sup>۱۶</sup> <sup>۱۷</sup> <sup>۱۸</sup> <sup>۱۹</sup> <sup>۲۰</sup> <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> <sup>۲۳</sup> <sup>۲۴</sup> <sup>۲۵</sup> <sup>۲۶</sup> <sup>۲۷</sup> <sup>۲۸</sup> <sup>۲۹</sup> <sup>۳۰</sup> <sup>۳۱</sup> <sup>۳۲</sup> <sup>۳۳</sup> <sup>۳۴</sup> <sup>۳۵</sup> <sup>۳۶</sup> <sup>۳۷</sup> <sup>۳۸</sup> <sup>۳۹</sup> <sup>۴۰</sup> <sup>۴۱</sup> <sup>۴۲</sup> <sup>۴۳</sup> <sup>۴۴</sup> <sup>۴۵</sup> <sup>۴۶</sup> <sup>۴۷</sup> <sup>۴۸</sup> <sup>۴۹</sup> <sup>۵۰</sup> <sup>۵۱</sup> <sup>۵۲</sup> <sup>۵۳</sup> <sup>۵۴</sup> <sup>۵۵</sup> <sup>۵۶</sup> <sup>۵۷</sup> <sup>۵۸</sup> <sup>۵۹</sup> <sup>۶۰</sup> <sup>۶۱</sup> <sup>۶۲</sup> <sup>۶۳</sup> <sup>۶۴</sup> <sup>۶۵</sup> <sup>۶۶</sup> <sup>۶۷</sup> <sup>۶۸</sup> <sup>۶۹</sup> <sup>۷۰</sup> <sup>۷۱</sup> <sup>۷۲</sup> <sup>۷۳</sup> <sup>۷۴</sup> <sup>۷۵</sup> <sup>۷۶</sup> <sup>۷۷</sup> <sup>۷۸</sup> <sup>۷۹</sup> <sup>۸۰</sup> <sup>۸۱</sup> <sup>۸۲</sup> <sup>۸۳</sup> <sup>۸۴</sup> <sup>۸۵</sup> <sup>۸۶</sup> <sup>۸۷</sup> <sup>۸۸</sup> <sup>۸۹</sup> <sup>۹۰</sup> <sup>۹۱</sup> <sup>۹۲</sup> <sup>۹۳</sup> <sup>۹۴</sup> <sup>۹۵</sup> <sup>۹۶</sup> <sup>۹۷</sup> <sup>۹۸</sup> <sup>۹۹</sup> <sup>۱۰۰</sup> <sup>۱۰۱</sup> <sup>۱۰۲</sup> <sup>۱۰۳</sup> <sup>۱۰۴</sup> <sup>۱۰۵</sup> <sup>۱۰۶</sup> <sup>۱۰۷</sup> <sup>۱۰۸</sup> <sup>۱۰۹</sup> <sup>۱۱۰</sup> <sup>۱۱۱</sup> <sup>۱۱۲</sup> <sup>۱۱۳</sup> <sup>۱۱۴</sup> <sup>۱۱۵</sup> <sup>۱۱۶</sup> <sup>۱۱۷</sup> <sup>۱۱۸</sup> <sup>۱۱۹</sup> <sup>۱۲۰</sup> <sup>۱۲۱</sup> <sup>۱۲۲</sup> <sup>۱۲۳</sup> <sup>۱۲۴</sup> <sup>۱۲۵</sup> <sup>۱۲۶</sup> <sup>۱۲۷</sup> <sup>۱۲۸</sup> <sup>۱۲۹</sup> <sup>۱۳۰</sup> <sup>۱۳۱</sup> <sup>۱۳۲</sup> <sup>۱۳۳</sup> <sup>۱۳۴</sup> <sup>۱۳۵</sup> <sup>۱۳۶</sup> <sup>۱۳۷</sup> <sup>۱۳۸</sup> <sup>۱۳۹</sup> <sup>۱۴۰</sup> <sup>۱۴۱</sup> <sup>۱۴۲</sup> <sup>۱۴۳</sup> <sup>۱۴۴</sup> <sup>۱۴۵</sup> <sup>۱۴۶</sup> <sup>۱۴۷</sup> <sup>۱۴۸</sup> <sup>۱۴۹</sup> <sup>۱۵۰</sup> <sup>۱۵۱</sup> <sup>۱۵۲</sup> <sup>۱۵۳</sup> <sup>۱۵۴</sup> <sup>۱۵۵</sup> <sup>۱۵۶</sup> <sup>۱۵۷</sup> <sup>۱۵۸</sup> <sup>۱۵۹</sup> <sup>۱۶۰</sup> <sup>۱۶۱</sup> <sup>۱۶۲</sup> <sup>۱۶۳</sup> <sup>۱۶۴</sup> <sup>۱۶۵</sup> <sup>۱۶۶</sup> <sup>۱۶۷</sup> <sup>۱۶۸</sup> <sup>۱۶۹</sup> <sup>۱۷۰</sup> <sup>۱۷۱</sup> <sup>۱۷۲</sup> <sup>۱۷۳</sup> <sup>۱۷۴</sup> <sup>۱۷۵</sup> <sup>۱۷۶</sup> <sup>۱۷۷</sup> <sup>۱۷۸</sup> <sup>۱۷۹</sup> <sup>۱۸۰</sup> <sup>۱۸۱</sup> <sup>۱۸۲</sup> <sup>۱۸۳</sup> <sup>۱۸۴</sup> <sup>۱۸۵</sup> <sup>۱۸۶</sup> <sup>۱۸۷</sup> <sup>۱۸۸</sup> <sup>۱۸۹</sup> <sup>۱۹۰</sup> <sup>۱۹۱</sup> <sup>۱۹۲</sup> <sup>۱۹۳</sup> <sup>۱۹۴</sup> <sup>۱۹۵</sup> <sup>۱۹۶</sup> <sup>۱۹۷</sup> <sup>۱۹۸</sup> <sup>۱۹۹</sup> <sup>۲۰۰</sup> <sup>۲۰۱</sup> <sup>۲۰۲</sup> <sup>۲۰۳</sup> <sup>۲۰۴</sup> <sup>۲۰۵</sup> <sup>۲۰۶</sup> <sup>۲۰۷</sup> <sup>۲۰۸</sup> <sup>۲۰۹</sup> <sup>۲۱۰</sup> <sup>۲۱۱</sup> <sup>۲۱۲</sup> <sup>۲۱۳</sup> <sup>۲۱۴</sup> <sup>۲۱۵</sup> <sup>۲۱۶</sup> <sup>۲۱۷</sup> <sup>۲۱۸</sup> <sup>۲۱۹</sup> <sup>۲۲۰</sup> <sup>۲۲۱</sup> <sup>۲۲۲</sup> <sup>۲۲۳</sup> <sup>۲۲۴</sup> <sup>۲۲۵</sup> <sup>۲۲۶</sup> <sup>۲۲۷</sup> <sup>۲۲۸</sup> <sup>۲۲۹</sup> <sup>۲۳۰</sup> <sup>۲۳۱</sup> <sup>۲۳۲</sup> <sup>۲۳۳</sup> <sup>۲۳۴</sup> <sup>۲۳۵</sup> <sup>۲۳۶</sup> <sup>۲۳۷</sup> <sup>۲۳۸</sup> <sup>۲۳۹</sup> <sup>۲۴۰</sup> <sup>۲۴۱</sup> <sup>۲۴۲</sup> <sup>۲۴۳</sup> <sup>۲۴۴</sup> <sup>۲۴۵</sup> <sup>۲۴۶</sup> <sup>۲۴۷</sup> <sup>۲۴۸</sup> <sup>۲۴۹</sup> <sup>۲۵۰</sup> <sup>۲۵۱</sup> <sup>۲۵۲</sup> <sup>۲۵۳</sup> <sup>۲۵۴</sup> <sup>۲۵۵</sup> <sup>۲۵۶</sup> <sup>۲۵۷</sup> <sup>۲۵۸</sup> <sup>۲۵۹</sup> <sup>۲۶۰</sup> <sup>۲۶۱</sup> <sup>۲۶۲</sup> <sup>۲۶۳</sup> <sup>۲۶۴</sup> <sup>۲۶۵</sup> <sup>۲۶۶</sup> <sup>۲۶۷</sup> <sup>۲۶۸</sup> <sup>۲۶۹</sup> <sup>۲۷۰</sup> <sup>۲۷۱</sup> <sup>۲۷۲</sup> <sup>۲۷۳</sup> <sup>۲۷۴</sup> <sup>۲۷۵</sup> <sup>۲۷۶</sup> <sup>۲۷۷</sup> <sup>۲۷۸</sup> <sup>۲۷۹</sup> <sup>۲۸۰</sup> <sup>۲۸۱</sup> <sup>۲۸۲</sup> <sup>۲۸۳</sup> <sup>۲۸۴</sup> <sup>۲۸۵</sup> <sup>۲۸۶</sup> <sup>۲۸۷</sup> <sup>۲۸۸</sup> <sup>۲۸۹</sup> <sup>۲۹۰</sup> <sup>۲۹۱</sup> <sup>۲۹۲</sup> <sup>۲۹۳</sup> <sup>۲۹۴</sup> <sup>۲۹۵</sup> <sup>۲۹۶</sup> <sup>۲۹۷</sup> <sup>۲۹۸</sup> <sup>۲۹۹</sup> <sup>۳۰۰</sup> <sup>۳۰۱</sup> <sup>۳۰۲</sup> <sup>۳۰۳</sup> <sup>۳۰۴</sup> <sup>۳۰۵</sup> <sup>۳۰۶</sup> <sup>۳۰۷</sup> <sup>۳۰۸</sup> <sup>۳۰۹</sup> <sup>۳۱۰</sup> <sup>۳۱۱</sup> <sup>۳۱۲</sup> <sup>۳۱۳</sup> <sup>۳۱۴</sup> <sup>۳۱۵</sup> <sup>۳۱۶</sup> <sup>۳۱۷</sup> <sup>۳۱۸</sup> <sup>۳۱۹</sup> <sup>۳۲۰</sup> <sup>۳۲۱</sup> <sup>۳۲۲</sup> <sup>۳۲۳</sup> <sup>۳۲۴</sup> <sup>۳۲۵</sup> <sup>۳۲۶</sup> <sup>۳۲۷</sup> <sup>۳۲۸</sup> <sup>۳۲۹</sup> <sup>۳۳۰</sup> <sup>۳۳۱</sup> <sup>۳۳۲</sup> <sup>۳۳۳</sup> <sup>۳۳۴</sup> <sup>۳۳۵</sup> <sup>۳۳۶</sup> <sup>۳۳۷</sup> <sup>۳۳۸</sup> <sup>۳۳۹</sup> <sup>۳۴۰</sup> <sup>۳۴۱</sup> <sup>۳۴۲</sup> <sup>۳۴۳</sup> <sup>۳۴۴</sup> <sup>۳۴۵</sup> <sup>۳۴۶</sup> <sup>۳۴۷</sup> <sup>۳۴۸</sup> <sup>۳۴۹</sup> <sup>۳۵۰</sup> <sup>۳۵۱</sup> <sup>۳۵۲</sup> <sup>۳۵۳</sup> <sup>۳۵۴</sup> <sup>۳۵۵</sup> <sup>۳۵۶</sup> <sup>۳۵۷</sup> <sup>۳۵۸</sup> <sup>۳۵۹</sup> <sup>۳۶۰</sup> <sup>۳۶۱</sup> <sup>۳۶۲</sup> <sup>۳۶۳</sup> <sup>۳۶۴</sup> <sup>۳۶۵</sup> <sup>۳۶۶</sup> <sup>۳۶۷</sup> <sup>۳۶۸</sup> <sup>۳۶۹</sup> <sup>۳۷۰</sup> <sup>۳۷۱</sup> <sup>۳۷۲</sup> <sup>۳۷۳</sup> <sup>۳۷۴</sup> <sup>۳۷۵</sup> <sup>۳۷۶</sup> <sup>۳۷۷</sup> <sup>۳۷۸</sup> <sup>۳۷۹</sup> <sup>۳۸۰</sup> <sup>۳۸۱</sup> <sup>۳۸۲</sup> <sup>۳۸۳</sup> <sup>۳۸۴</sup> <sup>۳۸۵</sup> <sup>۳۸۶</sup> <sup>۳۸۷</sup> <sup>۳۸۸</sup> <sup>۳۸۹</sup> <sup>۳۹۰</sup> <sup>۳۹۱</sup> <sup>۳۹۲</sup> <sup>۳۹۳</sup> <sup>۳۹۴</sup> <sup>۳۹۵</sup> <sup>۳۹۶</sup> <sup>۳۹۷</sup> <sup>۳۹۸</sup> <sup>۳۹۹</sup> <sup>۴۰۰</sup> <sup>۴۰۱</sup> <sup>۴۰۲</sup> <sup>۴۰۳</sup> <sup>۴۰۴</sup> <sup>۴۰۵</sup> <sup>۴۰۶</sup> <sup>۴۰۷</sup> <sup>۴۰۸</sup> <sup>۴۰۹</sup> <sup>۴۱۰</sup> <sup>۴۱۱</sup> <sup>۴۱۲</sup> <sup>۴۱۳</sup> <sup>۴۱۴</sup> <sup>۴۱۵</sup> <sup>۴۱۶</sup> <sup>۴۱۷</sup> <sup>۴۱۸</sup> <sup>۴۱۹</sup> <sup>۴۲۰</sup> <sup>۴۲۱</sup> <sup>۴۲۲</sup> <sup>۴۲۳</sup> <sup>۴۲۴</sup> <sup>۴۲۵</sup> <sup>۴۲۶</sup> <sup>۴۲۷</sup> <sup>۴۲۸</sup> <sup>۴۲۹</sup> <sup>۴۳۰</sup> <sup>۴۳۱</sup> <sup>۴۳۲</sup> <sup>۴۳۳</sup> <sup>۴۳۴</sup> <sup>۴۳۵</sup> <sup>۴۳۶</sup> <sup>۴۳۷</sup> <sup>۴۳۸</sup> <sup>۴۳۹</sup> <sup>۴۴۰</sup> <sup>۴۴۱</sup> <sup>۴۴۲</sup> <sup>۴۴۳</sup> <sup>۴۴۴</sup> <sup>۴۴۵</sup> <sup>۴۴۶</sup> <sup>۴۴۷</sup> <sup>۴۴۸</sup> <sup>۴۴۹</sup> <sup>۴۵۰</sup> <sup>۴۵۱</sup> <sup>۴۵۲</sup> <sup>۴۵۳</sup> <sup>۴۵۴</sup> <sup>۴۵۵</sup> <sup>۴۵۶</sup> <sup>۴۵۷</sup> <sup>۴۵۸</sup> <sup>۴۵۹</sup> <sup>۴۶۰</sup> <sup>۴۶۱</sup> <sup>۴۶۲</sup> <sup>۴۶۳</sup> <sup>۴۶۴</sup> <sup>۴۶۵</sup> <sup>۴۶۶</sup> <sup>۴۶۷</sup> <sup>۴۶۸</sup> <sup>۴۶۹</sup> <sup>۴۷۰</sup> <sup>۴۷۱</sup> <sup>۴۷۲</sup> <sup>۴۷۳</sup> <sup>۴۷۴</sup> <sup>۴۷۵</sup> <sup>۴۷۶</sup> <sup>۴۷۷</sup> <sup>۴۷۸</sup> <sup>۴۷۹</sup> <sup>۴۸۰</sup> <sup>۴۸۱</sup> <sup>۴۸۲</sup> <sup>۴۸۳</sup> <sup>۴۸۴</sup> <sup>۴۸۵</sup> <sup>۴۸۶</sup> <sup>۴۸۷</sup> <sup>۴۸۸</sup> <sup>۴۸۹</sup> <sup>۴۹۰</sup> <sup>۴۹۱</sup> <sup>۴۹۲</sup> <sup>۴۹۳</sup> <sup>۴۹۴</sup> <sup>۴۹۵</sup> <sup>۴۹۶</sup> <sup>۴۹۷</sup> <sup>۴۹۸</sup> <sup>۴۹۹</sup> <sup>۵۰۰</sup> <sup>۵۰۱</sup> <sup>۵۰۲</sup> <sup>۵۰۳</sup> <sup>۵۰۴</sup> <sup>۵۰۵</sup> <sup>۵۰۶</sup> <sup>۵۰۷</sup> <sup>۵۰۸</sup> <sup>۵۰۹</sup> <sup>۵۱۰</sup> <sup>۵۱۱</sup> <sup>۵۱۲</sup> <sup>۵۱۳</sup> <sup>۵۱۴</sup> <sup>۵۱۵</sup> <sup>۵۱۶</sup> <sup>۵۱۷</sup> <sup>۵۱۸</sup> <sup>۵۱۹</sup> <sup>۵۲۰</sup> <sup>۵۲۱</sup> <sup>۵۲۲</sup> <sup>۵۲۳</sup> <sup>۵۲۴</sup> <sup>۵۲۵</sup> <sup>۵۲۶</sup> <sup>۵۲۷</sup> <sup>۵۲۸</sup> <sup>۵۲۹</sup> <sup>۵۳۰</sup> <sup>۵۳۱</sup> <sup>۵۳۲</sup> <sup>۵۳۳</sup> <sup>۵۳۴</sup> <sup>۵۳۵</sup> <sup>۵۳۶</sup> <sup>۵۳۷</sup> <sup>۵۳۸</sup> <sup>۵۳۹</sup> <sup>۵۴۰</sup> <sup>۵۴۱</sup> <sup>۵۴۲</sup> <sup>۵۴۳</sup> <sup>۵۴۴</sup> <sup>۵۴۵</sup> <sup>۵۴۶</sup> <sup>۵۴۷</sup> <sup>۵۴۸</sup> <sup>۵۴۹</sup> <sup>۵۵۰</sup> <sup>۵۵۱</sup> <sup>۵۵۲</sup> <sup>۵۵۳</sup> <sup>۵۵۴</sup> <sup>۵۵۵</sup> <sup>۵۵۶</sup> <sup>۵۵۷</sup> <sup>۵۵۸</sup> <sup>۵۵۹</sup> <sup>۵۶۰</sup> <sup>۵۶۱</sup> <sup>۵۶۲</sup> <sup>۵۶۳</sup> <sup>۵۶۴</sup> <sup>۵۶۵</sup> <sup>۵۶۶</sup> <sup>۵۶۷</sup> <sup>۵۶۸</sup> <sup>۵۶۹</sup> <sup>۵۷۰</sup> <sup>۵۷۱</sup> <sup>۵۷۲</sup> <sup>۵۷۳</sup> <sup>۵۷۴</sup> <sup>۵۷۵</sup> <sup>۵۷۶</sup> <sup>۵۷۷</sup> <sup>۵۷۸</sup> <sup>۵۷۹</sup> <sup>۵۸۰</sup> <sup>۵۸۱</sup> <sup>۵۸۲</sup> <sup>۵۸۳</sup> <sup>۵۸۴</sup> <sup>۵۸۵</sup> <sup>۵۸۶</sup> <sup>۵۸۷</sup> <sup>۵۸۸</sup> <sup>۵۸۹</sup> <sup>۵۹۰</sup> <sup>۵۹۱</sup> <sup>۵۹۲</sup> <sup>۵۹۳</sup> <sup>۵۹۴</sup> <sup>۵۹۵</sup> <sup>۵۹۶</sup> <sup>۵۹۷</sup> <sup>۵۹۸</sup> <sup>۵۹۹</sup> <sup>۶۰۰</sup> <sup>۶۰۱</sup> <sup>۶۰۲</sup> <sup>۶۰۳</sup> <sup>۶۰۴</sup> <sup>۶۰۵</sup> <sup>۶۰۶</sup> <sup>۶۰۷</sup> <sup>۶۰۸</sup> <sup>۶۰۹</sup> <sup>۶۱۰</sup> <sup>۶۱۱</sup> <sup>۶۱۲</sup> <sup>۶۱۳</sup> <sup>۶۱۴</sup> <sup>۶۱۵</sup> <sup>۶۱۶</sup> <sup>۶۱۷</sup> <sup>۶۱۸</sup> <sup>۶۱۹</sup> <sup>۶۲۰</sup> <sup>۶۲۱</sup> <sup>۶۲۲</sup> <sup>۶۲۳</sup> <sup>۶۲۴</sup> <sup>۶۲۵</sup> <sup>۶۲۶</sup> <sup>۶۲۷</sup> <sup>۶۲۸</sup> <sup>۶۲۹</sup> <sup>۶۳۰</sup> <sup>۶۳۱</sup> <sup>۶۳۲</sup> <sup>۶۳۳</sup> <sup>۶۳۴</sup> <sup>۶۳۵</sup> <sup>۶۳۶</sup> <sup>۶۳۷</sup> <sup>۶۳۸</sup> <sup>۶۳۹</sup> <sup>۶۴۰</sup> <sup>۶۴۱</sup> <sup>۶۴۲</sup> <sup>۶۴۳</sup> <sup>۶۴۴</sup> <sup>۶۴۵</sup> <sup>۶۴۶</sup> <sup>۶۴۷</sup> <sup>۶۴۸</sup> <sup>۶۴۹</sup> <sup>۶۵۰</sup> <sup>۶۵۱</sup> <sup>۶۵۲</sup> <sup>۶۵۳</sup> <sup>۶۵۴</sup> <sup>۶۵۵</sup> <sup>۶۵۶</sup> <sup>۶۵۷</sup> <sup>۶۵۸</sup> <sup>۶۵۹</sup> <sup>۶۶۰</sup> <sup>۶۶۱</sup> <sup>۶۶۲</sup> <sup>۶۶۳</sup> <sup>۶۶۴</sup> <sup>۶۶۵</sup> <sup>۶۶۶</sup> <sup>۶۶۷</sup> <sup>۶۶۸</sup> <sup>۶۶۹</sup> <sup>۶۷۰</sup> <sup>۶۷۱</sup> <sup>۶۷۲</sup> <sup>۶۷۳</sup> <sup>۶۷۴</sup> <sup>۶۷۵</sup> <sup>۶۷۶</sup> <sup>۶۷۷</sup> <sup>۶۷۸</sup> <sup>۶۷۹</sup> <sup>۶۸۰</sup> <sup>۶۸۱</sup> <sup>۶۸۲</sup> <sup>۶۸۳</sup> <sup>۶۸۴</sup> <sup>۶۸۵</sup> <sup>۶۸۶</sup> <sup>۶۸۷</sup> <sup>۶۸۸</sup> <sup>۶۸۹</sup> <sup>۶۹۰</sup> <sup>۶۹۱</sup> <sup>۶۹۲</sup> <sup>۶۹۳</sup> <sup>۶۹۴</sup> <sup>۶۹۵</sup> <sup>۶۹۶</sup> <sup>۶۹۷</sup> <sup>۶۹۸</sup> <sup>۶۹۹</sup> <sup>۷۰۰</sup> <sup>۷۰۱</sup> <sup>۷۰۲</sup> <sup>۷۰۳</sup> <sup>۷۰۴</sup> <sup>۷۰۵</sup> <sup>۷۰۶</sup> <sup>۷۰۷</sup> <sup>۷۰۸</sup> <sup>۷۰۹</sup> <sup>۷۱۰</sup> <sup>۷۱۱</sup> <sup>۷۱۲</sup> <sup>۷۱۳</sup> <sup>۷۱۴</sup> <sup>۷۱۵</sup> <sup>۷۱۶</sup> <sup>۷۱۷</sup> <sup>۷۱۸</sup> <sup>۷۱۹</sup> <sup>۷۲۰</sup> <sup>۷۲۱</sup> <sup>۷۲۲</sup> <sup>۷۲۳</sup> <sup>۷۲۴</sup> <sup>۷۲۵</sup> <sup>۷۲۶</sup> <sup>۷۲۷</sup> <sup>۷۲۸</sup> <sup>۷۲۹</sup> <sup>۷۳۰</sup> <sup>۷۳۱</sup> <sup>۷۳۲</sup> <sup>۷۳۳</sup> <sup>۷۳۴</sup> <sup>۷۳۵</sup> <sup>۷۳۶</sup> <sup>۷۳۷</sup> <sup>۷۳۸</sup> <sup>۷۳۹</sup> <sup>۷۴۰</sup> <sup>۷۴۱</sup> <sup>۷۴۲</sup> <sup>۷۴۳</sup> <sup>۷۴۴</sup> <sup>۷۴۵</sup> <sup>۷۴۶</sup> <sup>۷۴۷</sup> <sup>۷۴۸</sup> <sup>۷۴۹</sup> <sup>۷۵۰</sup> <sup>۷۵۱</sup> <sup>۷۵۲</sup> <sup>۷۵۳</sup> <sup>۷۵۴</sup> <sup>۷۵۵</sup> <sup>۷۵۶</sup> <sup>۷۵۷</sup> <sup>۷۵۸</sup> <sup>۷۵۹</sup> <sup>۷۶۰</sup> <sup>۷۶۱</sup> <sup>۷۶۲</sup> <sup>۷۶۳</sup> <sup>۷۶۴</sup> <sup>۷۶۵</sup> <sup>۷۶۶</sup> <sup>۷۶۷</sup> <sup>۷۶۸</sup> <sup>۷۶۹</sup> <sup>۷۷۰</sup> <sup>۷۷۱</sup> <sup>۷۷۲</sup> <sup>۷۷۳</sup> <sup>۷۷۴</sup> <sup>۷۷۵</sup> <sup>۷۷۶</sup> <sup>۷۷۷</sup> <sup>۷۷۸</sup> <sup>۷۷۹</sup> <sup>۷۸۰</sup> <sup>۷۸۱</sup> <sup>۷۸۲</sup> <sup>۷۸۳</sup> <sup>۷۸۴</sup> <sup>۷۸۵</sup> <sup>۷۸۶</sup> <sup>۷۸۷</sup> <sup>۷۸۸</sup> <sup>۷۸۹</sup> <sup>۷۹۰</sup> <sup>۷۹۱</sup> <sup>۷۹۲</sup> <sup>۷۹۳</sup> <sup>۷۹۴</sup> <sup>۷۹۵</sup> <sup>۷۹۶</sup> <sup>۷۹۷</sup> <sup>۷۹۸</sup> <sup>۷۹۹</sup> <sup>۸۰۰</sup> <sup>۸۰۱</sup> <sup>۸۰۲</sup> <sup>۸۰۳</sup> <sup>۸۰۴</sup> <sup>۸۰۵</sup> <sup>۸۰۶</sup> <sup>۸۰۷</sup> <sup>۸۰۸</sup> <sup>۸۰۹</sup> <sup>۸۱۰</sup> <sup>۸۱۱</sup> <sup>۸۱۲</sup> <sup>۸۱۳</sup> <sup>۸۱۴</sup> <sup>۸۱۵</sup> <sup>۸۱۶</sup> <sup>۸۱۷</sup> <sup>۸۱۸</sup> <sup>۸۱۹</sup> <sup>۸۲۰</sup> <sup>۸۲۱</sup> <sup>۸۲۲</sup> <sup>۸۲۳</sup> <sup>۸۲۴</sup> <sup>۸۲۵</sup> <sup>۸۲۶</sup> <sup>۸۲۷</sup> <sup>۸۲۸</sup> <sup>۸۲۹</sup> <sup>۸۳۰</sup> <sup>۸۳۱</sup> <sup>۸۳۲</sup> <sup>۸۳۳</sup> <sup>۸۳۴</sup> <sup>۸۳۵</sup> <sup>۸۳۶</sup> <sup>۸۳۷</sup> <sup>۸۳۸</sup> <sup>۸۳۹</sup> <sup>۸۴۰</sup> <sup>۸۴۱</sup> <sup>۸۴۲</sup> <sup>۸۴۳</sup> <sup>۸۴۴</sup> <sup>۸۴۵</sup> <sup>۸۴۶</sup> <sup>۸۴۷</sup> <sup>۸۴۸</sup> <sup>۸۴۹</sup> <sup>۸۵۰</sup> <sup>۸۵۱</sup> <sup>۸۵۲</sup> <sup>۸۵۳</sup> <sup>۸۵۴</sup> <sup>۸۵۵</sup> <sup>۸۵۶</sup> <sup>۸۵۷</sup> <sup>۸۵۸</sup> <sup>۸۵۹</sup> <sup>۸۶۰</sup> <sup>۸۶۱</sup> <sup>۸۶۲</sup> <sup>۸۶۳</sup> <sup>۸۶۴</sup> <sup>۸۶۵</sup> <sup>۸۶۶</sup> <sup>۸۶۷</sup> <sup>۸۶۸</sup> <sup>۸۶۹</sup> <sup>۸۷۰</sup> <sup>۸۷۱</sup> <sup>۸۷۲</sup> <sup>۸۷۳</sup> <sup>۸۷۴</sup> <sup>۸۷۵</sup> <sup>۸۷۶</sup> <sup>۸۷۷</sup> <sup>۸۷۸</sup> <sup>۸۷۹</sup> <sup>۸۸۰</sup> <sup>۸۸۱</sup> <sup>۸۸۲</sup> <sup>۸۸۳</sup> <sup>۸۸۴</sup> <sup>۸۸۵</sup> <sup>۸۸۶</sup> <sup>۸۸۷</sup> <sup>۸۸۸</sup> <sup>۸۸۹</sup> <sup>۸۹۰</sup> <sup>۸۹۱</sup> <sup>۸۹۲</sup> <sup>۸۹۳</sup> <sup>۸۹۴</sup> <sup>۸۹۵</sup> <sup>۸۹۶</sup> <sup>۸۹۷</sup> <sup>۸۹۸</sup> <sup>۸۹۹</sup> <sup>۹۰۰</sup> <sup>۹۰۱</sup> <sup>۹۰۲</sup> <sup>۹۰۳</sup> <sup>۹۰۴</sup> <sup>۹۰۵</sup> <sup>۹۰۶</sup> <sup>۹۰۷</sup> <sup>۹۰۸</sup> <sup>۹۰۹</sup> <sup>۹۱۰</sup> <sup>۹۱۱</sup> <sup>۹۱۲</sup> <sup>۹۱۳</sup> <sup>۹۱۴</sup> <sup>۹۱۵</sup> <sup>۹۱۶</sup> <sup>۹۱۷</sup> <sup>۹۱۸</sup> <sup>۹۱۹</sup> <sup>۹۲۰</sup> <sup>۹۲۱</sup> <sup>۹۲۲</sup> <sup>۹۲۳</sup> <sup>۹۲۴</sup> <sup>۹۲۵</sup> <sup>۹۲۶</sup> <sup>۹۲۷</sup> <sup>۹۲۸</sup> <sup>۹۲۹</sup> <sup>۹۳۰</sup> <sup>۹۳۱</sup> <sup>۹۳۲</sup> <sup>۹۳۳</sup> <sup>۹۳۴</sup> <sup>۹۳۵</sup> <sup>۹۳۶</sup> <sup>۹۳۷</sup> <sup>۹۳۸</sup> <sup>۹۳۹</sup> <sup>۹۴۰</sup> <sup>۹۴۱</sup> <sup>۹۴۲</sup> <sup>۹۴۳</sup> <sup>۹۴۴</sup> <sup>۹۴۵</sup> <sup>۹۴۶</sup> <sup>۹۴۷</sup> <sup>۹۴۸</sup> <sup>۹۴۹</sup> <sup>۹۵۰</sup> <sup>۹۵۱</sup> <sup>۹۵۲</sup> <sup>۹۵۳</sup> <sup>۹۵۴</sup> <sup>۹۵۵</sup> <sup>۹۵۶</sup> <sup>۹۵۷</sup> <sup>۹۵۸</sup> <sup>۹۵۹</sup> <sup>۹۶۰</sup> <sup>۹۶۱</sup> <sup>۹۶۲</sup> <sup>۹۶۳</sup> <sup>۹۶۴</sup> <sup>۹۶۵</sup> <sup>۹۶۶</sup> <sup>۹۶۷</sup> <sup>۹۶۸</sup> <sup>۹۶۹</sup> <sup>۹۷۰</sup> <sup>۹۷۱</sup> <sup>۹۷۲</sup> <sup>۹۷۳</sup> <sup>۹۷۴</sup> <sup>۹۷۵</sup> <sup>۹۷۶</sup> <sup>۹۷۷</sup> <sup>۹۷۸</sup> <sup>۹۷۹</sup> <sup>۹۸۰</sup> <sup>۹۸۱</sup> <sup>۹۸۲</sup> <sup>۹۸۳</sup> <sup>۹۸۴</sup> <sup>۹۸۵</sup> <sup>۹۸۶</sup> <sup>۹۸۷</sup> <sup>۹۸۸</sup> <sup>۹۸۹</sup> <sup>۹۹۰</sup> <sup>۹۹۱</sup> <sup>۹۹۲</sup> <sup>۹۹۳</sup> <sup>۹۹۴</sup> <sup>۹۹۵</sup> <sup>۹۹۶</sup> <sup>۹۹۷</sup> <sup>۹۹۸</sup> <sup>۹۹۹</sup> <sup>۱۰۰۰</sup>

قبر شریف میں تارے گئے و منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دفن فرمائے گئے  
جب کو قافلہ منگل کا دن بھی کہا جا سکتا ہے اور بدھ کا دن بھی، اسلئے یہ روایت پہلی روایت کی کچھ خلاف نہیں  
نہیں ۱۲۔ سالم بن عبیدہ صحابی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرضِ لوفات میں بار بار  
غشی ہوتی تھی اور جب افاقہ ہوتا تو زبان سے یہ نکلتا کہ نماز کا وقت ہو گیا یا نہیں اور نماز کا وقت ہو جائے کا  
حال معلوم ہو سنے پر چونکہ مسجد تک تشریف لیجائی طاقت نہ تھی اسلئے ارشاد عالی ہوا کہ اگر تاک



فامر بلال فاذن وامر ابو بکر فضیله بالناس ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وجد خفة فقال انظروا لي من اتكن عليه فجاوت بريرة ورجل آخر فالتكاه عليه سماء فلما رااه ابو بكر ذهب لينكبص فاومى اليه ان يثبت مكانه حتى قضى ابو بكر صلاته ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض فقال عمرو بن العاص لا اسمع احدا ينادي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض الا صوتي يسفي هذا قال كان الناس اعميين لم يكن فيهم نبى قبله فامسك الناس قالوا يا سالم انطلق الى صاحب رسول الله

لما لا اسمع ان يكون يقول  
انما ارسل اليه صلى الله  
عليه وسلم كما ارسل الى  
موسى عليه السلام فلبث  
عن قومه اربعين ليلة  
او يظن انه من الغشيان  
المعتاد له صلى الله عليه  
وسلم ۱۲

حضرت عائشہؓ کے ذہن میں یہ مضمون بھی تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ لوگ حضورؐ کی جگہ حضرت صدیق کو کھڑا ہوا دیکھیں گے تو نحوست کا وسوسہ کریں گے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کی درخواست کی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے بھی اپنی موافقت پر اصرار کیا اس لئے حضورؐ نے انکو یوسف علیہ السلام کے قصہ و ایوں کی ساتھ تشبیہ دی کہ امرنا حق کی امداد میں حضرت یوسف علیہ السلام پر لیٹا کی موافقت کا اصرار کرتی تھیں بعض علمائے وجہ تشبیہ و بھی بتلائی ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ اللہ جل شانہ اور مسلمان ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو نہیں مانیں گے (انتقال حکم پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (اور حضورؐ کے وصال تک سترہ نمازیں ادا فرمائیں، اس دوران میں) ایک مرتبہ حضورؐ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا دیکھو کوئی سہارا ابو بکر مسیحی تک لیجانا والا ہے اس ارشاد پر دو خادم حاضر ہوئے اور حضورؐ ان کے سہارے مسجد تک تشریف لے گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو دیکھ کر تشبیہ ہٹانے کا ارادہ فرمایا تو حضورؐ نے اشارہ سے منع فرمادیا (حضورؐ نے نماز پڑھی اور دو شنبہ کے روز بومال ہوا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر یہ سخت وقت جس قدر بھی مشکل و دشوار تھا وہ ہر پہ منافی اور مخالفین کے فتنہ اور حضورؐ کے ۲۳ سالہ باغ کی حفاظت اور ان سب کی ساتھ حضورؐ جیسی ذات کی مفارقت اور اس ذات کی جدائی جس کی بدولت گھر باہر خویش و اقارب مال و متاع سب لٹا دیا تھا اور چونکہ آج صحیح سوا فاقہ کے آثار معلوم ہو رہے تھے جو تحقیقت منہا لائے تھے کہ افاقہ سوائے حضورؐ کے وصال کی خبر کا

صلی اللہ علیہ وسلم فادعہ فانیت ابابکر و هو فی المسجد فانیت ابی دھشاف لما  
 لانی قال لی اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ان عمر یقول لا اسمع  
 احدا ینکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض الا ضربت بسیفی هذا فقال  
 لی انطلق فانطلقت معہ فجاء هو و الناس قد دخلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فقال یا ایہا الناس افرجوا لی فافرجوا لی فاجتہی اکب علیہ و مسہ فقال نک  
 میت و انہم میتون ثم قالوا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبض  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم ففعلوا ان قد صدق قالوا یا صاحب  
 رسول اللہ انضلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قالوا و کیف قال داخل

لہید غل نہ قیل ان  
 فوجاً فوجاً دخلوا علیہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم و کل  
 واحد منہم صلی علیہ  
 علیحدۃ و رومی ان علیاً  
 قال لا یؤم احدکم علیہ  
 لانہ امامکم حال حیوۃ  
 و حال مماتہ و قد ورد  
 فی بعض الروایات انہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اوصی  
 علی الوجہ الامن کور و لدی  
 و قمہ التاخیر فی دفنہ ۱۲

باوجود بہت جلد خبر مشہور ہو جائے کہ بہت سے حضرات کو یقین نہیں آیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جسے  
 باعظمت اور قوی القلب آدمی بھی بایں فضل و کمال اور بدیں شجاعت و بہت تحمل نہ فرما سکے اور خود فتنہ  
 ہو کر برہنہ تلوار لیکر کھڑے ہو گئے اور یہ فرمانے لگے کہ واللہ حضور کا وصال نہیں ہوا جو شخص یہ کہتا کہ حضور  
 کا وصال ہو گیا ہو اسکی گردن اڑا دوں گا، چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی نبی کی وفات کا پہلے سے تجربہ نہیں تھا  
 اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر سب ساکت ہو گئے اور صحابہ نے سالم سے کہا کہ حضور کے ساتھی ابو بکر  
 رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ (وہ ہی اس طبعیاتی کی وقت اس کشتی کو کنارہ لگائیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 افتقر کی صورت دیکھ کر گھروالو کی خبر لینے کے لئے تشریف لیگئے ہوئے تھے) سالم کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا تھیرا نہ  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاس گیا وہ اپنے محلہ کی مسجد میں تھے میری مضطربانہ حالت دیکھ کر دریافت فرمایا  
 کہ حضور کا وصال ہو گیا میں نے اسکی اطلاع کی اور یہ بھی عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ میں جب کہ یہ کہتے  
 ہوئے سنو لگا کہ حضور کا وصال ہو گیا اسکی گردن اڑا دوں گا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری ساتھ تشریف لائے  
 اور مجمع کو ہٹا کر حضور کے پاس تشریف لے گئے اور حضور کے چہرہ مبارک پر گہری نظر ڈال کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا  
 اور یہ آیت پڑھی اِنَّا مَوْتٌ وَاَنْتُمْ مَعِیتٌ وَاَنْتُمْ مَعِیتٌ وَاَنْتُمْ مَعِیتٌ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تم بھی وفات پانوا گے ہو  
 اور وہ سب دشمن بھی مرتوا گے ہیں صحابہ نے پوچھا کہ کسے حضور کے رفیق کیا آپ کی وفات ہو گئی، حضرت

ت اند فن

لہ بنو ابیہ وہم علی  
والعباس وابناء فضل  
وقثم واسامة بن زید  
وصالح الحبشی والمراد  
ببنی ابیہ مباشرتہم  
بغسلہم ولا یسافی  
مساعلة غیرہم ۱۲۰  
لہ من لہ مثل هذه الثلاثة  
الغزای من ثبت لہ مثل هذه  
الفضائل الثلاثة الثلاثی بکر  
فہو استفہام انکاری علی  
الاخبار حیث توہموا ان  
لہم حقانی الخلافة اذ جعل  
رسولہ ثانی اثین والثانیۃ  
اثبات الصحبة والثالثۃ  
اثبات المعبیۃ ۱۲۱

قوم فیکبرون ویبدعون ویصلون ثم یخرجون ثم یدخلون قوم فیکبرون ویصلون  
ویبدعون ثم یخرجون حتی یدخل الناس قالوا یا صاحب رسول الله ائید فن  
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قالوا ین قال فی المکان الذی قبض الله  
فید روحہ فان الله لم یقبض روحہ الا فی مکان طیب فعلموا ان قد صدق ثم  
امرهم ان یغسلہ بنو ابیہ واجتمع المہلبون یتشاورون فقالوا انطلق بنا الی  
انوا ننہا من ان نصارہم نخلہم معنای هذا الامر فقالوا ان نصارہم امیر و  
امیر فقال عمر بن الخطاب رضی الله عنہ من لہ مثل هذا الثلاث ثانی اثین

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک آپ دار البقا کو روانہ ہو چکے ہیں اسوقت صحابہ کرام یقین ہو گیا۔ پھر  
انھوں نے آپ کے دیگر امور دریافت کئے اسلئے کہ ہر ہر چیز میں احتمال خصوصیت تھا اسلئے اول نماز جنازہ کو پوچھا کہ  
پڑھی جائیگی یا نہیں آپ نے فرمایا کہ پڑھی جاوے گی، انھوں نے پوچھا کہ سطرچ پڑھیں (تمام اہل مدینہ شائق ہیں)۔  
آپ نے فرمایا کہ ایک ایک جماعت حجر کے اندر جاوے اور بلا جماعت نماز پڑھ کر چلی آوے اسطرچ سب لوگ نماز  
پڑھیں، پھر صحابہ نے پوچھا کہ حضور دفن کئے جاویں گے یا نہ پتے فرمایا کہ یقیناً دفن کئے جاویں گے، انھوں نے پوچھا  
کہ کس جگہ قبر شریف بنائی جاوے گی آپ نے فرمایا کہ جس جگہ آپکا وصال ہوا ہے وہی جگہ مدفن ہے، اسلئے کہ  
حق تعالیٰ شانہ نے آپکا وصال اسی جگہ فرمایا جو جگہ حق تعالیٰ شانہ کو پسندیدہ ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کو  
ہر ہر بات پر اطمینان ہوتا رہا اور بیشک سچ فرمایا کرتے رہے، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ذابلیت  
اور حضور کے قریب رشتہ داروں کو تنہی و تحفین کے انتظام کا حکم فرمایا (اور حفاظت اسلام اور رفع اختلافات  
کے لئے کسی شخص کو مدارائے بنائے کی تجویز شروع ہوئی) مشورہ یہ ہوا کہ صحابہ کی شرکت کی کوئی معوقہ قرار  
پانا چاہیے، انصاف یہ تجویز کی کہ انصار میں ایک امیر مستقل ہو، اور مہاجرین میں علیؓ امیر ہو، حضرت عمر رضی اللہ  
عنہ نے ارشاد فرمایا کون ہے وہ شخص جس کے لئے ایک ہی واقعہ میں تین فضیلتیں ہوں چہ جائیکہ اور  
فضائل اور چھ تین بھی ایسی کہ جن میں ہر ایک کمال فضل پر وال ہو۔۔۔

اول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اتحاد اور تباہ اور تنہائی کیوقت ساتھ دینا جس کو

اذہما فی الغار الذی قول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا من لہما قال ثم یطیرون  
فبايعوا بايعه الناس بيعة حسنة جميلة حل ثنا خير بن علي ثنا عبد الله بن  
الزبير شقيق باهلي قدم بصري ثنا ثابت البناني عن انس بن مالك قال لما جد  
رسول الله صلى الله عليه وسلم من كرب الموت ما وجد فقالت فاطمة واكره يا  
فقال النبي صلى الله عليه وسلم اكره علي ابيك بعد اليوم انه قد حضر من ابيك  
ما ليس بتبارك منه احد الوفاة يوم القيمة حل ثنا ابو الخطاب زياد بن يحيى البصري  
ونصير بن علي قالوا حدثنا عبد ربه بن باري الحنفى قال سمعت جدي  
ابا ابي سماك بن وليد يحدث انه سمع ابن عباس يحدث انه سمع  
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان له فرطان من امتي ادخله الله نقا  
بهما الجنة فقالت له عائشة فمن كان له فرط من امتك قال ومن كان له فرط

نزل ابيك

لہ من ہما الاستغفار  
للتقیر و التخمیر ای  
من الاثنان المدان کوران  
فی هذه الآية ۱۲۷  
لہ يوم القيمة منصوب  
بفرع الخافض و ہو کلمة  
الی وجوز ان يكون محو لای

ویرا دہ يوم الوفاة  
ان يوم موت کل احد  
يوم قیامتہ کما وساد  
قال القاری ۱۲۸  
سہ ابہی بیان للجد ۱۲۹

حق تعالی شانہ ثانی اثنین اذہما فی الغار سے ارشاد فرما رہے ہیں، دوسرے حق تعالی شانہ ان کو حضور کا  
ساتھی اور رفیق فرما رہے ہیں، تیسرے اللہ جل شانہ کی بیعت، کس قدر بڑی ذات ہے ان دونوں  
حضرات کی (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابر کوئی ہستی ہو سکتی ہے)  
اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لئے ہاتھ بچھیلادیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت  
کی اُسکے بعد سقیفہ کے سب لوگوں نے برضا و رغبت بیعت کی۔۔

نمب ۱۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الوفا  
کی سخت تکلیف برداشت فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہاں ابا کی تکلیف  
حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد میرے باپ پر کچھ تکلیف نہیں پڑے گی، بیشک آج تیرے باپ پر وہ اٹل چیز  
اتری ہے یعنی موت جو قیامت تک کبھی کسی سے ملنے والی نہیں۔۔

نمب ۱۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ  
جس کے دھبے ذخیرہ آخرت بنجائیں تو حق تعالی شانہ اُنکی بدولت اسکو ضرورت جنت میں داخل فرما دیں گے

یا موفقة قالت فمن لم يكن له غوط من اهلك قال فانافوط اذ متى لن يصيبوا بمثل

## باب ما جاء في ميراث رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا احمد بن منيع ثنا الحسن بن محمد ثنا اسود بن عيسى عن ابي اسحاق

عن عمرو بن الحارث اخي جويرية له حبة قال مات رسول الله صلى الله عليه وسلم

الا سراحه وبلغته وادضا جعلها صدقة حدثنا محمد بن المثنى ثنا ابو الوليد

ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال

جاءت فاطمة الى ابي بكر رضي الله عنهما فقالت من يترك فقال اهلبي وولدي

فقالت مالي لا اريد ابي فقال ابو بكر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يرث ما ترك من الصدقات قالوا لا نورث

ما تركنا صدقة والظاهر

انها الارض لان المراد

بقوله جعلها صدقة

بين كونها من الصدقات

حال حيوة قاله القاري

حضرت عائشة رضي الله عنها عرض کیا کہ یا رسول اللہ جسکے لئے ایک ہی بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ

جسکا ایک ہی بچہ چلے یا ہو وہ بھی بخش دیا جائیگا، حضرت عائشہ نے پوچھا کہ جسکا ایک بھی بچہ نہ مرا ہو تو آپ نے

فرمایا کہ لئے لو میں ذخیرہ آخرت بنو لگا، اسلئے کہ میری وفات کا رنج آل و اولاد سب سے زیادہ ہوگا،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا ذکر

ف اس باب میں مصنف نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں سب کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ کا اور حملہ

انبیاء کا مرقہ مال صدقہ ہوتا ہے وہ وارثوں پر تقسیم نہیں ہوتا۔

منبہ عمرو بن الحارث جو ام المؤمنین جویریتہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں صرف ہتھیرا اور (اپنی سواری کا) بچرا اور کچھ حصہ زمین کا چھوڑا تھا

اور انکو بھی صدقہ فرما گئے تھے ف چونکہ یہ چیزیں صدقہ کے حدود میں داخل ہو گئی تھیں اس لئے

ان میں میراث جاری نہیں ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمالی کپڑوں کا ذکر معمولی چیز

ہونے کی وجہ سے نہیں کیا گیا۔

منبہ ۲ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

پاس تشریف لائیں اور دریافت فرمایا کہ تمہارا کون وارث ہوگا، انھوں نے فرمایا کہ میرے اہل و عیال،

وَيَقُولُ لَا تَوَرُّثَ وَلَكِنِّي أَعُولُ مِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُ وَالْفَقْرُ  
 أَصْلُ الْوَرِثَةِ مَنْ خُذَ مِنْ وَاسْتَعْمَرَ الْمُتَعَمَّرُ فِي الْفِعْلِ ۝  
 عَلِيٌّ مِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفِقُ عَلَيْهِ حُلَّ شَا مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى  
 ثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْدَرِيُّ أَبُو عَسَانَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَبِي الْخَثَرِ  
 أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيَّ ابْنَهُمَا لَمْ يَمْرُؤَا بِمَا يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ أَنْتَ  
 كُنَّا أَنْتَ كُنَّا فَقَالَ عُمَرُ لَطِخَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ تَمِيمٍ  
 بِاللَّهِ أَسْمَعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مَالِ نَبِيِّ صَدَقَ إِلَّا مَا

لہذا ابی الخثری بفقہ المحدث  
 واسکان الخاء المحجمة و  
 فقہ الفوقلیۃ یہو سعید بن  
 فیروز بن ابی عمر ان  
 فما قبل بالحاء المهملة  
 منسوب الی الخثر بمعنی  
 حسن المشی لیس بشئی  
 قالہ القاری ۲۰۰

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا پھر میں اپنے والد کے متروکہ کی وارث کیوں نہیں بنی، حضرت صدیق اکبر  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، البتہ  
 (میں) وقف کا متولی ہونے کی وجہ سے، جن لوگوں کا روزیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرما رکھا تھا  
 اُسکو میں بھی ادا کرونگا اور جن لوگوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خرچ فرمایا کرتے تھے، انہیں بھی خرچ  
 کرونگا، بظاہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ خیال فرماتی تھیں کہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے حضور کے  
 مال کو ترکہ میراثی قرار نہیں دیا گیا، اسلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمھارا  
 بھی کوئی وارث ہو گا یا نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرعی مسئلہ کے موافق جواب مرحمت  
 فرمایا ورنہ اُنکی اپنی وصیت کے موافق جس میں انھوں نے فرمایا کہ اس مال کو بیت المال میں واپس  
 کر دینا جس کا مفصل بیان میرے رسالہ سوانح صدیق میں انشاء اللہ ملے گا۔ اُس کے موافق  
 حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی کوئی وارث نہیں ہوا۔ ۛ

نمبہ ۳۳ ابوالخثری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں حضرات حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اُن کے پاس تشریف لائے، ہر ایک دوسرے پر اعتراض کر رہا تھا  
 اور اُسکو انتظام کے ناقابل بتلا رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ  
 حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان سب حضرات کو متوجہ فرما کر یہ کہا کہ تمہیں خدا  
 کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم سب نے حضور سے یہ نہیں سنا کہ نبی کا تمام مال صدقہ ہوتا ہے بجز اُسکے جو وہ اپنے



اللہ تعالیٰ انا لا نورت وفي الحدیث قصۃ حدیثنا محمد بن اثنی ثنا صفوان بن عیسیٰ عن اسامة بن زید عن الزهري عن عروة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورت ما تركنا فهو صدقة حدیثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن ابی الزناد عن الازہری عن ابی ہریرۃ عن ابی لہیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقسم ورثتی دیناراً ولا درهما ما ترکت بعد نفقة نسائی ومونة عاملی فهو صدقة حدیثنا الحسن بن علی الخزاز ثنا بشر بن عمر قال سمعت مالک بن انس عن الزهري عن مالک بن اوس بن الحد ثان قال دخلت علی عمر فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وطیحة وسعد وجاء علی والعباس یختصمان فقال لہم عمر انشدکم بالذی یاذنہ تقوم السماء

سہ قصۃ اخراجہ ابو داؤد وغیرہ مفسرہ ۱۲  
تہ عاملی ہو الخلیفۃ بعد او القائم علی تلك الصدقة والنظر فیہا وخادم فی حوائطہ وکیلہ واجیرہ او کل عامل للمسلمین وكان علیہ السلام یأخذ من صفایہ نفقة اہلہ ثم یؤبکہ شہرہ واستغنی عن عثمان بمالہ فاقطع ہامروان وغیرہ من اقاربہ فلم تزل فی ایدہم حتی لایہ عمر ابن عبد العزیز ۱۲

اہل کو کھلائے ہم انبیاء کی جماعت کی کو اپنا وارث نہیں بناتے اس حدیث میں طویل قصہ ہے  
ف امام ترمذی کا مقصود صرف میراث نہ ہونیکا ذکر تھا وہ حاصل ہو گیا تھا اسلئے پورا قصہ طویل ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں فرمایا ابو داؤد شریف اور مسلم شریف کی روایات میں مفصل موجود ہے۔  
منہب حضرت عائشہؓ سے بھی یہی روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم انبیاء کی جماعت جو مال چھوڑتی ہے وہ صدقہ فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔

منہب ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے ورثہ دینار اور درہم تقسیم نہ کریں میرے ترکہ سے اہل و عیال کا نفقہ اور میرے عامل کا نفقہ نکالنے کے بعد جو کچھ وہ صدقہ ہے ف عامل سے مراد وہ شخص بھی بتلایا گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غلیفہ وقت ہوتا ہوا ہو اور وہ بھی کما گیا جو زمینوں کی پیداوار جمع کر کے لائیے والا ہو۔ دونوں محتمل ہیں۔

منہب مالک بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اُنکے پاس عبد الرحمن بن عوف اور طیحہ اور سعد بن ابی وقاص بھی تشریف لائے (اُسکے حضور ہی رہے) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ جھگڑتے ہوئے تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب حضرات کی

والارض التعلون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تورث ما تركنا صدقة  
فقالوا اللهم نعم وفي الحديث قصة طويلة حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن  
ابن مهدي ثنا سفيان عن عاصم بن بهدلة عن زر بن حبیش عن عائشة  
قالت ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم ديناراً ولا درهماً ولا مثاق

ولا بعيراً قال واشك في العبد والامة

**باب ما جاء في رؤية رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام**  
حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي ثنا سفيان عن أبي سفيان

له اللهم صل الكلام  
به لتأكيد الحكم كما هو  
العرف ولا اختصاراً ولا تحوز  
عن الوقوع في الغلط و  
الميم فيه بدل حرف النداء  
والمقصود من النداء  
في حق سبحانه هو التفعّل  
والنداء إلى حقيقة النداء  
فانه ليس بمعيد ولا  
بغائب قاله القاري ۱۳

طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اُس ذات پاک کی قسم دیکھ لو چھٹنا ہوں جسکے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا  
تمہیں حضور کے اس ارشاد کا علم ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم ترک چھوڑ جاتے  
ہیں وہ سب صدقہ ہو تا ہے، اُن سب حضرات نے فرمایا کہ بیشک یہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے، اس حدیث  
میں ایک طویل قصہ ہے۔ یہ وہی قصہ ہے جس کی طرف پہلی حدیث ابوالخضر کی روایت میں  
اشارہ گزر چکا ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت طلحہ وغیرہ حضرت کو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے اپنی سفارش  
ہی کے لئے پہلے بھیجا تھا۔ ۱۴

**تمہیں** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینا چھوڑا  
نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ، راوی کہتے ہیں کہ مجھے غلام اور باندی کے ذکر میں شک ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ نے  
یہ بھی فرمایا تھا کہ نہ غلام نہ باندی، یا نہیں فرمایا۔ ۱۵

**باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا تذکرہ**  
خواب کی حقیقت کیا ہے اور واقعی چیز ہے یا مجرد خیالات طویل بختیں ہیں جو اس جگہ کہ مناسب  
نہیں البتہ علما رتے لکھا ہے کہ خواب کبھی اُس فرشتہ کے تصرف سے ہوتا ہے جو اُس پر مقرر ہے، یہ حق  
ہوتا ہے اور کبھی شیطانی اثر اور نفسانی خطرات بھی اس کا سبب ہوتے ہیں یہ عام خواب کے متعلق ہے  
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر خواب میں ہو تو وہ تصرفات شیطانی سے خالی ہوتی ہے

عن ابی الاحوص عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی حد ثنا محمد بن بشار و محمد بن المنثری قال ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ بی حد ثنا قتیبۃ ثنا خلف بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی قال ابو عیسۃ وابو مالک ہذا ہو سعد بن طارق بن اشیم و طارق بن اشیم و ہو من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قد روٰی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث و سمعت علی بن حجر یقول قال خلف بن خلیفۃ رايت

لہ فقد رآنی اشتکل فی الحدیث بان الشرط والمجاز والمحال واجب بان الاتحاد ما دل علی التماهی فی المبالغۃ ای فقد رآی حقیقی علی کمالہا لا شبہۃ ولا تضاد لہ ابی حصین بغیر حاء مہملۃ اول الحروف ثم صاد مہملۃ مکسورۃ قال المناوی و تبعہا ابی ہریرۃ ہو احمد بن عبد اللہ بن یونس النخعی امہ و لیس بصواب ہذا بل الظاہرات عثمان ابن عاصم الاسدی ۱۲ لہ و طارق ای والد ابی مالک صحابی قد روٰی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر ہذا الحدیث ثبتت صحیحۃ و ذکر مقولۃ خلف ابن خلیفۃ تلخیص علم الاسانید بان بینہ و بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ وسائط، ۱۳

لیکن پھر بھی اگر علیہ شریف کے موافق نہ ہو یا کوئی امر شان نبوی کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کی غلطی کو تاہی اور قصور کی بنا پر ہوتا ہے اسکو شرح و مشائخ آئینہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں کہ ایک شے کو اگر سرخ آئینہ میں دیکھو تو سرخ نظر آتی ہے اور سبز میں سبز ایسے ہی سیاہ سفید اور لانی جوڑی غرض مختلف الانواع نظر آتی ہے اب رہا یہ امر کہ حضور کی عین ذات نظر آتی ہے یا تشبیہ مثل محققین نے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے مصنف نے اس باب میں سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

**منہب ۱** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھی کو دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

**منہب ۲** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھی کو دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ حق تعالیٰ اہل شانہ جیسا کہ عالم حیات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے اثر سے محفوظ فرمادیا تھا ایسے ہی حضور کو وصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپ کی صورت بنا سکے۔

**منہب ۳** طارق بن اشیم سے بھی یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے

عمر بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فلان صغیر حدیث ثنائیہ  
 ہوا بن سعید ثنا عبد الواحد بن زیاد عن عاصم بن کلیب حدیثی ابی انہ سمع  
 ابابکر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان  
 الشیطان لا یمثلنی قال ابی فحدثت بہ ابن عباس فقلت قد رایتہ فذکرت  
 الحسن بن علی فقلت شبہتہ بہ فقال ابن عباس ان کان یشبہہ حدیث ثنائیہ  
 ابن بشیر حدیث ثنائی بن ابی عدی ومحمد بن جعفر قال الحدیث ثنائی بن ابی جمیلہ  
 عن یزید الفارسی وكان یمکتب المصاحف قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 فی المنام زمن ابن عباس فقلت انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم فی النوم فقال ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول

لہو کان یمکتب المصاحف  
 اشارۃ الی بکۃ عملہ  
 وشوفہ فلنأی ہذا  
 الرؤیا العظیمۃ ۱۲

حقیقۃً مجی کو دیکھا اس لئے شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

**منبہ ۱۲** کلب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا یہ ارشاد سنا یا کہ جو مجھے خواب میں دیکھے وہ حقیقۃً مجی کو خواب میں دیکھتا ہے اسلئے کہ شیطان میرا شبہ  
 نہیں بن سکتا، کلب کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا  
 کہ مجھے خواب میں زیارت اقدس مدینہ ہوئی اُسوقت مجھے امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیال آیا، میں نے ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اُس خواب کی صورت کو امام حسن کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی امام حسن آپ کے بہت مشابہ تھے، و  
 آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سینہ اور اس کا مافوق امام حسن رضی اللہ عنہ کا اور تحتانی حصہ حضرت امام حسین  
 رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

**منبہ ۱۵** یزید فارسی کلام اللہ شریف لکھا کرتے تھے ایک مرتبہ خواب میں حضرت عبداللہ بن عباس  
 کے حیات کے زمانہ میں حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت ابن عباس سے خواب عرض کیا انھوں نے  
 اول ارشاد نبوی سنا یا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقۃً مجی کو دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان

۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

ان الشیطان لا یستطیع ان یتشبه بی فمن رانی فی النوم فقد رانی هل تستطیع ان  
 تنعت هذا الرجل لانی رأیتہ فی النوم قال نعم انعت لك رجلا یدین الرجلین جسمہ  
 وسنمہ اسمہ الی البیاض الكحل العینین حسن الضمک جمیل دوائر الوجه قد مرأت  
 لحبیبہ ما بین هذا الی هذا قد ملعت فخرہ قال عوف ولا أدری ما كان مع هذا  
 النعت فقال ابن عباس لورأیتہ فی الیقظۃ ما استطعت ان تنعته فوق هذا  
 قال ابو عیسیٰ ویزید الفارسی وهو یزید بن هرمز وهو اقدم من یزید لرقاشی  
 وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحدیث ویزید لرقاشی  
 لم یدر لہ ابن عباس وهو یزید بن ابان الرقاشی وهو یروی عن انس بن مالک  
 وخزیمہ الفارسی ویزید لرقاشی کلہما من اهل البصرۃ وعوف بن ابی جمیلہ هو  
 عوف الاعرابی حد ثنا ابو داؤد سلیمان بن سلم البلیغی ثنا النضر بن شمیم  
 قال قال عوف الاعرابی اما اکبر من قتادة حد ثنا عبد اللہ بن ابی زیاد ثنا یعقوب  
 ابن ابراہیم بن سعد حد ثنا ابی اخی ابن شہاب الزہری عن عمہ قال قال  
 ابو سلمۃ قال ابو قتادۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی یعنی فی

عرض المصنف بن کرہذا  
 القول دروایۃ قتادۃ عن  
 ابن عباس معروفہا کما  
 عوف اکبر من فروایتہ عن  
 الراوی عن ابن عباس غیر  
 مستبعد، ۱۲

میری صورت نہیں بنا سکتا یہ ارشاد سنا کہ پوچھا گیا خواب کی دیکھی ہوئی صورت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو  
 میں نے عرض کیا کہ آپ کا بدن اور آپ کا قامت دونوں چیزیں معدل اور درمیان (یعنی جسم نہ زیادہ ہوتا  
 نہ زیادہ بل ایسے ہی قدر زیادہ لانا نہ زیادہ پستہ بلکہ معتدل) آپ کا رنگ کندی مائل بسفیدی آنکھیں  
 سرخسندہ دہن خوب صورت گول چہرہ ڈاڑھی نہایت نجان ہو پورے چہرہ کا اساطر گئے ہوتے تھے اور میرے  
 ابتدا کی تھوڑی بھلی ہوئی تھی، عوف جو اس روایت کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے یا انہیں بہا کہ  
 میری استادن ان مذکورہ صفات کے ساتھ کوئی اور صفت بھی بیان فرمائی تھی یا انہیں ابن عباس نے فرمایا کہ  
 اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عام حیات میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ قدس بنا سکتے گویا بالکل ہی صحیح حلیہ بیان کر دیا  
 منہ ۱۲ ابو قتادۃ سے بھی حضور کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے

لہ فعلیک بالانوار المصنف ہذا الاثر والذی بعدہ مع عدم ملازمتہما العنوان الباب بمنزلة الوصیۃ منہ رحمہ اللہ  
بالاحتیاط فی الاحتیاج واعتبار من یوحد عنہ بولن الاثر والذی بعدہ بیان تراجمہم فی اول مؤلفاتہم او اوخوہا وانا العبد  
الضعیف المقتدر الی رحمۃ ربہ القصوی عبد الملک

رب القصوی عبد الملک  
بزرگوار بن یحییٰ المکانی  
وطنہ الحنفی مسلک  
الرشیدی الخلیلی مشرباً  
قد أخذ العلوم الشرعیۃ  
الذینیۃ من الفقہاء الحق  
وغيرہا عن عمہ  
رئیس اہل التقی الشیخ  
الحافظ الحاج محمد الیاس  
المقیم بنظام الدین اللہ علی  
نفعی اللہ عزوجل بقبول  
وصحہ المسلمین بطول  
بقائہ وعن والدہ  
الرحیم المفقور منبع  
العلوم الظاہرۃ والباطنۃ  
راس الدیاء والحدیثین  
سید العلماء المتفکرین  
منہ الفضائل العلیا  
والفواضل القصوی  
الحافظ الحجۃ النعمۃ الشیخ  
مولانا محمد نجی نور اللہ  
مرقدہ وبردہ مجمعہ وراۃ  
فی الجنات العلیا وعن  
المرشد الکامل فخر الفقہاء  
والحدیثین قدوة العلماء  
المکملین شیعہ مشائخ  
العرب والعجم حضرة  
الحافظ العلامة الامجد  
شیخی واقائی الحاج  
خبرل حمد شاہ الہرادی  
ازالت شہوس وبوضۃ اذعۃ  
والوارید ورة طالعہ واخذ  
الکتاب ازلیہ من المنطق  
والفلسفۃ و غیرہا  
بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ

فی النوم فقد رأى الحق حل ثنا عبد الله ابن عبد الرحمن انا معلى بن اسد ثنا  
عبد العزيز بن المختار ثنا ثابت عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من  
ذاق في المنام فقد راق فان الشيطان لا يتخيل بي قال وروى المؤمن جزء من  
ستة واربعين جزء من النبوة حل ثنا محمد بن علي قال سمعت ابي يقول  
قال عبد الله ابن المبارك اذ ابتليت بالقضاء فعليك بالانوار حل ثنا محمد بن  
علي حل ثنا النضر اخبرنا ابن عوف عن ابن سيرين قال هذا الحديث

واقعی امر دیکھا، اُس میں کچھ غلطی نہیں۔

**منہ** انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اُس نے تھقیقہ  
مجی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اُو من کا وہ  
خواب جو فرشتہ کے اثر سے ہوتا ہے، نبوة کے چالیس جزو میں سے ایک جزو ہوتی ہے و علماء نے اس کے  
مطلب میں مختلف عنوانات اختیار فرمائے ہیں، لیکن ما علی قاری نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ جو کہ علم نبوة  
کا ایک جزو فرمایا ہے اور علوم نبوی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اس لئے اس کو بھی انبیاء  
ہی کے ساتھ مخصوص سمجھنا چاہئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں دیکھنے کا ذکر ختم ہو چکا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ  
نے اپنی کتاب کو دو اثرول پر ختم کیا ہے۔

**منہ** عبد اللہ بن مبارکؓ کہتے ہیں کہ اگر کبھی قاضی اور فیصل کنندہ مبتلا کی نوبت آوے تو مقولات  
کا ابتلاع کیجیو، و مقصود یہ کہ خود راہی اور اپنی عقل پر گھمنہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اکابر کے کلام احادیث اور  
اقوال صحابہ کا ابتلاع کرنا چاہئے۔

**منہ** ابن سیرینؓ کہتے ہیں کہ یہ صریح (اور ایسی ہی اور دینی علوم سب) دین میں داخل ہیں  
لہذا علم حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو، و مقصود یہ ہے کہ  
جس سے دین حاصل کروا سکی ویانت تقویٰ مذہب مسلک اچھی طرح تحقیق کر لو، ایسا نہ کرو کہ ہر شخص



## دین فانظروا عمن تأخذون دینکم

کے کہنے پر عمل کر لو خواہ وہ کیسا ہی بے دین ہو، اس لئے کہ اُس کی بددیہی اثر کئے بغیر نہیں رہیگی، اس ہمارے دور میں جو قیامت کا بہت ہی قریب زمانہ ہے ایک یہ بھی سخت مضرت کی بات ہوگئی کہ ہر شخص خواہ کتنا ہی جاہل یا کتنا ہی بددین ہو تھوڑی سی صفائی تقریر و تحریر سے علامہ اور مولانا نجاشی سے اور رئیس کپڑوں سے صوفی اور معتزلہ بجاتا ہے عام لوگ بتدریج عام غلط فہمی کی وجہ سے اُنکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پھر اپنی ناواقفیت سے اُنکا شکار بناتے ہیں، وہ غلط فہمی یہ ہے کہ عامۃ قلوب میں یہ سما گیا ہو کہ انظروا الی ما قال ولا تنظروا الی من قال آدمی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا کہا یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس نے کہا حالانکہ یہ مضمون فی نفسہ اگرچہ صحیح ہے لیکن اُس شخص کے لئے جو سمجھ سکتا ہو، کیا کہا جو کہا وہ حق کیا یا باطل غلط کہا۔ یا صواب لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیت دینی کی وجہ سے کھرے کھوٹے صحیح و غلط میں تمیز نہ کر سکتے ہوں اُنکو ہر شخص کی بات سننی مناسب نہیں کہ اسکا نتیجہ مال کا مضرت و نقصان ہو تا ہے یہ ہی سبب ہے کہ اس دور میں کوئی دعویدار اگر ولایت امامت نبوت رسالت حتیٰ کہ حدیث تک کا بھی اعتقاد بالحدود کرے تو ایک گروہ فوراً اُس کا تابع بن جاتا ہے۔ والی اللہ المشتکی و هو المستعان

الحمد لله والمنته کہ ۸ جمادی الاخری ۱۳۴۲ھ شب جمعہ میں اس ترجمہ سے فراغت ہوئی، فقط

ترک کر یا عفی عنہ کندھلوی

مقیم مدرسہ منظر ہر علوم سہارنپور

چونکہ اس ناگوارہ کو اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اس لئے اس ترجمہ کو نظر ثانی کے لئے اپنے محترم بزرگ الفاضل العالیہ مولانا عبدالحق صاحب المدین مدرسہ منظر ہر علوم سہارنپور کے حوالہ کیا مولانا نے اپنے مشاغل علیہ اور عظیم الفرصت کے باوجود اسکی بالاستیعاب نظر ثانی فرما کر اگرچہ اصلاح بھی فرمائی، فجزاہم اللہ تعالیٰ عنی خیر الجزاء اور اخیر میں یہ عبارت بھی تحریر فرمائی، الحمد للہ کہ یہ عاجز بھی ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ بروز پنجشنبہ کو اسکے دیکھنے سے فارغ ہوا۔ و اخذ دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلق سیدنا ونبینا و مولانا محمد والہا و صحبہ اجمعین ط

فی المدینۃ العلمیۃ الشہیرۃ  
القائقۃ علی الاقوان فی نشر  
العلوم المسماۃ بمظاہر العلوم  
الازالت محفوظا عن السوء  
فانا انفق بحمد اللہ تعالیٰ  
بمقتضى العظام و قول مفتخر  
اولئك اشيا محضی عنہم  
انما جعنا لاجل الجا مع  
واخذ دعوانا ان الحمد لله  
رب العالمین والصلوة  
والسلام علی سیدنا و  
مولانا محمد والہ و صحبہ  
اجمعین برحمتک  
یا ارحم الراحمین،  
الثامن من اغوی جمادین  
الجمعة

تقریباً لکھنؤ کے علماء و تاجرانہ اقبیاء مبلغ علم و نقلیہ و عقلیہ فقیرانہ مثال حضور الحافظ  
الحجۃ الثقہ الثبت الغنی عن التعریف مولانا الحاج الاستاذ الشیخ عبد اللطیف نجم مدد  
مظاہر العلم سیدنا پیوستہ اللہ المسلمین بخیر فضل و فیض

الحمد لله الذي جعل اللسان مترجماً عما في ضمير الانسان وعلمه ما لم يعلم من البيان  
وصلى الله تعالى على سيد الانس والجان وعلى الوصي محمد وذوي الايقان اما بعد فاني خطب على اولى انتهى ان  
افضل المشاغل شغل الحديث قلنا انني لبعض من اعلمنا سرهم في خدمة هذا الفن الشريف منهم اخي  
المعظم وحيي المكرم الشیخ من كبريا بن الشیخ محمد عیبه المرحوم الکاثر هادی بارک الله فی علمه وعباده  
فمن نحن ما تارة المتعلقة بالحديث تعلیقه وشرحه علی شمائل البزمی فی الهندی والعربی فانما  
ترجمتها واولی الهندیة ثم زاد علیها تعلیقات فی العربیة لیفید بصیرة الطلبة العربیة ولقد رايت مواضع  
على بیلة و مواضع متفرقة منها ولقد اذعم الغلطات وكشف المشكوكات فجزاه الله خيراً الجزاء عنی  
وعن سائر المسلمين فی دار الجزاء ...

عبد اللطیف عفا الله عنه

تقریباً لکھنؤ کے علماء و تاجرانہ اقبیاء مبلغ علم و نقلیہ و عقلیہ فقیرانہ مثال حضور الحافظ  
الحجۃ الثقہ الثبت الغنی عن التعریف مولانا الحاج الاستاذ الشیخ عبد اللطیف نجم مدد  
مظاہر العلم سیدنا پیوستہ اللہ المسلمین بخیر فضل و فیض

بعد الحمد والصلوة احقر نے اجمالی نظر سے رسالہ متبرکہ (خصائل النبوی) مؤلفہ حبیبی الفاضل العلامة المحدث بن المحدث  
مولانا کا قضا محاج مولوی محمد زکریا صاحب بلغة اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات الکیال کا مطالعہ کیا، ترجمہ اور تشریح حدیث سے جو  
مسرت اور حظ حاصل ہوا ہے تکلف بات یہ ہے کہ بال بال میں جان آتی تھی اور جوں جوں پڑھتا تھا انبساط اور فرح میں ترقی  
ہوتی تھی ایک خاص بات جو میرے مذاق کے موافق تھی وہ اسماء رجال سے بحث اور سند کی تحقیق تھی جو فن حدیث کا اعلیٰ درجہ ہے  
اس کے ساتھ ترجمہ اور تشریح کی عمدگی مزید براں ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور علماۃ الناس کو اس سے مستفید  
بنائیں اور یہ رسالہ مؤلف کے لئے ذخیرہ آخرت و رضمت کلام نبوی کی مزید توفیق کا سبب بنے۔ آمین والسلام  
ظفر احمد تھانوی

عسہ یہ بات ہو کر طلباء کے مناسب تھی اس لئے صرف عربی مائشہ میں رکھی گئی۔۔۔ حجاز طابع

تقریباً علم النقیۃ العقلیۃ فیدالہ و حید العصر حقو العلم المفضل  
منہ بفضل الکمال مولانا الشیخ عبد الرحمن رحمہ اللہ لہذا کمالہ و کمالہ سید مظاہر العلوم  
بسم اللہ الرحمن الرحیم لست احیاً

حاصل وہ صلیاً اما بعد بندہ ناچیز نے رسالہ قصائل النبوی مؤلف مخدومی و مخدوم زادہ حضرت مولانا مولوی محمد زکریا صاحب  
مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور مفصل دیکھا اور بغور ملاحظہ کیا، بحوالہ نہایت مفید اور کارآمد پایادہ شامل نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم  
میں گو مصنف کتب بکثرت ہیں، مگر ایسی کتاب جو عوام و خواص ہر طبقہ کے لئے مفید ہو نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ و تبارک حضرت مخدوم کو  
جزائے خیر و ترقی مدارج سے مالا مال فرمائے کہ جنہوں نے نہایت کوشش سے اس تالیف میں ایسے ایسے فوائد مفیدہ علی عبارت  
و تقریر معانی کے بعد تحریر فرمائے ہیں کہ عامہ کتب میں ناظرین کو نہیں ملیں گے، اللہ تعالیٰ حضرت مکرم و محترم کی اس سعی فی الدین کو  
قبول فرما کر ذخیرہ عقی بنادیں اور آئندہ کے لئے ایسی خیرات اور فوائد کی توفیق عنایت فرماویں اور آپ کے وجود بابرکت سے ہم تنوین  
اور دیگر اہل السلام کو بھی مستفیض فرماتے رہیں۔۔۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔۔۔

بندۂ ناچیز عبد الرحمن کاملی پور

قصیدۂ تاریخیۃ زعماء و مشائخ اہل القلم و القریۃ لاریب لاریب لاریب لاریب لاریب لاریب لاریب لاریب  
اصلاح انویس مولانا سید مظاہر العلوم و مولانا مظاہر سہارن پور رحمہ اللہ فضل و فضلاً

لکھی شیخ محمد عیسیٰ مدرسہ	شمائل کی وہ شرح عبرت آموز
کہ جس کی دید سے اہل نظر کو	میسر ہے اک ساز اور سوز
روایت ترمذی کی شرح اعلیٰ	نبی کا مال پھر غولذت اندوز
تطابقی اور پھر مذہب کی ترجیح	مخالف کے لئے ہے جو کہ لب دوز
عجب انداز رکھتی ہے یہ سیرت	وہ دیکھیں پڑھتے ہیں سیرتیں روز

جمیل اب طبع کی تاسخ لکھو	زہ شرح شمائل عالم افروز
۲۶	۱۳

یہ ونیز ہر قسمی پیچہ کتب خانہ بکچوی مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور  
دوسری کتب خانے کا





۱۸۸۸